بی ایڈ کے طلباء کی تعلیمی اور سماجی و معاشی پس منظر کے لحاظ سے جدیدیت کے متعلق تصورات - ایک مطالعہ

تحقیقی مقالہ برائے

ڈاکٹر آف فلاسفی (ایجوکیشن)

مقالہ نگار

محمد فیاض

زیرِ نگرانی

پروفیسر ایچ۔ خدیجہ بیگم

صدر شعبۂ تعلیم و تربیت

شعبۂ تعلیم و تربیت

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدر آباد (ہندوستان)

2017ء

Perceptions of B.Ed. students towards Modernization in relation to their Educational and Socio-economic background-A study

THESIS
Submitted in partial fulfillment of the
Requirements for the award of the degree of
DOCTOR OF PHILOSOPHY
IN
EDUCATION

Submitted by
MOHAMMED FAYYAZ

Under the supervision of
Prof. H. KHATIJA BEGUM
(Head Dept. of Education & Training)

Department of Education & Training
School of Education & Training
MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY, HYDERABAD-INDIA
2017

DECLARATION

I do hereby declare that this thesis entitled "**Perceptions of B.Ed. students towards Modernization in relation to their Educational and Socio-economic background-A study"** is the original Research work carried out by me. No part of this thesis was published or submitted to any other University/Institution for the award of any Degree.

Place: Hyderabad

Date:

(Mohammed Fayyaz)

मौलाना आज़ाद नेशनल उर्दू यूनिवर्सिटी مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY

(A Central University established by an Act of Parliament in 1998)

(Accredited "A" Grade by NAAC)

DEPARTMENT OF EDUCATION & TRAINING

PROF. H. KHATIJA BEGUM

(HOD School of Education & Training)

CERTIFICATE

This is to certify that this thesis entitled "**Perceptions of B.Ed. students towards Modernization in relation to their Educational and Socio-economic background-A study"** Submitted for the Partial fulfillment of the requirement for the award of the degree of Doctor of Philosophy in Education from School of Education and Training, Maulana Azad National Urdu University, Gachibowli, Hyderabad, is the result of the original research work carried out by Mohammed Fayyaz under my supervision and to the best of knowledge and belief, the work embodied in this thesis does not form a part of any thesis/dissertation published or submitted to any other university/ Institution for the award of any Degree.

Prof. H. KHATIJA BEGUM

Research Supervisor

اظہار تشکر

اولین فریضہ کے طور پر رب کائنات کا میں شکر گزار ہوں کہ مجھ ناچیز کو پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کا اہل بنایا۔ تحقیقی کام کے سلسلے میں سب سے پہلے میں اپنی مشفق اور قابل نگران کار پروفیسر ایچ خدیجہ بیگم صاحبہ صدر، شعبہء تعلیم وتربیت کا صمیم قلب سے مشکور وممنون ہوں، جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی مجھے اس تحقیقی کام کے ہر مرحلے میں حاصل رہی۔ ڈین شعبہء تعلیم وتربیت محترمہ فاطمہ صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کا تعاون مجھے حاصل رہا۔

مکرم پدمانا بھیّا سر اور محترمہ وناجا صاحبہ کا بھی میں شکریہ ادا کرنا ضروری تصور کرتا ہوں کہ جن کی رہنمائی تحقیقی آلہ کو معیاری بنانے اور موزوں شماریاتی تکنیک کے انتخاب میں شامل حال رہی۔ اور ان دونوں احباب سے رابطہ بواسطہ ٹیلیفون اور ای میل بھی رہا۔ آپ کے گراں قدر مشوروں کے لئے میں سراپا مشکور ہوں۔

میرے ایم ایڈ کے ناصح جناب محمد مشاہد صاحب کا بھی میں شکریہ بجالانا ضروری سمجھتا ہوں جن کی قابل رہبری سے میرے لئے مستقبل کے تحقیق کے راہیں ہموار ہوئی۔ میرے رفیق کار ڈاکٹر سیّد فتح اللہ بختیاری اور جانی پرساد صاحبان، جن کا تعاون میرے اس مقالے میں حاصل رہا، دونوں کا بھی مشکور ہوں۔ آخر میں سید حامد مرکزی کتب خانہ، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کے ارکان مجاز اور ان تمام صاحبان کا بھی میں شکر گزار ہوں جن کا تعاون مجھے اس تحقیقی کام کی تکمیل میں حاصل رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میرے اس تحقیقی کام کو شرف قبولیت سے نوازے اور موثر بنائے۔

محمد فیاض (پی ایچ ڈی)

فہرست مضامین

سرورق		
ڈکلریشن		I
صداقت نامہ		II
اظہار تشکر		III

نمبر شمار	ابواب	صفحہ نمبر
1	**باب اول – تمہید**	**1-38**
1.1	**جدیدیت**	
	جدیدیت کی تعریف	1
	جدیدیت کے معنی و مفہوم	3
	جدیدیت کے نظریات	4
	جدیدیت کی شکلیں	10
	جدیدیت اور مغربیت	11
	جدیدیت اور عالمگیریت	13
	جدیدیت اور ہندوستانی مسلمان	14
1.2	**تعلیم**	**18**
	تعلیم کا مفہوم	19
	مدرسہ تعلیمی نظام	20
	رسمی تعلیمی نظام	22

	تعلیم اور جدیدیت	24
	ٹیچر ایجوکیشن	26
	ٹیچر ایجوکیشن اور جدیدیت	29
1.3	**سماجی و معاشی سطح**	**30**
1.4	**موجودہ مطالعہ**	**32**
	مطالعہ کی افادیت	33
	مسئلہ کا بیان	34
	تحقیقی مطالعہ کے مقاصد	35
	مطالعہ کے مفروضات	35
	اصطلاحات کی تفاعلی تشریحات	36
	مطالعہ کے متغیرات	37
	مطالعہ کے تحدیدات	38
2	**باب دوم۔ متعلقہ مواد کا جائزہ**	**39-84**
2.1	جدیدیت اور تعلیم	40
2.2	جدیدیت اور سماجی و معاشی سطح	63
2.3	جدیدیت اور جنس	70
2.4	تعلیم اور سماجی و معاشی سطح	76
2.5	سابقہ مواد کا تجزیہ	83
3	**باب سوم۔ طریقۂ تحقیق**	**85-95**

3.1	مطالعہ کا طریقۂ کار	85
3.2	مطالعہ کا خاکہ	86
3.3	مطالعہ کی آبادی	87
3.4	نمونہ بندی اور اسکی تکنیک	88
3.5	تحقیقی آلات	89
3.6	سوالنامہ کی تشکیل	91
	سوالنامہ کی نوعیت	93
	سوالنامہ کی معقولیت اور معتبریت	94
3.7	شماریاتی تکنیک	95
3.8	معطیات کا تجزیہ	95
4	**باب چہارم۔ معطیات کا تجزیہ اور تشریح**	**96-172**
5	**باب پنجم۔ خلاصہ، نتائج اور تجاویز**	**173-200**
5.1	خلاصہ	173
5.2	مطالعہ کے اہم نتائج	177
5.3	اختتامیہ	189
5.4	تعلیمی مضمرات	193
5.5	مزید مطالعہ کے لئے تجاویز	194
	کتابیات	i-xii
	ضمیمہ جات	xiii-xxiv

فہرست اشکال

شکل نمبر	شکل	صفحہ نمبر
1.1	تعلیم یافتہ افراد کا تناسب	14
1.2	مذہبی تناسب	15
1.3	فقرا کا تناسب	16
1.4	سلاخوں کے پیچھے موجود افراد کی اکثریت	17
1.5	منحصر اور آزاد متغیرات	37
3.1	مطالعہ کا خاکہ	87
3.2	نمونہ بندی کی اسکیم	89

باب اول

تمہید

1.1 جدیدیت (Modernization)

جدیدیت کی تعریف مختلف ماہرین نے مختلف طرح سے کی ہے۔سب تعریفیں تقریباً قریب ہیں۔جن میں مقبول اور قابل فہم مندرجہ ذیل ہیں:

امریکی ماہر سماجیات Hooker (1995) کے مطابق جدیدیت 'پیش رفت یا منتقلی' اور 'متبادل کی پیداوار' ہے۔

Modernization is, 'progress or transition' and 'proliferation of alternatives'.

شرما (1995) نے جدیدیت کے تعلق سے تعلیم کے کردار پر توجہ مرکوز کی ہے۔اس نے جدیدیت کی تعریف رویوں کی بنا پر کی ہے۔ایک جدید معاشرے کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ مقدس کے بجائے سیکولر، توہم پرستی پر سائنسی نقطہ نظر، مخصوصیت پر آفاقیت، فرقہ واریت پر انفرادیت، منسوب کی گئی حیثیت پر حاصل کیا گیا مقام، فرد کے مقام پر شہری رول کو فوقیت دیتا ہے۔

"A modern society is characterized by the primacy of secular over sacred, scientific world-view over superstitious world-view, universalism over particularism, individuality over communality, achieved framework over ascribed and civic role over subject image"

رمنا(1992) کے مطابق "جدیدیت فرد کی سوچ اور اقدار کے جائزے کا نظام ہے جن کی طرف وہ میلان رکھتا ہے اور دنیاوی مشاغل کو انجام دیتا ہے"۔

"A reference system of thoughts and values to which an individual orients and conducts his mundane activities"

بلاک(1976) کے مطابق "جدیدیت نظریاتی سطح پر تبدیلی کا نام ہے"۔

"Modernization is a change at the ideological level"

سمت(1974) کے مطابق "رویے، عقائد، برتاو....نت نئے تجربات کے لئے آمادگی، ایجادات اور تبدیلی کے لئے تیار، سائنس پر بھروسہ، شخصی تاثر کے احساس وغیرہ کے مجموعہ کا نام ہے"۔

"A set of attitudes, beliefs, behaviour...readiness for new experiences, open to innovation and change, belief in science, sense of personal efficacy, etc."

سوشیولوجی میں جدیدیت سے مراد قدیم، دیہاتی، زرعی سماج سے ایک سیکولر، شہری، صنعت و حرفت پر مبنی سماج کی طرف منتقلی ہے (Encyclopedia Britannica)

Modernization in sociology is the transformation from a traditional, rural, agrarian society to a secular, urban, industrial society.

حالیہ طریقہ کار، افکار، آلات وغیرہ استعمال کرنے کے عمل کی شروعات تاکہ کوئی بھی چیز مزید جدید بنے یا جدید معلوم ہو۔ (Cambridge Dictionary)

The process of starting to use the most recent methods, ideas, equipment etc., so that something becomes or seems more modern.

سوشل سائنس میں جدیدیت سے مراد ماقبل جدید یا قدیم سماج سے ایک جدید سماج کی طرف ارتقائی تبدیلی کا ایک نمونہ ہے۔(Wikipedia)

In the social sciences, modernization refers to a model of an evolutionary transition from a 'pre-modern' or 'traditional' to a 'modern' society.

اس طرح جدیدیت کی تعریفیں مختلف اوقات میں بدلتے وقت اور حالات کے لحاظ سے مختلف رہی ہیں، چنانچہ ۱۹ویں اور ۲۰ویں صدی تک جدیدیت سے مراد قدیم سماج سے سیکولر سماج کی طرف، دیہاتی ماحول سے شہری ماحول کی طرف، زرعی سماج سے صنعت وحرفت پر مبنی سماج کی طرف منتقلی سمجھا جاتا تھا۔ جبکہ ۲۰ویں صدی کے اواخراور ۲۱ویں صدی کی شروعات میں جدیدیت سے مراد متبادل کی پیداوار، نئے تجربات کے لئے آمادگی، انتہائی تازہ طریقہ کار، فکر، سازوسامان کا استعمال وغیرہ لیا جارہا ہے۔

جدیدیت کے معنی ومفہوم (Meaning of Modernization)

مقبول اصطلاح میں جدیدیت سے مراد تمام پرانی وضع(old fashioned)کو نئی وضع سے بدل دینا ہے۔ دوسرے الفاظ میں غیر مروج کو جدید اوقات یا موجودہ حالت کے اعتبار سے نئی شکل دینا ہے۔ Chodak (1973)

سوشیالوجی میں اصطلاح جدیدیت کا استعمال زندگی گزارنے اور سوچنے کے روایتی انداز میں رونما ہونے والی پیچیدہ سماجی تبدیلی کو ظاہر کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ جدیدیت تاریخی طور پر ناگزیر اور ناقابل تلافی سماجی تبدیلی کا ایک عمل ہے۔ جدیدیت کسی ایک وقت کی کامیابی نہیں ہے۔ وسیع معنوں میں یہ عمل اس وقت سے رائج ہے جب سے انسان نے اپنے رفانی دور سے نکل کر آگ کی دریافت کی۔

لفظ 'جدیدیت' کے مثبت معنی کے ساتھ ساتھ منفی معنی بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ بسا اوقات یہ ایک عمل ہے جس کی نہ صرف پذیرائی کی جاتی ہے بلکہ یہ انسانیت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ جبکہ دیگر اوقات میں یہ ایک تصور ہے جو مکمل طور پر بے جوڑ اور مہلک ہے۔

جدیدیت کے دو اہم مراحل ہیں۔ ایک خاص نقطہ تک، یہ اداروں اور اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کے اقدار کو آگے لے جاتی ہے۔ اس طرح عام طور پر اس کو ایک ترقی پسند تحریک کے طور پر جانا جاتا ہے۔ دوسرے مرحلے میں، جدید معاشرے خود کو نئے مسائل کا سامنا کرتے ہوئے محسوس کرتے ہیں جن کا حل اکثر روایتی قوم کی اہلیت سے پرے معلوم ہوتا ہے۔ (Britanica)

جدیدیت کے نظریات (Theories of Modernization)

نظریہ جدیدیت، جدیدیت کے عمل کو واضح کرنے والا ایسا نظریہ ہے جس میں ایک ملک یا قوم روایتی معاشرے سے ایک جدید معاشرے کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ یہ نظریہ کسی ایک فرد کی طرف منسوب نہیں ہے۔ اس نظریہ کو جرمن ماہر عمرانیات Max Weber (1864-1920) نے تشکیل دیا ہے، بعد ازاں امریکی ماہر

عمرانیات(1902-1979) Talcott Parsons نے 1950 کے دہے میں اس کو فروغ دیاہے۔ (Jeremiah 2006)

Robinson Rojas (1996) کے مطابق: نظریہ جدیدیت دوسری جنگ عظیم کے بعد رونما ہونے والے تین اہم تاریخی واقعات کی پیداوار ہے، جن کو ذیل میں مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے:

1۔ بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کے اضافہ کی وجہ امریکہ کی ایک سوپر پاور کے طور پر ترقی: ۔ جس کے لئے ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے مارشل پلان کے تحت مغربی یورپ، جنوبی کوریا، تائیوان کی صنعتی ترقی، اور جاپان کی تعمیر نو میں مالی امداد کی۔

2۔ماسکو اور بعد میں بیجنگ کی قیادت میں دنیا بھر میں شروع کی گئی کمیونسٹ تحریک:۔ جس میں سوویت یونین، پیپلس ریپلک آف چائنا، ویتنام اور کیوبا مرکزی نقطے تھے۔

3۔ایشیا اور افریقہ میں نو آبادیاتی نظام پر عمل۔

لاطینی امریکہ کی کئی ریاستوں نے 1804 تا 1844 میں خود کو decolonize کیا تھا۔ جس کے بعد ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سیاسی سائنسدانوں، ماہرین معاشیات، ماہرین سماجیات، ماہرین نفسیات اور ماہرین بشریات نے اشتراکی طور پر 1950 سے اشاعت شروع کی۔ اور انہوں نے درجہ ذیل طریقے اپنائے:

I) ارتقائی نظریہ (Evolutionary Theory):۔ کلاسیکی ارتقائی نظریہ کے مطابق:

(i) سماجی تبدیلی یک طرفہ ہے۔قدیم سے ایک اعلیٰ درجے کی طرف، اس طرح انسانی ارتقاء کی سمت پہلے سے مقرر کی جاتی ہے۔

(ii) سماجی تبدیلی کی شرح سست، بتدریج، اور رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔

(iii) اس طرح سے اس عمل (قدیم سے جدید معاشروں) کے مکمل ہونے میں صدیوں لگ جاتے ہیں۔

II) توظیفی نظریہ(Functionalist Theory):۔اس نظریہ کے اصول ٹالکوٹ پارسنس(1951) نے پیش کی ہے جس کے مطابق: انسانی معاشرے ایک حیاتیاتی ساخت کی طرح ہوتے ہیں، جس میں مختلف حصے یا اعضاء مل کر جسم بناتے ہیں ٹھیک اسی طرح مختلف اداروں سے مل کر ایک سماج بنتاہے اور ہر ادارہ کُل کی بھلائی کے لئے مخصوص کام انجام دیتاہے۔اس طرح سے فنکشنلسٹ نظریہ کے مطابق مختلف معاشروں میں ہم آہنگی، استحکام، توازن کو برقرار رکھا جاسکتاہے اور جو بھی رویہ یا حرکت ان حالات کو خطرہ میں ڈالے anti-social اور قابل سزا سمجھا جائے گا۔

III) نظریہ جدیدیت (Modernization Theory):۔نظریہ جدیدیت نے معاشروں کو مندرجہ ذیل سے موسوم کیاہے:

1) روایتی معاشرے(Traditional Societies) :۔سماجی رشتے قلبی میلان رکھتے ہیں اور face-to-face تعلقات رکھتے ہیں جس سے مارکیٹ کے ذریعے پیداوار کے موثر تعلقات قائم کرنے کے عمل میں ایک رکاوٹ ہوتی ہے۔

2) جدید معاشرے(Modern Societies) :۔ سماجی تعلقات غیر جانبدار (impersonal)، علیحدہ اور بالواسطہ ہوتے ہیں جو کہ market relationshipsکو موثر بنانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

اس نظریہ کے مطابق: روایتی خاندان مختلف افعال کا ذمہ دارہے جیسے ولادت ،جذباتی حمایت، غیر رسمی تعلیم، والدین کی سماجیانہ کا عمل، فلاح و بہبود، اپنے مذہب و آبائی عبادت کی حفاظت وغیرہ۔اس کے مقابلے میں جدید خاندان چھوٹاہوتاہے صرف تولید اس کے ذمہ ہے جبکہ تعلیم، سماجی بہبود اور دین کے افعال، ریاست کے ذمہ ہیں۔جب ریاست اپنے افعال کو مکمل کرنے میں ناکام رہتی ہے تو زنجیرِتوازن(خاندان ،شہری سماج) میں سماجی رکاوٹ نظر آتی ہے۔اس طرح ان کے درمیان انضمام کے فقدان کے نتیجہ میں پیداہونے والے سماجی رکاوٹ کو نظریہ جدیدیت کے پیروکاروں نے "مختلف ڈھانچے" کا نام دیاہے۔اس طرح کی رکاوٹیں، پُرامن احتجاج، سیاسی تشدد، قوم پرستی کاانقلاب، یاگوریلاجنگ کی شکل لے لیتی ہیں۔اس کے نتیجے میں ان سماجی رکاوٹوں میں ملوث انسانوں کو کرشنگ (crushing)کا شکار ہوناپڑتاہے تاکہ سماجی نظام، خاندانی توازن، سول سوسائٹی، ریاست کے تحفظ اور سماج میں امن کوبرقراررکھے۔

IV) عام سماجی اور معاشی نقطہ نظر(The General Sociological and Economic Perspective)

N. Smelser (1969) "تبدیلی کے طریقہ کار اور ہم آہنگی" اور W. Rostow (1960) "The Stages of Economic Growth: A Non-Communist Manifest" نے جدیدیت کے تیئں عام نقطہ نظر کو فراہم کرنے کی کوشش کی۔Smelser سماجی ساخت پر معاشی ترقی کے اثرات پر فکر مند تھے جبکہ Rostow

کے لئے تبدیلی کا عمل آسان تھا انھوں نے تمام معاشروں کو پانچ اقسام یا معاشی ترقی کے مراحل میں سے ایک میں رکھے جاسکنے کی تجویز پیش کی۔

Smelser نے عمل جدیدیت کو چار مراحل میں تقسیم کی ہے:

1. سماج آسان سے پیچیدہ ٹیکنالوجی کی طرف متحرک تھا۔
2. بقاکاشتکاری سے نقد فصلوں کی طرف تبدیلی رونما ہوئی۔
3. جانوروں اور انسانی طاقت سے مشینی طاقت کی طرف تبدیلی رونما ہوئی۔
4. دیہی بستیوں سے شہری بستیوں کی طرف تبدیلی رونما ہوئی۔

Smelser کے خیال میں یہ تبدیلیاں معاشرے میں بیک وقت رونما نہیں ہوئیں اور مزید اہم بات یہ ہے کہ یہ تبدیلیاں مختلف معاشروں میں علاحدہ تھیں۔ اس نے کہا کہ "معاشروں میں قدیم سے جدید کی طرف مختلف شروعاتی نکات تھے،اور تبدیلی کی رفتار بھی مختلف تھی۔ قدیم روایت سے متاثر ہونے کے نتیجہ میں جدیدیت کی طرف ان کے راستے بھی مختلف تھے"۔اس نے مزید کہا کہ "قومی اختلافات، یہاں تک کہ جدیدیت کے سب سے اعلیٰ درجے کے مراحل میں بھی، ہمیشہ اہم رہے ہیں" اور یہ بھی کہا کہ "جنگیں اور قدرتی آفات، ترقی کے رفتار کو انتہائی متاثر کرسکتے ہیں"۔

Rostow کے مطابق تبدیلی کا عمل آسان تھا۔اس نے تمام معاشروں کو پانچ اقسام یامراحل میں رکھے جاسکنے کی تجویز پیش کی:

پہلا مرحلہ: روایتی معاشرہ (Traditional Society)۔ سائنس اور ٹیکنالوجی تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے پیداوار محدود تھی۔ اقدار عام طور پر بالجبر تھیں اور سیاسی طاقت غیر مرکزی تھی۔

دوسرا مرحلہ: پرواز کے لئے پیشگی تیاری (The Preconditions for Take-off)۔ اس میں نئے خیالات کے انبار تھے جو معاشی ترقی کی حمایت کرتے تھے جس کی وجہ سے نئی سطح کی تعلیم، انٹرپرینورشپ(entrepreneurship) کو تحریک دینے والے ادارے وجود میں آئے۔ تجارتی توسیع کی طرف ایک عام سمت کے ساتھ سرمایہ کاری بڑھ گئی، خاص طور پر حمل و نقل، مواصلات اور خام مال وغیرہ میں۔ لیکن Rostow کے مطابق، روایتی سماجی ڈھانچے اور پیداوار کی تکنیکیں ویسی ہی رہیں۔ اس بناپر کہا جاسکتا ہے کہ اس مرحلہ میں ایک دوہرے معاشرے کی موجودگی تھی۔

تیسرا مرحلہ: پرواز (The Take-off)۔ زراعت commercial ہوئی اور پیداوار میں اضافہ ہونے لگا تاکہ شہری مراکز میں مزید اضافہ سے نکلنے والی مانگ کو پورا کیا جاسکے۔ نئے سیاسی گروہ جو نئے معاشی گروپوں کی نمائندگی کررہے تھے ان سے صنعتی معیشت بلندیوں تک پہنچی۔

چوتھا مرحلہ: پختگی کی طرف اقدام (Drive to Maturity)۔ Rostow کے مطابق مجموعی ملکی پیداوار کی 10 تا 20 فیصد سرمایہ کاری کی گئی اور معیشت "بین الاقوامی نظام میں اپنی جگہ لے لی۔ ٹیکنالوجی مزید پیچیدہ ہوئی اور بھاری صنعت سے پرے ایک حرکت شروع ہوئی"۔ اب پیداوار کا مقصد صرف سماجی ضرورت کی تکمیل نہ رہا بلکہ مسابقتی سرمایہ دارانہ مارکیٹ میں جگہ بنائے رکھنے کے لئے منافع کو بڑھانے کی ضرورت ہوئی۔

پانچواں مرحلہ: بڑے پیمانے پر صرف (Mass Consumption)۔ معروف معاشی شعبوں نے صارفین کی پائیدار مصنوعات اور خدمات میں مہارت حاصل کی۔ اس مرحلے پر معاشی ترقی نے اس بات کو یقینی بنایا کہ بنیادی ضروریات مطمئن ہوں اور سماجی توجہ کا مرکز سماجی بہبود اور سلامتی بن گیا۔

جدیدیت کی شکلیں (Forms of Modernization)

ماہر سماجیات (بالخصوص یورپی نژاد) نے نظریہ جدیدیت کی تجویز 20ویں صدی کے وسط میں پیش کی ہے۔ آغاز ہی سے مختلف اسکالرس، مختلف رنگ کے لوگ اور غیر مغربی ممالک نے اس نظریہ پر تنقید اس لحاظ سے کی کہ یہ نظریہ نوآبادیات پر مغربی انحصار، غلام، زمین کی چوری، دولت کی فراہمی کے وسائل، ترقی کے لئے ضروری مادی وسائل وغیرہ کے شمار کرنے یا تخمینہ لگانے سے قاصر رہا۔ یہاں تک کہ فرینکفرڈ اسکول کے ارکان بھی اس نظریہ کے خلاف کہتے ہیں کہ یہ نظریہ مغربی جدیدیت سرمایادارانہ نظام کے تحت کام کرنے والوں کے انتہائی استحصال پر مبنی ہے۔ بہر حال، اس نظریہ کی شروعات میں مخالفت بہت زوروں پر کی گئی۔

شکیل احمد چوہان (2012) لکھتے ہیں کہ جدیدیت کی دو صورتیں ہیں: ایک مغربی جدیدیت اور ایک اسلامی جدیدیت۔ ان کے مطابق مغربی جدیدیت کی بنیاد نطشے نے رکھی جس نے پہلی مرتبہ انسان کامل (Superman) اور اقتدار کی چاہت (Will to Power) کا تصور پیش کیا اور اس کو وجود مابعد جدیدیت (Ontological Post-Modernism) کا امام کہا جاتا ہے۔

اقبال کے یہاں انسان کامل کا تصور نطشے سے ہی آیا مگر ان کے انسان کامل (مرد مومِن) اور نطشے کے superman میں ایک واضح فرق اس بات کا ہے کہ اقبال کے سوپر مین کے ارتقا میں روحانیت اور تصوف کا بہت دخل ہے۔ اقبال اپنے عقیدہ کے مطابق انسان کو تاریخ کا حتمی منتہا نہیں سمجھتے، بلکہ اس کی قدروقیمت اسی وقت ممکن ہے جب وہ انسان کامل کے درجہ پر پہنچ جائے۔ نطشے کے مغربی جدیدیت کا نعرہ 'دنیا کے ہو کے رہو (Be faithful to earth)' تھا، جبکہ اقبال کے اسلامی جدیدیت کا تقاضا ماورائیت، روحانیت اور تصوف پر بھی عمل پیرا ہونے کا ہے۔ اقبال کا انسان کامل نہ صرف مشرق کا بلکہ سارے عالم کا آئیڈیل ہے۔

جدیدیت پر اثرانداز ہونے والے عوامل (Factors affecting Modernization):

یوں تو جدیدیت پر مختلف عوامل اثرانداز ہوتے ہیں جیسے تعلیم ، سماجی ومعاشی سطح ، ٹکنالوجی، مذہب، طرززندگی، شادی، شہریت، مغربیت ، عالمگیریت وغیرہ۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ محقق نے یہاں اختصار کے ساتھ کیا ہے۔

جدیدیت اور مغربیت (Modernization and Westernization)

جدیدیت باقاعدہ فرد کی سوچ کا انداز، احساسات، زندگی کے مسائل کی طرف اس کی رویوں میں تبدیلی، سماج اور کائنات میں واقع ہونے والی گہری تبدیلیوں کی طرف رجوع کرتی ہے۔ لفظ جدیدیت کا بسا اوقات مغربیت سے غلط تصور کیا گیا ہے۔ بہر حال مغربیت سے مراد یورپ کے سماجی عادات واطوار اور رسم ورواج کا ہو بہو نقل کرنا

ہے۔خاص کر وہ عادات جیسے کھانے پینے کا انداز، لباس، دعوتوں کے ترتیب کی روایت، کلبس(culbs)کی شرکت، انگریزی کی مہم وغیرہ۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ایک مغرب زدہ(Westernized)فرد جدید بھی ہو۔

Inkeles (1974)کے مطابق جدید فرد کی خصوصیات: پہلا یہ کہ نئے تجربات کے لئے آمادگی، ایجاد اور تبدیلیوں کے لئے کشادگی رکھنا۔ دوسرے؛ماحول اور مختلف ذرائع سے ابھرنے والے کثیر المسائل کے تئیں رائے بنانے یا رکھنے کے قابل ہونا۔ تیسرے؛کسی بھی معاملے میں رائے کی کثرت میں یقین رکھنا اور اس کی اجازت دینا ہے نہ کہ یہ یقین کرنا کہ سب اسی طرح سوچتے ہیں جس طرح میں سوچتا ہوں۔ دوسرے الفاظ میں ایک جدید فرد کٹّر عقائد کا پیروکار نہیں بلکہ جمہوری مزاج کا ہوتا ہے۔ چوتھے؛وہ صرف حال نہیں بلکہ حال اور مستقبل کی طرف میلان رکھتا ہے۔ اور آخری؛وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ انسان اپنے مقاصد اور اہداف حاصل کرنے میں کافی حد تک ماحول پر غلبہ حاصل کر سکتا ہے نہ کہ مکمل ماحول کے تابع ہوتا ہے۔

Connell (1965)کے الفاظ میں "جدیدیت کا اجماع اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ فرد اور سماج میں پوچھ گچھ اور ایجاد کے رویے کی ذہنی نشو نما جو تکنیک اور مشینوں پر مبنی ہو اور نئے سماجی رشتوں کو متحرک کرتی ہو"۔

جدیدیت مختلف اجزا پر مبنی ایک پیچیدہ مظہر ہے جس میں معاشی ترقی، صنعت و حرفت میں انقلاب، قوت مدرکہ، سائنسی طبعیت، حاصل کردہ حیثیت، مساوات، سماجی انصاف، انفرادیت وغیرہ شامل ہیں۔

جدیدیت اور عالمگیریت (Modernization and Globalization)

عالمگیریت کو معاشی، سیاسی و سماجی ثقافتوں کے انضمام کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں سرحد پار جدیدیت کو پھیلانے کا نام عالمگیریت ہے۔(Wikipedia)

Junto (2010) نے جدیدیت اور عالمگیریت کے فرق کی اس طرح وضاحت کی کہ جدیدیت ترقی یافتہ گروہ کے مختصر افراد کے ذریعہ بنایا گیا ایک ایسا انتخاب ہے جس سے وہ جدید ٹکنالوجی، طب، حمل و نقل اور مواصلات سے اپنے پسند کا فائدہ اٹھا سکیں اور ان کو اپنی زندگی سے جوڑ سکیں۔ جبکہ گلوبلائزیشن حکومتوں اور کاروباری اداروں کی طرف سے بنایا گیا ایک ایسا انتخاب ہے جس سے ترقی پذیر قوموں یا علاقوں میں مخصوص کاروباری مارکیٹوں کے طور پر کمپنیوں یا ممالک سے فائدہ اٹھائے۔

20ویں صدی کے وسط سے صنعتی انقلاب کے نتیجے میں عالمی تجارت میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ جدیدیت کی بنا پر مواصلاتی نظام (جس میں ٹیلی فون، ٹیلی ویژن کی نشریات، نیوز کی خدمات اور آن لائن سروسیس شامل تھے) سرمایادارانہ نظام کو دنیا بھر میں پھیلانے میں فعال رہا۔ اس طرح عالمگیریت میں مواصلاتی نظام نے ایک اہم کردار ادا کیا۔

عالم گیریت کے بہت سے مثبت صفات کے ساتھ ساتھ منفی نتائج بھی ہیں۔ عالمگیریت کے نیولیبرل ماڈل کے غلبہ سے معاشرے کے امیر اور غریب کے درمیان خلا مزید بڑھ جاتا ہے۔ Parekh et al (2014)۔ ترقی پذیر ممالک کے بڑے شہروں میں جدید دنیا کی کمپیوٹر، موبائل فون اور سیٹلائٹ ٹیلی ویژن کی ٹکنالوجی کے ساتھ ساتھ

سنگین غربت کا بھی وجود ہے۔گلوبلسٹ خواہش کرتے ہیں کہ عالمگیریت سب کے لئے مثبت ہونی چاہئے۔اس کے فوائد معاشرے کے تمام اراکین اور کمزور گروہوں کو یکساں ملنے چاہیے۔

جدیدیت اور ہندوستانی مسلمان (Modernization and Indian Muslims)

2006 میں سچر کمیٹی رپورٹ سے یہ پتہ چلا کہ ہندوستان کی دوسری سب سے بڑی آبادی والی قوم مسلمان، اس ملک کی سب سے زیادہ پسماندہ قوم ہے۔(جیسا کہ: شکل 1.1 میں دیکھایا گیاہے)

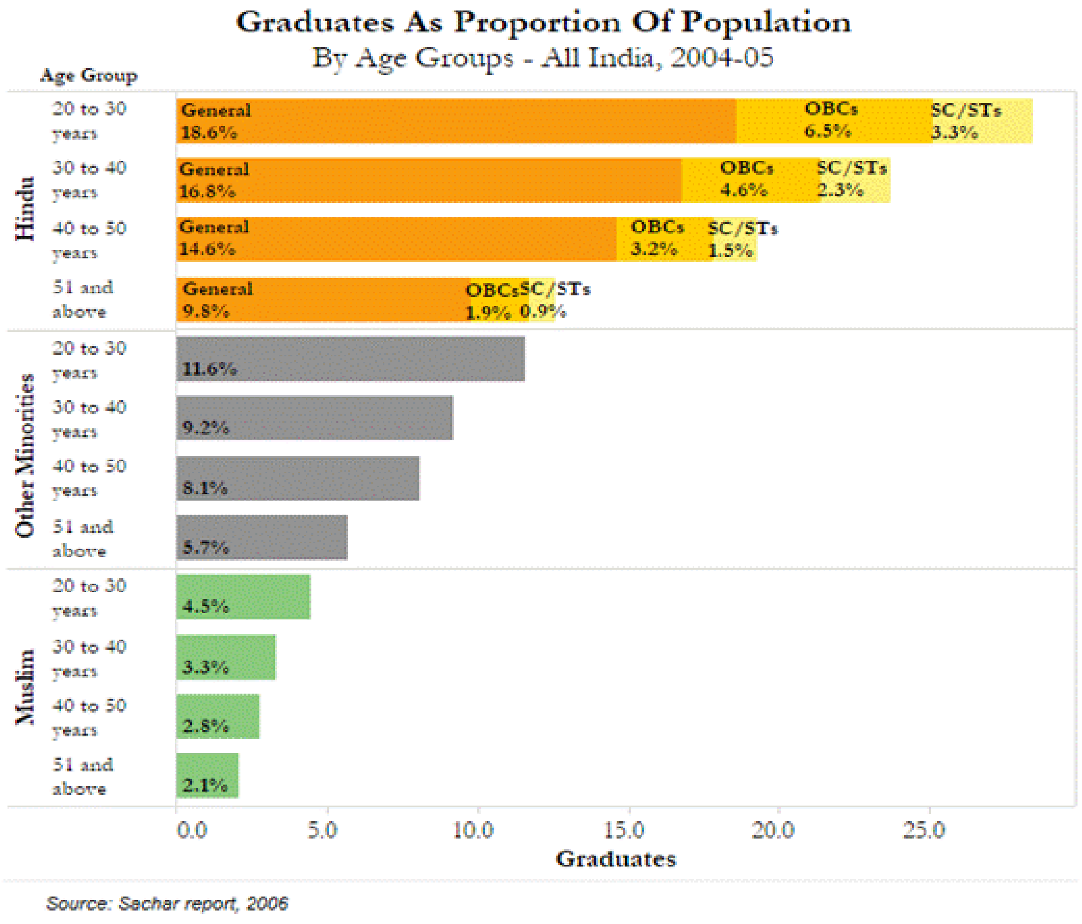

www.saddahaq.com/muslims-at-bottom-of-higher education-ladder-alongside-backward-tribes

شکل 1.1 : تعلیم یافتہ افراد کا تناسب

2011 کے مردم شماری کے جو اعداد و شمار ہے اس کی بنیاد پر ہندوستان کی آبادی میں مسلم آبادی 174 ملین (14.43٪) ہے اور اقلیت کے بجائے دوسری بڑی اکثریت ہے۔(جیسا کہ: شکل 1.2 میں دیکھایا گیا ہے)

CENSUS 2011: RELIGIOUS PROFILE

India's population data based on religion, which was part of Census 2011, was released by the government on Tuesday

	Population in 2011 (cr)	Proportion of population in %	Decadal change in proportion in % pts
Hindu	96.63	79.8	-0.7
Muslim	17.22	14.2	+0.8
Christian	2.78	2.3	No change
Sikh	2.08	1.7	-0.2
Buddhist	0.84	0.7	-0.1
Jain	0.45	0.4	No change
Others	0.79	0.7	-
Religion not stated	0.29	0.2	-

Source: www.teknafnews.com (on 07/10/2015)

شکل۔1.2: مذہبی تناسب

Census-2011 کے مطابق ہندوستان میں روز بہ روز مانگ کر کھانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہاہے۔جن میں ہندوؤں کی آبادی کا تناسب 72.2 ہے،مسلم آبادی کا تناسب 24.9 ہے، عسائیوں کا تناسب 0.88 ہے،سکھ کا تناسب 0.45 ہے،بدھ کا تناسب 0.52 ہے، جین کا تناسب 0.06 ہے اور نا معلوم کمیونٹی کے 0.62 فیصد ہیں۔(جیسا کہ: شکل 1.3 میں دیکھایا گیا ہے)

Poor Show

Fewer Beggars Overall

2011	2001
3,72,217	6,30,940
(30 beggars for every 1 lakh citizens)	(61 beggars for every 1 lakh citizens)

Religious Orientation of Beggars/Vagrants

Community	Numbers	Share in beggar population	Share in India's population
Hindu	2,68,837	72.2%	79.80%
Muslim	92,760	24.9%	14.23%
Christian	3,303	0.88%	2.30%
Sikh	1,677	0.45%	1.72%
Buddhist	1963	0.52%	0.70%
Jain	241	0.06%	0.37%
Others	1,126	0.3%	0.66%
Not known	2,310	0.62%	0.24%

Male-Female Ratio Among Beggars

Community	Male	Female
Hindu	1,51,343 (56.29%)	1,17,494 (43.70%)
Muslim	40,454 (43.61%)	52,306 (56.38%)
Christian	1,693 (51.25%)	1,610 (48.74%)
Sikh	1,078 (64.28%)	599 (35.71%)
Buddhist	1,048 (53.38%)	915 (46.61%)
Jain	128 (53.11%)	113 (45.88%)
Others	553 (49.11%)	573 (50.88%)
Total	1,97,725 (53.12%)	1,74,492 (46.87%)

Source: Census of India, 2011

Source: http://indianexpress.com/article/explained/muslims-polpulation-in-india-muslims-beggar-unemployment-/census-data-muslim-economic-survey-2941228

شکل۔1.3: فقرا کا تناسب

نیشنل کرائم رکارڈس بیورو (National crime records bureau) 2015 کے رپورٹس کے مطابق ہندوستانی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد میں مسلمانوں کا تناسب سب سے زیادہ (20.9٪) ہے۔ (جیسا کے شکل 1.4 میں دیکھایا گیا ہے)

LARGE NUMBERS, BEHIND BARS

State	Muslim undertrials	Muslim convicts	Muslim Population
Maharashtra	30	20	12
TamilNadu	16	17	6
Gujarat	22	21	10
West Bengal	47	42	27
Madhya Pradesh	13	10	7
Delhi	22	19	13
Rajasthan	16	18	9
Undivided AP	17	15	10
Uttar Pradesh	27	19	19
Jharkhand	20	18	15
All India	20.9	15.8	14.2

All figures in percent   NCBR (2015)

/http://www.vedicupasanapeeth.org/share-muslims-jail-bigger-population-show-ncrb-data

شکل۔1.4: سلاخوں کے پیچھے موجود افراد کی اکثریت

ان تمام رپورٹس اور اعداد و شمار کے مطابق مسلمان اس ملک میں سب سے زیادہ دبے کچلے اور پسماندہ قوم ہیں۔اس کی کیا وجہ ہیں؟اس کے لئے سب سے پہلے تو یہ سمجھنا ہو گا کہ مسلمان اس نوبت کو کیسے پہنچے،کون اس کے لئے ذمہ دار ہے؟Zafar Aaga (2016) کے مطابق، قوموں کے عروج وزوال کی ذمہ دار خود قومیں ہوتی ہیں کوئی اور نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سر تا پا جامد مذہبی قدامت پسندی اور سر تا پا متحرک سائنسی ولادینی جدت پسندی کے درمیان امتزاج ومصالحت کی سبیل نکالی جائے۔ تاکہ ایک طرف ہم اپنے علمی وروحانی اور تہذیبی وثقافتی تشخص کو برقرار رکھ سکیں اور دوسری طرف جدید علوم، ٹکنالوجی اور اس کے ثمرات سے بھی مستفید ہو سکیں۔

1.2 تعلیم (Education)

لفظ 'Education' لاطینی زبان کے الفاظ 'Educere' اور 'Educare' سے اخذ کیا گیا ہے۔ Educere کا مطلب راستہ دکھانے (To Lead) کے ہیں، اسی طرح Educare کا مطلب پرورش کرنا (To Bring up) ہے۔ لفظ تعلیم، عربی لفظ 'علم' سے مشتق ہے جس کے معنی جاننا، آگاہی حاصل کرنا کے علاوہ واقفیت، شعور یا باطنی روشنی ہے۔

تعلیم کے ادوار

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، 1984 میں تاریخ تعلیم پر درج ایک مفصّل مقالہ میں تعلیم کی تاریخ کو چند ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا دور وہ ہے جس کو ابتدائی کلچر (Primitive culture) کہا گیا ہے۔ اس ابتدائی دور میں تعلیم کا مقصد بنیادی طور پر یہ تھا کہ قبائلی روایات اور قبائلی اخلاقیات سے نئی نسل کو باخبر کیا جائے اور اس کے لئے اِس کو تیار کیا جائے۔ اُس زمانے میں لکھنے پڑھنے کا رواج بے حد کم تھا۔ چنانچہ یہ قبائلی تعلیم بھی زیادہ تر زبانی طور پر دی جاتی تھی اور ان کو محفوظ رکھنے کے لئے نوجوانوں کو یاد کرایا جاتا تھا۔ اِس تعلیم کا تعلق پورے قبیلے سے نہ تھا بلکہ صرف اعلیٰ طبقہ سے تھا۔ اس اعلیٰ طبقہ میں بنیادی طور پر صرف دو قسم کے لوگ شامل ہوتے تھے۔ ایک قبیلہ کے سردار، امراء اور اعلیٰ طبقہ کے نوجوان اور دوسرے مذہبی پیشواؤں کا طبقہ جو لوگوں کو مذہبی رُسوم و آداب کی ادائیگی میں مدد دیتا تھا۔ عام افراد اِس تعلیمی نظام سے خارج سمجھے جاتے تھے۔

دوسرا دور وہ ہے جس کو کلاسیکل کلچر کا نام دیا گیا ہے یعنی قدیم تعلیمی دور۔ اِس زمانے میں لکھنے پڑھنے کا رواج کافی بڑھ چکا تھا۔ مگر جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے اب بھی تعلیم کا انداز بنیادی طور وہی باقی رہا جو ابتدائی دور میں تھا ۔ اب غیر رسمی تعلیم کے علاوہ رسمی تعلیم کا رواج بھی شروع ہو گیا مگر یہ تعلیم بنیادی طور پر اعلیٰ طبقہ اور اُونچی ذات تک محدود رہی۔ اُونچی ذات یا اُونچے طبقہ میں دو قسم کے لوگ شریک سمجھے جاتے تھے ایک سردار اور امراء جو قبیلوں یا قوموں کے سیاسی لیڈر کی حیثیت رکھتے تھے جو انتظامِ سلطنت کے ذمّہ دار تھے۔ دوسرا وہ طبقہ تھا جو مذہبی مراسم کی ادائیگی میں پیشوا کا درجہ رکھتا تھا۔ وہ عبادت گاہوں کا نظام چلاتا تھا۔ اِن اعلیٰ مذہبی اور سیاسی طبقوں کے علاوہ قوم یا قبیلہ کے دوسرے افراد کے لئے تعلیم کو ضروری نہ سمجھا جاتا تھا۔

اِس کے بعد تیسرا دور شروع ہوتا ہے جس کو حقیقی معنوں میں تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کا دور کہا جا سکتا ہے۔ اِس دور کا آغاز بنیادی طور پر اسلامی انقلاب کے بعد ظہور میں آیا۔ اِس نئے دور کے آغاز کے لئے جو لازمی صورتِ حال درکار تھی وہ یہ کہ انسان اور انسان کے درمیان تفریق کا خاتمہ ہو۔ اِس تفریق کا خاتمہ صرف اِسلام کے بعد ممکن ہوا۔ اِس کے بعد ہی تعلیم خواص کے دائرہ سے نکل کر عوام تک پہنچ گئی۔ وہ تمام انسانوں کے لئے قابلِ حصول چیز بن گئی۔

تعلیم کا مفہوم (Meaning of Education)

تعلیم کیا ہے؟ یہ ایک جامع اور بنیادی سوال ہے۔ **تعلیم** (Education) اپنے وسیع تر معنوں میں وہ چیز ہے جس کے ذریعے لوگوں کے کسی گروہ کی عادات واطوار اور اہداف ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتے

ہیں۔ اپنے تکنیکی معنوں میں اس سے مراد وہ رسمی طریقہ کار ہے جس کے ذریعے ایک معاشرہ اپنا مجموعی علم، ہنر، روایات اور اقدار ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل کرتا ہے؛ عموماً اسکول میں کی جانے والی تربیت۔ (ویکیپیڈیا)

مدرسہ تعلیمی نظام (Madrasa Education System)

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کہ مدارس اسلامیہ ہمیشہ قرآن وحدیث کی تعلیمات کے گہوارے رہے ہیں اور آج بھی ایسے متعدد مدارس موجود ہیں جو اس سمت میں شاندار کارنامے انجام دے رہے ہیں۔ لیکن افسوسناک صورتحال یہ بھی ہے کہ آج اکثر مدارس اپنے فارغین کو دور جدید میں پیش آنے والے علمی وفقہی چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بنانے میں کامیاب نہیں ہیں۔ دینی مدارس کے موجودہ حالات پر محض ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی اس بات کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ اپنے ان حقیقی مقاصد، طلباء کو موجودہ عہد میں درپیش دینی، علمی اور سماجی مسائل کے حل کے لئے تیار کرنے، سے بہت پیچھے ہیں جو کہ ہمارے اصحاب بصیرت علماء اور اسلامی دانشوروان نے ان کے آغاز سفر میں طے کیا تھا۔(Ghulam Rasool)

ہندوستان میں مدارس کی قسمیں

ناصر علی مرزا (2014) کے مطابق مدارس کی بالعموم دو اقسام ہیں:

1۔ تجوید و قراءت اور حفظ کے مدارس:

اس قسم کے مدارس کے فارغ التحصیل قراء اور حفاظ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد عموماً کسی مسجد میں امام یا مؤذن کی خدمات انجام دیتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی حفظ یا تجوید کے مدرسہ میں بطور معلم خدمات انجام دیتے ہیں۔ آج کل یہ حضرات اپنی آمدنی میں کچھ اضافہ کرنے کے لئے ہوم ٹیوشن (home tuition) پر بھی انحصار کرتے ہیں۔ ان کا مکمل کیریئر بس یہی ہوتا ہے اور وہ اسی سے حاصل ہونے والی قلیل آمدنی سے اپنی گزر بسر کرتے ہیں۔

2۔ درس نظامی اور اعلیٰ دینی تعلیم کے مدارس:

دینی تعلیم کے کورس کو درس نظامی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور کے ایک ماہر تعلیم ملا نظام الدین کا ترتیب دیا ہوا نصاب ہے جو تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس میں بالعموم رائج ہے۔ اس دور میں یہ نصاب حکومت کے سِول سروس کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس نظام تعلیم نے مجدد الف ثانی جیسے بزرگ، نواب سعد اللہ خان جیسے قائد (جو شاہ جہاں کے دور میں برصغیر کے کم از کم اڑتالیس سال وزیر اعظم رہے ہیں) پیدا کیے گویا بڑی بڑی سلطنتیں چلانے والے مدبرین اور اعلیٰ دینی قیادتیں فراہم کرنے والے بزرگان جو مجدد الف ثانی کے درجے کے لوگ ہوں اسی نظام تعلیم نے پیدا کیے۔ تاج محل جس انجنیئر نے بنایا وہ اسی نظام تعلیم کا پڑھا ہوا تھا جو آج دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک نمایاں عجوبہ ہے۔

ان مدارس کے فارغ التحصیل علماء عموماً مساجد میں امام یا خطیب کی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے جو افراد اچھی تقریر کرنا جانتے ہیں وہ جمعہ کی نماز کی خطابت کے علاوہ جلسوں وغیرہ میں تقاریر کرکے بھی کچھ رقم کما

لیتے ہیں۔اس کے علاوہ ان میں سے جو علمی اعتبار سے مستحکم ہوتے ہیں وہ کسی مدرسہ میں بطور معلم ملازمت حاصل کر لیتے ہیں۔عام اسکولوں کے نصاب میں بھی عربی پڑھائی جاتی ہے،اس وجہ سے بعض علماء جدید تعلیمی اداروں میں بھی بطور عربی اور اسلامیات کے معلم کے خدمات انجام دیتے ہیں۔ بعض ایسے حضرات جنہیں مالی امداد کرنے والے دوست اور ساتھی مل جائیں عموماً اپنا دینی مدرسہ کھول لیتے ہیں۔ یہ حضرات معاشی اعتبار سے دیگر لوگوں سے کچھ بہتر حالت میں ہوتے ہیں۔

رسمی تعلیمی نظام (Conventional Education System)

اس وقت پورے ہندوستان میں جو نظام تعلیم رائج ہے وہ سامراجی طاقتوں کا رائج کردہ مغربی نظام تعلیم ہے۔سامراجی طاقتوں کا اسکول اور کالج قائم کرنے کا فی الفور مقصد امور مملکت چلانے کے لئے ماتحت اہل کاروں کی تیاری تھا نہ کہ ملک اور قوم کی ترقی تھی۔بھلے ہی ان کا مقصد جو بھی ہو اس نے ایک نئے تعلیمی نظام کا آغاز کیا جس نے جدیدیت کی راہیں ہموار کئے۔ خالد بیگ لکھتے ہیں کہ 'سامراجی طاقتوں نے مذہبی غیر جانب داری کے نام پر اسکولوں سے مذہبی تعلیم کا خاتمہ کر دیا اور اس کی جگہ سیکولر انسان پرستی(Humanism) کو شامل کیا۔اس کے ساتھ ہی نظام تربیت کو بھی ختم کر دیا گیا۔سائنس کی تعلیم اس لیے رائج کی گئی کہ طلبہ atom سے لے کر کہکشاؤں تک کی مادی زندگی کو چلانے والے قوانین کی دریافت کرنے والوں کے سحر میں گرفتار رہیں اور کبھی اس کا خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ اس کائنات کا اور اس کے قوانین کا کوئی خالق بھی ہے اور اُس کے بنائے ہوئے طبعی قوانین کے ماسوا کچھ اُس کی سنت جاریہ بھی ہے !اس نظام تعلیم کے ذریعے طلبہ کو بتایا گیا کہ سچائی یا حقیقت کا فیصلہ کرنے کا اختیار صرف

سائنس کے پاس ہے۔ طلبہ کو اپنے قدیم کلچر اور رسم ورواج سے الگ کرنے، ان کی تعلیم میں والدین کی شرکت اور والدین کی سرپرستی کو کم کرنے، اور ان میں مستقل طور پر احساسِ کم تری پیدا کرنے کے لیے تعلیم کی زبان کو تبدیل کر دیا گیا۔ بہر کیف جو بھی مقصد ہو اسی نظام تعلیم سے جدید تعلیم کا ہندوستان میں آغاز ہوا۔(خالد بیگ، 2013)

سارا عالم اسلام اس وقت دو قسم کے متوازی نظامِ تعلیم پر محیط ہے۔ ایک طرف جدید اسکول، کالج، اور یونیورسٹیاں ہیں اور دوسری طرف دینی مدارس یا دارالعلوم ہیں۔ یہ دونوں نظام اقلیدس کی دو متوازی لکیروں کی طرح ہیں جو کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ نہیں ملتیں۔ یہ دونوں نظام مل کر اسلامی معاشروں کے جامے کو مخالف سمت میں کھینچ کھینچ کر تار تار کر رہے ہیں۔

ہندوستان میں رسمی تعلیم عمومی طور پر چار مراحل پر موجود ہے: تحتانوی، اعلیٰ تحتانوی، ثانوی، اعلیٰ ثانوی۔ مجموعی طور پر اسکولی تعلیم 2+10 پیٹرن کے مطابق 12 سال میں مکمل ہوتی ہے۔ تاہم مختلف ریاستوں میں 10ویں تک، تنظیم کے اعتبار سے اختلافات ہیں۔ تحتانوی سطح پر 11-6 سال کی عمر کے بچے اول تا پنجم میں رہتے ہیں، اعلیٰ تحتانوی اور ثانوی سطح پر 15-11 سال کی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں چھٹی تا دسویں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ اعلیٰ ثانوی سطح پر وہ طلباء جن کی عمر سولہ سال یا اس سے زائد ہوتی ہے گیارہویں اور بارہویں میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کے بعد سے اعلیٰ تعلیم شروع ہوتی ہے جو کالج اور یونیورسٹی سے حاصل کی جاتی ہے۔ (Tiwari, 2014)

ہندوستان میں تحتانوی اور ثانوی تعلیم نے کافی ترقی کی جس کی وجہ سے خواندگی کی شرح میں بھی اضافہ ہوا۔7 تا10 سال کے بچوں کی تعداد کا تقریباً تین چوتھائی حصّہ 2011 تک خواندگی کے زمرہ میں آگیا۔ تعلیمی میدان میں ترقی سے معاشی اور معاشی شعبہ جات میں بھی ترقی ممکن ہوئی۔ مختلف تعلیمی ادارے، تعلیم، تدریس، تحقیق، سائنٹفک ریسرچ میں بھی اپنا رول ادا کر رہے ہیں۔

دستور ہند کے 86ویں ترمیم (2002) کے ذریعہ تعلیم کو مفت اور لازم قرار دیا گیا ہے بالخصوص 6 تا 14 سال کے بچوں کے لئے تعلیم کو بنیادی حق قرار دیا گیا ہے۔ ہندوستان میں تعلیم منجانب حکومت اور خانگی سیکٹر فراہم کی جاتی ہے۔ اس پر نگرانی تین سطحوں پر ہوتی ہے۔ 1۔ مرکزی حکومت، 2۔ صوبائی حکومت اور 3۔ علاقائی حکومت۔

تعلیم اور جدیدیت (Education and Modernization)

کسی بھی معاشرہ کو جدید ہونے کے لئے تعلیم سے خود کو آراستہ کرنا ضروری ہے۔ تیزی سے ترقی کے لئے تعلیم کا پھیلاؤ ضروری ہے۔ کسی قوم کی جدیدیت کی حداس کے تعلیم کی رفتار سے مقرر کی جاتی ہے۔ Lemer (1963) کے مطابق: جدیدیت کی کلید معاشرے کی شراکت جس میں فرد کا اسکول جانا، اخبار دیکھنا، سیاست میں حصہ لینا اور عوامی کاروبار میں بدلتی رائے رکھنے میں مضمر ہے۔ انڈین ایجوکیشن کمیشن 66-1964 نے تعلیم کے لئے ایک نئے مقصد کی تجویز یہ کہہ کر کی کہ:

"Keep pace with advance in knowledge, meet the pace of rapid social change and move rapidly forward and create a new equilibrium".

جدیدیت کی بنیاد سائنسی نقطہ نظر پر ہے۔ محض تکنیکی ترقی جدیدیت نہیں ہے بلکہ عصر حاضر کے مسائل پر سائنس کے انسانی اور فلسفیانہ نقطہ نظر کا عالمیانہ تناظر ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک معاشرہ جس میں ایک فرد کو زیادہ سے زیادہ سائنسی مہارتیں اور وسائل حاصل ہوں لیکن ہو سکتا ہے کہ نفسیاتی اور جذباتی ضروری اجزاء کم سے کم ہو۔ ایک کامیاب سائنسداں ایک جدید انسان کے طور پر ناکام ہو سکتا ہے۔ ایک امیر یا تکنیکی طور پر ترقی یافتہ معاشرہ ہو سکتا ہے کہ سب سے زیادہ ظالم بھی ہو۔ اس تناظر میں جدیدیت کا مطلب سمجھنا بے حد ضروری ہے۔

اس ضمن میں جدیدیت کے ذریعہ لائی گئی تبدیلیوں کا دوسرے ثقافتی تبدیلیوں سے فرق کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک ہمارے ملک کی بات ہے ہندوستان میں روایتی طور پر تعلیم کا مواد باطنی اور روحانی تھا۔ اس کے مواصلات اعلیٰ درجہ تک محدود تھے۔ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے کسی بھی شکل، رسمی یا غیر رسمی تعلیم حاصل کرنے کی منظوری نہیں تھی۔ یہ صورت اب تبدیل ہوگئی ہے اور بہتر ہوگئی ہے۔ تعلیم اب صرف اعلیٰ درجہ تک محدود نہیں ہے بلکہ تمام درجہ اور تمام ذات کے لوگوں کی تعلیم تک رسائی ممکن ہوگئی ہے۔ مزید اب جدید تعلیم کا مواد liberal اور ساتھ ہی ساتھ باطنی ہے اور یہ جدید سائنسی عالمی نقطہ نظر پر مرکوز ہے۔ جدید تعلیم کے موضوعات، آزادی، مساوات، انسانیت اور کٹر عقائد کی تردید وغیرہ ہیں۔

ٹیچر ایجوکیشن(Teacher Education)

علم کو بجاطور پر انسان کی 'تیسری آنکھ' کہا جاتا ہے۔ انسان کو سچائی کی پہچان، حقائق کا ادراک اور معاشرے میں مہذب زندگی گزارنے کا سلیقہ علم ہی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا راز بھی علم ہی ہے۔ قرآن مجید نے حضرت آدم کے دنیا میں بھیجے جانے کے واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ' وعلم آدم الأسماء کلھا' (آدم کو تمام چیزوں کا علم دیا)۔ فرشتے اس علم سے ناواقف تھے۔ سورہ بقرہ(آیات ۳۰ تا ۳۳) میں اس واقعہ کا تفصیلی مطالعہ بتاتا ہے کہ حضرت انسان کی دیگر مخلوقات پر برتری کا سبب یہی 'علم' بنا۔ یہی علم انسان کے اندر'جوہر انسانیت' پروان چڑھانے کا ذریعہ بھی ہے۔ مشہور فرانسیسی مفکر روسو کہتا ہے کہ" جس طرح درختوں کا ارتقاء کاشت کاری کے ذریعے ہوتا ہے اسی طرح انسانوں کا ارتقاء تعلیم کے ذریعے ہوتا ہے"۔

عصر حاضر میں علم کی فراہمی کے لئے اسکول وکالجز کی شکل میں ایک باقاعدہ تعلیمی نظام قائم ہے۔ اس نظام کی مضبوطی وپائیداری ہی ملک وسماج کے مستقبل کی ضمانت ہے۔ آزادی کے بعد ہندوستان کی تعمیر نو کا road map تیار کرنے کے لئے قائم کی گئی(1964-66) Kothari commission نے اپنی سفارشات کے مقدمے میں بڑی اہم بات رکھی تھی:"ہندوستان کی تقدیر کا منصوبہ کلاس روم کی چہار دیواری کے اندر طے ہوتا ہے"۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج تعلیم کی اہمیت کو ہر سطح پر محسوس کیا جارہا ہے۔ بلکہ مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ روٹی، کپڑا اور مکان کی بنیادی ضروریات میں اب 'تعلیم' کا بھی اضافہ ہوچکا ہے۔ لیکن یہ بھی بڑی تلخ حقیقت ہے کہ تعلیم جس قدر عام ہوئی ہے اسی قدر معیارِ تعلیم میں گراوٹ بھی آئی ہے۔ گو اس کے کئی سارے وجوہات ہیں جن میں ٹیچر ایجوکیشن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

1906-1956 کے دوران اساتذہ کی تیاری کو ٹیچر ٹریننگ کہا جاتا تھا۔ جس میں اساتذہ کو ٹیکنیشین کے طور پر تیار کیا جاتا تھا اور اس کے اہداف بھی محدود تھے۔W.H. Kilpatric اس کے متعلق کہتے ہیں کہ 'ٹریننگ جانوروں اور circus میں کام کرنے والوں کو دی جاتی ہے، جبکہ انسانوں کو تعلیم'۔ ٹیچر ایجوکیشن میں فن تدریس، تدریسیات اور پیشہ وارانہ مہارتیں ہوتی ہیں۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سیکھنے والے کی تحصیلی حد اور معیار کا انحصار سکھانے والے کی صلاحیت، اثراندازی اور محرکہ پر ہوتا ہے۔NCTE نے ٹیچر ایجوکیشن کی تعریف میں کہا ہے کہ 'یہ افراد کی تعلیمی، تحقیقی اور تربیتی پروگرام ہے جس سے کہ ماقبل تحتانوی سے اعلیٰ تعلیمی سطح تک تدریسی عمل انجام دی جاسکے۔ ٹیچر ایجوکیشن ٹیچر کی قابلیتوں اور صلاحیتوں کے فروغ سے متعلق ایک پروگرام ہے جو کہ ٹیچر کو پیشہ کی ضروریات اور وقت کے تقاضوں کو سامنا کرنے کے قابل بناتا ہے۔

Goods Dictionary of Education کے مطابق ٹیچر ایجوکیشن سے مراد 'وہ تمام رسمی اور غیر رسمی مشاغل اور تجربات ہیں جو کہ ایک فرد کو تدریسی پیشہ کا ممبر بننے کے لئے ضروری ذمہ داریوں کو قبول کرنے کے قابل بننے یا ذمہ داریوں کو احسن انداز میں پورا کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں'۔

'All the formal and non-formal activities and experiences that help to qualify a person to assume responsibilities of a member of the educational profession or to discharge his responsibilities more effectively'

تعلیمی شعبہ سے منسلک خواتین وحضرات اساتذہ کرام کی تربیت تعلیمی اہداف ومقاصد کے حصول کے لیے انتہائی اہم اور ضروری امر ہے۔ جو اہداف ومقاصد ایک تجربہ کار اور تربیت یافتہ معلم کے ذریعے حاصل کیے جاسکتے ہیں وہ کسی غیر تربیت یافتہ معلم سے حاصل نہیں ہوسکتے۔

امریکن کمیشن نے ٹیچر ایجوکیشن کی ضرورت اور اہمیت پر کہا ہے کہ "قوم کے معیار کا انحصار اس کے شہری کے معیار پر ہوتا ہے۔ شہری کے معیار کا انحصار پورے طور پر نہ سہی، مگر ایک قابل قدر حد تک انکے تعلیم کے معیار پر ہوتا ہے، تعلیم کی معیار کا انحصار استاد کے معیار سے زیادہ کسی دوسرے جز پر نہیں ہوتا"۔

"The quality of a nation depends upon the quality of its citizens. The quality of its citizens depends not exclusively, but in critical measure upon the quality of their education, the quality of their education depends more than upon any single factor, upon the quality of their teacher."

یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے تمام ٹیچر ایجوکیشن اداروں میں اساتذہ کرام کی تربیت وٹریننگ کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے اور انہیں متعدد تربیتی کورسز کروائے جاتے ہیں اور پھر ان کورسز کی تکمیل کے بعد ان کی تقرری عمل میں لائی جاتی ہے۔

ہندوستان میں عام طور پر دو طرح سے ٹیچر ایجوکیشن کورسس فراہم کئے جاتے ہیں۔

1۔ قبل از ملازمت (Pre service)

2۔ دوران ملازمت (In service)

1۔ قبل ازملازمت (Pre service) :- قبل ازملازمت تربیت ان طلباء کو دی جاتی ہے جنہوں نے عمومی تعلیم حاصل کی ہوتی ہے اور استاد کے طور پر درس وتدریس کے پیشے میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔عام طور پر ٹیچر ایجوکیشن کے اداروں میں پرائمری اساتذہ کے لئے دوسالہ تربیتی پروگرام ہوتے ہیں اور سکنڈری اسکول میں تدریس کے لئے الگ تعلیمی ادارے،یونیورسٹی کے شعبے اور تربیتی یونیٹس ہوتے ہیں۔ان اداروں میں اب تک گریجویشن کے بعد ایک سال کا تربیتی کورس کرایا جا رہا تھا،حال ہی میں اس کی مدت دو سال کردی گئی ہے۔ (NCTE Regulations-2014)

2۔دوران ملازمت (In service):-یہ تربیت ان افراد کے لئے ہوتی ہے جو استاد / مدرس کی حیثیت سے اپنے خدمات انجام دے رہے ہوتے ہیں،یہ اس لئے ہے کہ وہ اپنے مضمون اور تدریسی تکنیک کے میدان میں ہونے والی تازہ ترین ترقی کے ساتھ خود کو ہم آہنگ کرسکیں۔

ٹیچر ایجوکیشن اور جدیدیت (Teacher Education and Modernization)

سماج کے بدلتے نظام کے ساتھ ساتھ ٹیچر کارول بھی اب بدل گیاہے۔ماضی میں ایک استاد معلومات کاذریعہ ہوا کرتا تھااور اس کے ذمہ معلومات یاعلم کی منتقلی تھی وہ کمرہ جماعت کا اتھارٹی ہوا کرتا تھااکثر وہ والدین کا کردار سنبھال لیا کرتا تھا۔مگر اب صورت حال مختلف ہے،حالانکہ وہ اب بھی معلومات فراہم کرنے کا کام کرتا ہے اور ایک طرح کا لیڈر رہے مگر وہ اکتساب کے عمل میں ایک بہتر سہولت کار(facilitator)ہوتا ہے۔وہ ایک educator کے بجائے ایک حمایت کرنے والا ہوتا ہے اور بچے کے مستقبل کے لئے والدین کو مشورہ دینے والا ہوتا ہے۔اب

درس وتدریس کا عمل صرف امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے نہیں رہابلکہ اکتساب برائے اکتساب (Learning to Learn)کا تصور آہستہ آہستہ اساتذہ کے کام کا ایک بہت اہم آلہ بن گیا۔ان کا اہم کام اہداف مقرر کرنااور سیکھنے کے عمل کو منظم کرنا ہے۔اچھاکردار، ہمدردی، حوصلہ افزائی وغیرہ جدید اساتذہ کی خصوصیات ہونی چاہیے۔اساتذہ کے ماضی اور حال کے درمیان ایک اور فرق تکنیکی پس منظر ہے وہ موثر انداز میں کمپیوٹر، فوٹوکاپیئر، پاورپوائنٹ، پروجیکٹر وغیرہ کو ہینڈل کرنے کا قابل ہونا ضروری ہے۔اسے انفارمیشن ٹکنالوجی کا ماہر،ساتھ ہی ایک ٹیکنیشین ہونا ضروری ہے۔اساتذہ کے لئے سب سے بڑے چیلنجوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسکولی انتظام میں بھی انھیں نمایاں کردار ادا کرنا ہے جن میں والدین کے ساتھ تعاون کرنے کے قابل ہونا،تعلقات عامہ کا ماہر ہونا،ٹیموں میں کام کرنا،اسکولی پروگراموں کے لئے رقم حاصل کرنے کے منصوبے بنانا وغیرہ سب شامل ہیں۔ان تمام جدید مطالبات کو پورا کرنے کے لئے اساتذہ کی قبل از ملازمت اور بر سر ملازمت تربیت کو جدید تقاضوں سے مربوط کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

1.3 سماجی ومعاشی سطح (Socio-economic Status)

تعلیم اگرچہ سماجی تبدیلی یا جدیدیت کا ایک اہم آلہ ہے لیکن یہ اس کا واحد آلہ نہیں ہے۔یکساں طور پر تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی جدیدیت کی ایک ہی سطح حاصل نہیں ہے۔ذات،مذہب، آمدنی وغیرہ جدیدیت کے عمل پر اثر انداز ہونے والے دیگر اہم عوامل ہیں۔

انٹر نیشنل ڈکشنری آف ایجوکیشن 1977 کے مطابق سماجی ومعاشی سطح سے مراد فرد کی کسی گروہ یا سماج یا تہذیب میں وہ مقام ہے جو اس کے مال،پیشہ، تعلیم اور سماجی جماعت سے طے پاتی ہے۔

The International Dictionary of Education (1977) explains socio-economic status as a person's position in any given 'group/society' or cultures as determined by wealth, occupation, education and social class.

کارل مارکس (1954) کے مطابق "سماجی و معاشی سطح (SES) کسی فرد کا، دوسرے افراد کے مقابلے میں، وہ مقام ہے جو اس کی سماجی اور مالی پوزیشن کے لحاظ سے ہو۔ سماجی و معاشی سطح معاشرے کے سماجی ڈھانچے کو دیکھنے کا ایک مختلف طریقہ ہے۔ آمدنی، تعلیمی سطح اور پیشہ ورانہ وقار پر مبنی سماجی طبقے، سماجی و معاشی سطح (SES) کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کوئی دو گھر بالکل یکساں فی کس آمدنی بر قرار نہیں رکھتے۔ اس کے علاوہ آمدنی اور مال و دولت کو بالکل درست طریقے سے پیمائش کرنا مشکل ہے"۔

Kuppuswamy (1981) نے ایک فرد کی سماجی و معاشی حیثیت کا اندازہ لگانے کے لئے تین مفروضات قائم کئے:

(i) معاشرے میں کلاس کا ایک ڈھانچہ موجود ہوتا ہے۔

(ii) درجہ، پوزیشنوں کی بنیاد پر چند عام قبول کی گئی خصوصیات کی بنا پر مقرر کیا جاتا ہے۔

(iii) ان خصوصیات کی پیمائش و اشتراک، اعداد و شمار کے طریقہ کار کا استعمال کرتے ہوئے کی جاسکتی ہے۔

کارل مارکس (1954) نے اپنی کتاب میں سماجی و معاشی سطح (SES) کے قیام کے بارے میں تفصیلی بحث کی ہے۔ وہ کلاس، ان کے اسباب اور نتائج کی وضاحت کرتا ہے۔ اس نے پانچ سماجی و معاشی بناوٹوں کو متعین کیا۔ (i) آدم کمیونٹی (primitive community) (ii) غلامی (slavery) (iii) جاگیر دارانہ نظام (feudalism) (iv) سرمایہ داری (capitalism) اور (v) کمیونزم۔

اس ماڈل میں ایک موروثی متحرک اصول یہ ہے کہ بالآخر تبدیلی خود تبدیلی کی طرف لے جاتی ہے اور یہ تبدیلی مزید ایک غیر جماعتی معاشرے کی سمت میں انقلاب لے آتی ہے۔ اس طرح مارکس نے سماجی و معاشی گروپوں کی تشکیل کی وضاحت کی ہے جس میں تبدیلی کی بنیادی اکائی ایک فرد ہے، اور وہ سماجی و معاشی گروپ جس سے وہ تعلق رکھتا ہے، یا منسلک ہے۔ سماجی و معاشی سطح کی عام طور پر تین علاقوں میں درجہ بندی کی جاسکتی ہے جس میں کہ ایک فرد یا خاندان آتا ہے، اعلیٰ سماجی و معاشی سطح، متوسط سماجی و معاشی سطح، اور ادنیٰ سماجی و معاشی سطح۔

1.4 موجودہ مطالعہ (Present study)

اس سیکشن میں موجودہ مطالعہ کی افادیت، مسئلہ کا بیان، تحقیقی مطالعہ کے مقاصد، مطالعہ کے مفروضات، اصطلاحات کی کارکرد تشریحات، منحصر اور آزاد متغیرات اور مطالعہ کے تحدیدات کا مختصر طور پر تذکرہ کیا گیا ہے۔

مطالعہ کی افادیت (Need and Importance of the study)

ہندوستانی مسلمانوں کو روز بروز حیران کرنے والے نئے نئے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے حکومت ہند کی جانب سے قائم کردہ اعلیٰ سطحی کمیٹی جس کی صدارت جسٹس راجندر اسچر کو سونپی گئی تھی اس رپورٹ (2006) نے منظر عام پر آنے کے بعد ہندوستانی مسلمانوں کی یقینی صورت حال سے متعارف کرایا جس سے ہندوستانی مسلمانوں کے خیمہ میں کھلبلی سی پیدا ہو گئی اور اس رپورٹ کی بنیاد پر آگے کا لائحہ عمل طے کیا گیا۔

ان اعداد و شمار کے مطابق مسلمان اس ملک کی آزادی کے 70 سال بعد بھی سب سے زیادہ دبے کچلے اور سب سے زیادہ پسماندہ قوم ہے۔ جس کے ذمہ دار خود مسلمان ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ تعلیم سے دوری بنائی رکھی۔ غربت، والدین کا نابلد ہونا، لڑکیوں کو تعلیم سے روکنا، کم عمری میں لیبر مزدوری کرانا وغیرہ اس کی دیگر وجوہات میں سے ہیں۔ جب تعلیم اور جدیدیت کے درمیان براہ راست تعلق کا دعویٰ کیا جاتا ہے تب یہ جاننا ضروری ہوتا ہے کہ آیا تعلیم کی اس کے حصول کنندگان کی جانب سے اس طرح قیاس کی جاتی ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہیکہ معلم ایک قوم کا معمار ہوتا ہے اور متعلم کی تحصیلی حد اور معیار کا انحصار معلم کی صلاحیت، اثر اندازی اور محرکہ پر ہوتا ہے۔ طلباء کے ذہن و دماغ میں معلم کے تصورات، خیالات و احساسات نقش ہو جاتے ہیں اگر معلم ایجادات اور تبدیلی سے گھبراتا نہ ہو، نئے تجربات کے لئے آمادہ رہنے والا، انتہائی تازہ طریقہ کار کو اپنانے والا، اونچی سوچ و فکر رکھنے والا، نت نئی ٹکنالوجی کو بر محل استعمال کرنے کے قابل، سائنسی نقطہ نظر

رکھنے والا، وسیع الذہن اور optimistic ہو تو آنے والی قوم سے بھی یہ قوی امید کی جاسکتی ہیکہ وہ بھی ان کے نقشہ قدم پر چل کر اپنا اور قوم کا مستقبل روشن اور تابناک کر سکتے ہیں۔

چونکہ بی ایڈ کے طلباء مستقبل قریب میں اساتذہ بنیں گے اوراپنے طلباء کو جدید بننے میں مثبت اور نمایاں کردار ادا کر سکیں گے۔اس لئے موجودہ مطالعہ میں یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ بی ایڈ کے طلباء جدیدیت کے متعلق کس طرح کے تصورات رکھتے ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی، جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(علامہ اقبال)

مسئلہ کا بیان (Statement of the Problem)

بی ایڈ کے طلباء کی تعلیمی، سماجی و معاشی پس منظر کے حوالے سے جدیدیت کے متعلق تصورات - ایک مطالعہ

Perceptions of B.Ed. students towards Modernization in relation to their Educational and Socio-economic background-A study

تحقیقی مطالعہ کے مقاصد (Objectives of the Study)

1۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کو معلوم کرنا۔

2۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا جنس کے اعتبار سے جائزہ لینا۔

3۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا تعلیمی پس منظر کی مناسبت سے جائزہ لینا۔

4۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا سماجی ومعاشی پس منظر کے لحاظ سے جائزہ لینا۔

مطالعہ کے مفروضات (Hypotheses of the study)

1۔ بی ایڈ کے طلبہ وطالبات کا جدیدیت کے متعلق تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

There is no significant difference in the perceptions of male and female B.Ed. students towards modernization.

2۔ مذہبی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباءاورروایتی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء کے جدیدیت کے تعلق سے تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

There is no significant difference in the perceptions of B.Ed. students with religious educational background and conventional educational background towards modernization.

3۔ اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ سماجی ومعاشی پس منظر والے بی ایڈ کے طلباء کے جدیدیت کے متعلق تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

There is no significant difference in the perceptions of B.Ed. students of high, average and low socio-economic background towards modernization.

اصطلاحات کی تفاعلی تشریحات (Operational definitions of the terms used)

بی ایڈ کے طلباء:۔ بی ایڈ کے طلباء سے مراد وہ تمام بی ایڈ کے مسلم طلباء ہیں جو ریگولر طرز پر ریاست تلنگانہ کے کالجز میں زیر تربیت ہیں۔

جدیدیت:۔ جدیدیت کے معنی مختلف اوقات میں مختلف افراد کے لئے مختلف رہی ہیں موجودہ مطالعہ میں جدیدیت سے مراد فرد کا نئے تجربات کے لئے آمادہ رہنا، ایجادات اور تبدیلی کے لئے تیار رہنا، نت نئے رونما ہو رہے طریقہ کار، ٹکنالوجی، افکار، آلات کا بر محل استعمال، توہم پرستی کو مسترد کرنا، سائنسی نقطہ نظر رکھنا، کسی بھی مسئلہ میں رائے کی تنوع (یعنی اپنے سے مختلف رائے) میں یقین رکھنا، اہم فیصلوں میں ماتحتوں کی رائے بھی لینا اور معیاری زندگی (اچھا گھر، ملازمت، سواری، ضروریات زندگی کی دستیابی) گزارنا وغیرہ ہے۔

تعلیمی پس منظر:۔ اس سے مراد بی ایڈ کے طلباء کے ذریعہ اسکولی سطح (school level) پر حاصل کی گئی تعلیم کی نوعیت ہے جو کہ مذہبی تعلیم یا اسکولی تعلیم میں سے کوئی بھی ہو سکتی ہے۔

سماجی و معاشی سطح:۔ بی ایڈ کے طلباء کی سماجی و معاشی سطح سے مراد ان کے والدین کی تعلیمی قابلیت، پیشہ، خاندان کی آمدنی، دستیاب وسائل، جائداد، سماجی مشاغل میں شمولیت، اخراجات وغیرہ ہیں جن کی بنیاد پر طلباء کی تین گروہ میں درجہ بندی کی گئی ہے: اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ۔

مطالعہ کے متغیرات (Variables of the study)

اس مطالعہ کے آزاد متغیرات جنس(Gender)،تعلیمی پس منظر(Educational Background) اور سماجی ومعاشی سطح (Socio-economic status) ہیں، جبکہ جدیدیت کے تئیں تصورات (Perceptions towards Modernization) منحصر متغیر ہے۔(جیسا کہ: شکل 1.5 میں دیکھایا گیا)

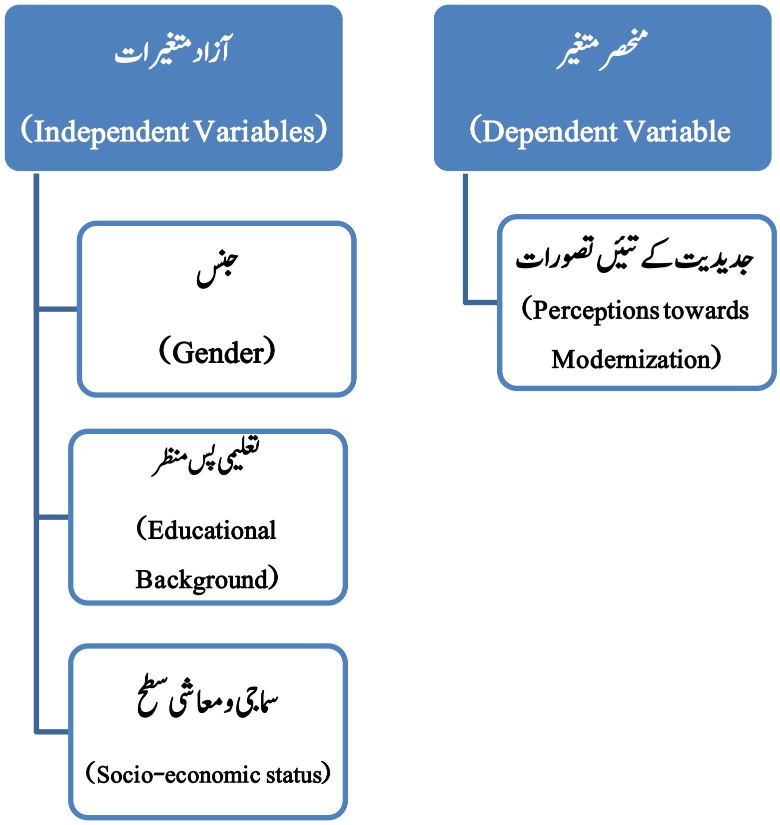

شکل 1.5۔ منحصر اور آزاد متغیرات

مطالعہ کی تحدیدات (Delimitations of the study)

1. یہ مطالعہ صرف ریاست تلنگانہ کا احاطہ کرتا ہے۔
2. یہ مطالعہ صرف اقلیتی کالجوں کے طلباء تک ہی محدود ہے۔
3. یہ مطالعہ صرف مسلم طلباء پر مبنی ہے۔
4. یہ مطالعہ صرف بی ایڈ کے طلباء تک محدود ہے۔
5. یہ مطالعہ صرف مدرسہ سے فارغ ہو کر رسمی تعلیم میں منتقل ہونے والے طلباء اور پہلے سے ہی رسمی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء پر محیط ہے۔

باب دوم

متعلقہ مواد کا جائزہ

سائنسی پوچھ گچھ جو کہ منظم سوچ، حقیقی مشاہدات اور ماضی کے تجربات پر مبنی ہو، تحقیقی کام شروع کرنے کے لئے بہترین اثاثہ ثابت ہوتی ہے۔ مطالعہ کے آغاز سے قبل موضوع سے متعلق ماضی کے مطالعات کا تنقیدی وبصیرتی جائزہ تحقیقی کام کے انعقاد میں تصوراتی وضاحت اور طریقہ کار کی بہتری کا سبب بنتی ہے۔

درجہ بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے اس باب میں موضوع **"بی ایڈ کے طلباء کی تعلیمی، سماجی ومعاشی پس منظر کے حوالے سے جدیدیت کے متعلق تصورات -ایک مطالعہ"** کے متعلق سابقہ معلومات کو مختصراً درجہ ذیل میں ترتیب دیا گیا ہے۔

2.1۔ جدیدیت اور تعلیم (Modernization and Education)

2.2۔ جدیدیت اور سماجی ومعاشی سطح (Modernization and Socio-economic Status)

2.3۔ جدیدیت اور جنس (Modernization and Gender)

2.4۔ تعلیم اور سماجی ومعاشی سطح (Education and Socio-economic Status)

2.1۔ جدیدیت اور تعلیم (Modernization and Education)

ان مطالعات میں اندرون اور بیرون ملک کے مطالعات شامل ہیں ۔ بیرون ملک میں منعقد کئے گئے مطالعات نے تعلیم کی سماجی نصب (social setup) پر روشنی ڈالی ہے۔ گرچہ ہر ملک کی ضروریات اور حالات خواہ ماضی کے ہو یا موجودہ منفرد ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود انسان کی بعض بنیادی خصلتیں اور ضروریات یکساں ہیں۔ یہ بیرون ملک مطالعات کے تجزیے کی لازمی وجہ بنتی ہے۔ جدیدیت یا سماجی تبدیلی پر تعلیم کے اثرورسوخ کے سلسلے میں ہمارے ملک میں بھی وسیع پیمانے پر تحقیقات منعقد کی گئی ہیں۔ لیکن یہ رسمی اور سنجیدہ طور پر مختلف سطحوں پر مختلف تعلیمی اداروں میں عمل میں آئے ہیں۔

July 1942 میں جاپانی ماہانہ ادبی دنیا نے "جدیدیت پر قابو پانے" (Overcoming Modernity) کے لئے ایک گول میز کانفرنس منعقد کی اور اس کانفرنس میں مغرب سے آغاز کئے گئے جدیدیت کے تصورات کی اندھی تقلید پر شدید تنقید کی گئی۔ حالانکہ اس عمل نے اس وقت کے ادبی کام اور ادبی نقادوں دونوں پر موثر اثر ڈالا ہے مگر جدیدیت پر قابو پانے کے مسئلہ پر عصر حاضر کے ادبی میدان کے موجودہ مطالعات میں کسی قدر غفلت برتی گئی ہے۔

Oppenheim (1956) نے اس بات کا پتہ لگایا کہ اسکول کی قسم طلباء کی زندگی پر بہت حد تک اثر رکھتی ہے، لڑکے جو گرامر اسکول یا سکنڈری ماڈرن اسکول جاتے ہیں نہ صرف مختلف قسم کی مہارتیں اور معلومات حاصل

کرتے ہیں بلکہ زندگی پر ایک مخصوص صلاحیت رکھنے کے ساتھ ساتھ سماجی نظام، اقدار جو ان کے لئے موزوں ہو تا ہے جس کے لئے وہ بنائے گئے ہیں کی بھی جانکاری رکھتے ہیں۔

Cormack (1961) وہ پہلی خاتون تھیں، جنھوں نے ہندوستانی طلباء کی سماجی تبدیلی کا مطالعہ کیا۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں واقع تقریباً ایک درجن کالجوں کے 404 طلباء کو نمونہ کے طور پر لیا۔ انھوں نے طلباء میں بہت کم تبدیلی کا رجحان پایا۔ وہ لکھتی ہیں کہ " طلباء اقدار اور رویوں کی تبدیلی پر غور نہیں کر رہے ہیں بلکہ سرٹیفکٹ، ڈگری اور روزگار کے بارے میں فکرمند نظر آتے ہیں"

انھوں نے مختلف پہلوؤں سے تعلیم کے اثرات کا جائزہ لیا۔ مطالعہ کے نتائج میں سے بعض درجہ ذیل ہیں:

a) شادی، لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کے ساتھ والدین کی طرف سے اہتمام کیا جانا چاہیے۔

b) شادی، ایک ہی مذہب والوں کے ساتھ اہتمام کیا جانا چاہیے۔

c) ہووروا سکوپ (Horoscope) مماثل ہونا ضروری ہے۔

d) جہیز ضروری نہیں۔

e) لڑکیوں کے لئے شادی کی عمر 15-25 سال ہونا چاہیے۔

f) ہونے والی بیوی اچھے کردار کی حامل، تعلیم یافتہ اور پاک دامن ہونا چاہیے۔

g) ہونے والا شوہر باکردار، تعلیم یافتہ، مناسب عمر اور اچھی ڈگری کا حامل ہونا چاہیے۔

محقق، دہلی کی ایک لڑکی کی جانب سے کئے گئے تبصرہ کو لکھتی ہیں کہ: ہندوستانی خواتین کو ان کے والدین اپنے اپنے شریک حیات چننے کی اجازت دے بھی دیں تب بھی وہ فیصلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتی ہیں، کیونکہ ان کی

تربیت و پرورش ہی اس طرح کی گئی ہے۔ یہ مطالعہ ہندوستانی طلباء کے خیال میں خواتین کے مقام کا اظہار مزید اس طرح کرتا ہے:

a) اصولی اعتبار سے عورتیں، مردوں کے برابر ہیں لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہے۔

b) ایک عورت کے لئے نسب سے اہم فرض محض ایک اچھی بیوی اور ایک اچھی ماں سمجھا گیا ہے۔

c) خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کے مواقع فراہم ہونے چاہیے۔

d) خواتین کو خاندانی جائیداد اور زمین بھی ورثہ میں ملنا چاہیے۔

Lemer (1963) نے مشرق وسطیٰ کے چھ ترقی پذیر ممالک کا ایک وسیع مطالعہ کیا اور یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے جدیدیت کے عمل میں خواندگی کو فرد کی ذاتی مہارت کے طور پر زور دیا ہے۔

Shah (1964) نے اپنے مطالعہ "سماجی تبدیلی اور گجرات کے طلباء" میں اپنے جواب دہندگان کو تین زمروں میں تقسیم کیا ہے۔ روایتی، جزوی طور پر منحرف اور غیر روایتی۔ اس نے روایتی طالب علموں کو مرکزی ساختی علاقے جیسے اپنے ہی ذات والوں سے شادی، ایک ہی شادی، مشترکہ خاندان اور شادی شدہ خواتین سے منافع روزگار حاصل کرنے والوں میں پایا۔ جزوی طور پر منحرف طلباء کو علاقے جیسے لڑکی کا رشتہ، ذات، دلہن کا انتخاب، علاقہ روزگار اور پیشہ میں پایا۔ مکمل طور پر منحرف دوسرے الفاظ میں غیر روایتی طلباء کم اور نہ کے برابر تھے۔

Anderson (1966) نے، اپنے پیمانے 'فردِ جدیدیت (Individual Modernity)' کو معیاری بنانے کے دوران جدیدیت کے عمل میں تعلیم ہی کو موثر واحد آلہ کے طور پر پایا۔ اس نے تعلیم کو ثقافت اور دانشورانہ

نظام کے تحفظ کے ایک آلہ کے طور پر ذکر کیا اور کہا کہ جدیدیت کی ترقی کے لئے انھیں دوبارہ تنظیم نو کی ضرورت ہے۔مزید اس کے لئے تعلیم یافتہ لوگوں، تخلیقی صلاحیت کے حامل افراد اور حکمرانوں کو منتخب کر کے تربیت دی جانی چاہیے۔

Damle (1966)نے تعلیم کے نتیجے کے طور پر "انفرادیت"(جدیدیت) کے عمل پر توجہ مرکوز کی ہے۔ اس نے تعلیم اور جدیدیت کے درمیان مثبت رشتہ پایا۔لیکن اس کا مطالعہ عمومیت سے قاصر ہے کیونکہ اس مطالعہ کے لئے پونے یونیورسٹی کے 26 تعلیم یافتہ ذہین وفطین طلباء کو نمونہ کے طور پر منتخب کیا گیا۔وہ لکھتے ہیں کہ "یہ مطالعہ عام طلباء کے لئے نہیں ہے۔لہذا طلباء کی نوعیت،سوچنے کے رویے کے بارے میں کوئی عمومی رائے قائم نہیں کی جاسکتی ہے"۔

Goswamy (1967)نے تعلیمی توسیع کے سلسلے میں دیہی افراد میں تبدیلی کا مطالعہ کیا، اس مطالعہ کے نتیجے سے یہ اخذ ہوا کہ لڑکیوں کی شادی کی عمر16-14سال ہونا چاہیےاور یہ بھی پایا کہ خاندان کی جسامتNuclear familyپر مشتمل ہوناچاہیے۔

Jaswanda (1968)نے اپنے مطالعہ میں تعلیم کو فرد کی شخصیت سازی اور توہمات کے تئیں فرد کے رویہ کو تعین کرنے میں ایک اہم آلہ کے طور پر پایا۔چند تحقیقات ایسی ہیں جن میں چند تعلیم یافتہ اشخاص کو سماجیانہ کے عمل کے خلاف پایا گیا، اسی طرح کی ایک اور تحقیق (Shankranand1968)کی ہے۔ جس میں اس نے ناخواندہ ہریجنوں کو خواندہ ہریجنوں کے مقابلے میں زیادہ سماجی یافتہ پایا۔

Kahl (1968) نے جدیدیت کے متعلق معاشرتی تبدیلیاں لے آنے اور ترقی کی سمت گامزن ہونے کے لئے تعلیم،اقدار اور فرد کے برتاو میں تبدیلی کو ضروری قرار دیا۔اس نے یہ محسوس کیا کے فرد جس قدر جدید ہو گا اسی قدر اس کے مختلف افعال ادا کرنے میں جدیدیت کا اثر ہو گا۔اس نے اپنے مطالعہ میں تعلیم اور جدیدیت میں معنی خیز رشتہ پایا۔

Sullivan (1968) اپنے مطالعہ "سماجی تبدیلی اور تعلیم" میں ہندوستان کے چار ثانوی سطح کے ٹیچر ٹریننگ کالجز کا تقابل کیا تا کہ سماج کی تبدیلی میں انکے رول کا پتہ لگایا جاسکے۔ آیا موجودہ پروگرامس روایتی اقدار، عقائد اور طریقوں کو دوبارہ ڈھالنے یا قائم سماجی نظام کو فروغ دینے میں مددگار ہیں؟کسی خاص تربیتی کالج میں تجربہ کے مقابلے میں دوسرے عوامل،روایتی سماج کے تیئں طالب علم کی outlook کو تبدیل کرنے میں عمل پیرا پایا۔

Syed (1968) نے ہندوستان میں تعلیم اور جدید رویوں کو تسلیم کرنے کے درمیان رشتہ کا تجزیہ کیا۔ انھوں نے اس رشتے پر اثرانداز ہونے والے عوامل کا بھی مشاہدہ کیا۔انھوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ روایتی اقدار اور رویوں کو جدید اقدار اور رویوں میں تبدیل کرنے میں جدید تعلیم اہم رول ادا کرتی ہے۔مزید یہ مطالعہ اس بات کا بھی انکشاف کرتا ہے کہ مذہب اور خاندان کے ساتھ ساتھ بعض دوسرے عوامل بھی ہیں جو تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ کے درمیان نمایاں فرق کو ظاہر کرتے ہیں۔

Inkeles (1969) نے ہارورڈ پروجیکٹ -'معاشی ترقی کے سماجی اور ثقافتی پہلو'،جو کہ اُس وقت کے ترقی پذیر ممالک ارجنٹینا، چیلی، بھارت، پاکستان، اسرائیل اور نائیجیریا پر مشتمل ہے،اس کے نتائج کی رپورٹنگ کرتے

ہوئے ریمارک کیا کہ "فرد کو جدید بنانے میں تعلیم سب سے زیادہ طاقتور آلہ ہے"۔اس نے جدیدیت کو ، رویوں،اقداراور فرد کے طرززندگی ،ان سب سے ملی ہوئی ایک گتھی کے طور پرواضح کیا۔انھوں نے تعلیم ، مقام رہائش، ذرائع ابلاغ کا exposureاور جدید صنعتی اداروں میں بے روزگاری کو مجموعی طور پر انفرادی جدیدیت کے اہم اجزاء قرار دیا ہے۔

Saran (1969)نے پنجاب کے تین دیہاتوں میں جدیدیت کے عمل کا مطالعہ کیا۔ مطالعہ کے لئے 272افراد کونمونہ کے طور پر منتخب کیااور انٹرویوشیڈیول بنایا،رویوں کی پیمائش کے لئے گٹ مین اسکیل (Gutman scale)کو اپنایا۔اس نے تعلیم یافتہ کو غیر تعلیم یافتہ کے مقابلے میں زیادہ جدید پایا۔مگر اس نے رپورٹ کیا کہ تعلیم یافتہ افراد کے رویوں میں مستقل مزاجی نہیں ہے۔وہ بعض متغیرات کے حد تک ہی جدید پائے گیے مثل کے طور پر وہ روایتی پیشوں کے ساتھ جڑے نہیں رہتے بلکہ اسے کم تر سمجھتے ہیں۔

Saunders (1969)نے اپنے مطالعہ "برازیل میں تعلیم اور جدیدیت" میں پایا کہ جدیدیت کا انحصار بچوں کی شخصیت پر ہے اور تعلیمی ادارے مثلاًاسکولس اس کو فروغ دینے کے بجائے ان کی شخصیت کو مجروح کررہے ہیں،اور یہ عمل بنیادی سطح پر زیادہ ہورہاہے جس وقت کہ بچے کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالا جاسکتا ہے۔

Griffinاور Pareekh (1970) نے اپنے مطالعہ میں تبدیلی کے ایجنٹ کو ایک ناگزیر تبدیلی کے طور پر قرار دیا ہے۔ان کے مطابق تبدیلی کے ایجنٹ: اولیائے طلباء،اساتذہ،سماجی کارکن اور سیاستداں ہیں۔

Gore et al (1970) نے اپنے اہم کام "تعلیمی سوشیالوجی میں فیلڈ اسٹڈی" میں طالب علم کی جدیدیت پر تعلیم کے مثبت اثرات کو حوصلہ افزا پایا۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قوم، جنس اور تعلیمی سطح تمام جدیدیت کے تعین کرنے میں اہم متغیر ہیں۔

Jha (1970) نے تعلیم کو چھوت چھات کے خاتمہ کے رویہ کو بیدار کرنے کے لئے مثبت انداز میں پایا ہے۔ جتنی زیادہ تعلیمی سطح ہوگی اتنی ہی زیادہ مثبت رویے ہوں گے۔

Williamson (1970) نے جدیدیت اور دیگر متعلقہ رویوں کے حوالے سے امریکہ، جرمنی، جاپان اور کولمبیا یونیورسٹی کے طلباء کا تقابلی مطالعہ کیا۔ اس نے Kahl کا Rationalism – Traditionlism اسکیل کا استعمال کیا اور جرمنس کے مقابلے میں امریکی اور کولمبیائی افراد کو زیادہ قدامت پسند پایا۔ اس کے برعکس جاپانی پیمانے کے دوسرے سرے پر تھے۔

Aime اور Youtz (1971) نے اپنے مطالعہ کے عنوان "مغربی تعلیم، روایتی اور غیر صنعتی معاشروں کے نقطہ نظر کو جدیدیت کی طرف لے جاتی ہے" میں عوامی جدیدیت پر اسکولی تعلیم کے فوری اثرات کی جانچ کی۔ اس کے لئے انھوں نے دو شہروں Keno اور Nigeria سے 17 سالہ 591 طلباء کا انتخاب کیا جس میں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ دونوں شامل تھے۔ جواب دہندوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا گیا: غیر تعلیم یافتہ، صرف بنیادی تعلیم حاصل کرنے والے اور ثانوی درجہ تک پڑھنے والے۔ انھوں نے یہ نتائج اخذ کیا کہ مغربی تعلیم نوجوانوں کے اقدار کے تئیں رجحان میں خاص اثر رکھتی ہے، اور انھوں نے یہ بھی نشاندہی کی کہ اقدار اور عقائد کو فروغ دینے جیسے روایتی

اختیار سے آزادی، سائنس پر یقین اور قسمت کو قابو کرنے میں انسان کی صلاحیت وغیرہ کے نقطہ نظر میں جدید نقطہ نظر کے لئے رسمی تعلیم ضروری ہے۔

Gore (1971) نے تعلیم کو موروثی متحرک نوعیت (inherent dynamic nature) کی بنا پر سماجیت کی ایک اہم ایجنسی کے طور پر زور دیا۔ جدیدیت کے اس سماجی پہلو کے نتیجے میں معاشی جدیدیت کو پروان چڑھانے میں سہولت فراہم ہوتی ہے۔ Desai (1972)، Kulkarni (1973)، Adams (1973) نے تعلیم اور خاندانی منصوبہ بندی کے مثبت اقدامات کے درمیان مثبت تعلقات کا انکشاف کیا۔ Desai (1972) کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کا اہم عوامل سماجی ومعاشی سطح ہے نہ کہ شادی کی عمر بڑھانا۔ اس نے رپورٹ کی کہ 'خاندانی منصوبہ بندی کو اپنانے کے لئے اظہار آمادگی' اور تعلیم کی سطح کے درمیان راست تعلق ہے۔ (1973) Kulkarni نے خاندانی منصوبہ بندی کا مختلف Dimensions کی بناپر مطالعہ کیا اور تعلیم کو ایسا واحد متغیر پایا جو خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق رویہ سے منسلک ہے۔ Adams (1973) ان نتائج کی حمایت کرتا ہے جبکہ اس نے انکشاف کیا کہ:

i) تعلیم اور خاندان کا تعلق بہ نسبت مقام رہائش اور خاندان کی قسم سے زیادہ مضبوط ہے۔

ii) بیٹے کی تعلیم اس کے خاندان کے تئیں رویہ کے لئے باپ کی تعلیم کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

iii) فرد جس قدر تعلیم یافتہ ہوگا اسی قدر وہ خاندان کے سائز اور رول کے روایتی رویہ سے انحراف کرے گا۔ تبدیلی کی سمت واضح طور پر چھوٹے خاندان کی طرف پائی جاتی ہے۔

Dubey (1972) کہتے ہیں کہ اسکول میں اقدار اور برتاو کی شکل میں ہر سال جدیدیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ Bhatnagar (1972) نے تعلیم اور سماجی تبدیلی کا مطالعہ کیا۔ اس نے دیہی کمیونٹی میں سماجی تبدیلی کے عمل میں تعلیم کے اعلیٰ کردار کی رپورٹ کی ہے۔

Mohini (1972) نے ایک ہندوستانی شہر (چنڈی گڑھ) اور ایک ترکی شہر (انقرہ) دونوں پر جدیدیت کے اثرات کا مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ کا اہم مقصد تھا کہ شہری طرز زندگی، تعلیم، خواتین کی ملازمت میں مساوات، انفرادیت اور آزادی کے تئیں خواتین کے رویے میں تبدیلی کو معلوم کرنا۔ اس مطالعہ کے تحت انھوں نے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے:

i) خواتین کی تعلیم کے تئیں جواب دہندوں کا رویہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ 81.7٪ ہندوستانی خواتین اور 88.1٪ ترکی خواتین اعلیٰ تعلیم کی خواہش رکھتی ہیں۔

ii) ہندوستانی خواتین میں اعلیٰ تعلیم کی آرزو اور جدیدیت کی سطح میں معنی خیز تعلق دیکھا گیا جبکہ ترکی خواتین میں یہ فرق معنی خیز نہیں تھا۔

iii) 62.2٪ ہندوستانی اور 98.1٪ ترکی خواتین نے مرد اور عورت کے یکساں تعلیم کی حمایت کی ہے۔

iv) 96.3٪ ترکی خواتین نے مخلوط تعلیم کی جانبداری کی جبکہ 79.1٪ ہندوستانی خواتین نے اس کی حمایت نہیں کی۔

v) 82.2٪ ہندوستانی اور 75.2٪ ترکی خواتین اعلیٰ عمر میں شادی کرنا چاہتی ہیں۔

vi) 74.4٪ ہندوستانی خواتین اپنے والدین سے طے کی گئی شادی کرنا پسند کرتی ہیں جبکہ 68٪ ترکی خواتین اپنے پسند کے دولہے کو چاہتی ہیں۔

مجموعی طور پر اس نے دونوں گروہوں کو خواتین کے مقام کے تئیں رجحان میں جدید پایا۔ جبکہ بعض مسائل جیسے مخلوط تعلیمی نظام کی قبولیت، مرد کی برتری کا عقیدہ، مشترکہ خاندان کی ترجیح، والدین کے ذریعہ ہم سفر کا انتخاب، طلاق کا سماجی انکار وغیرہ میں ترکی خواتین سے ہندوستانی خواتین کم جدید پائی گئی۔

Sodhi (1972) نے اس بات کا ثبوت دیا کہ مختلف تعلیمی پس منظر (مذہبی تعلیم اور غیر مذہبی تعلیم) رکھنے والے طلباء کے دو گروہوں کی شخصیت میں اہم اختلافات ہیں۔ اساتذہ، والدین، انسانی زندگی اور ملک کی نسبت سے غیر مذہبی گروہ کے مقابلے میں مذہبی گروہ میں مثبت رویہ پایا گیا۔

Waisenen اور Kumata (1972) نے 20سال اور اس سے بڑی عمر رکھنے والے 15 گروہ سے نمونہ انتخاب کیا۔ اس میں قومی سطح پر USA ، فن لانڈ، جاپان، میکسکو اور کوسٹاریکا سے نمونہ بندی کا انتخاب کیا۔ انھوں نے تعلیم اور جدیدیت کے مختلف دیگر عوامل میں کروِلینیر (curve linear) رشتہ پایا۔

Yogendra Singh (1972) نے ہندوستان میں عمل جدیدیت میں اہم مسائل کا مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ مختلف سماجی اور معاشی سرگرمیوں میں شراکت، تعلیم میں اضافہ کے ساتھ بڑھ جاتی ہے۔Bhatnagar (1972) نے اس نکتہ کی توضیح اس طرح کی ہے کہ خواتین کی معاشی سرگرمیوں میں شراکت تعلیم کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ اعلیٰ تعلیم، اوسط شادی کی عمر کو بڑھاوا دیتی ہے۔ مزید اس نے اعلیٰ سماجی سطح کو بڑھتی ہوئی چھوٹے خاندان کے معیار اور خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کی قبولیت سے جوڑا ہے۔

Ahmed (1973) نے سماجی اقدار کالج جانے والی لڑکیوں کی اقداری نظام کو متاثر کر رہے ہیں یا نہیں جاننے کے لیے جدیدیت کو ایک متحرک متغیر کے طور پر منتخب کیا۔ ان کا ارتباطی مطالعہ اس بات کا انکشاف کرتا ہے کہ فیشن نظری، کامیابی واقفیت اور عدم مطابقت نمایاں طور پر ارتباط رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی پایا کہ والدین کی تعلیم، خاندان کی تعلیمی سطح اور شہری طرز زندگی جدیدیت کو متاثر کرتی ہے۔

Kapaln (1973) نے شہری اور دیہی آبادی کے نمونہ کے ایک مطالعہ میں سماجی صورت حال، جنس، عمر، نسل اور تعلیم کی سطح کے مابین مضبوط باہمی تعلقات پایا۔ یہ اثر ادنیٰ تعلیم یافتہ سفید عورتوں، اعلیٰ تعلیم یافتہ سیاہ مردوں اور ادنیٰ تعلیم یافتہ سفید مردوں میں زیادہ واضح ہے۔

Inkeles et al (1974) نے چین میں انفرادی جدیدیت کے مطالعہ کے لئے ایک اسکیل کو اپنایا جو کہ Tianjin اوراس کے اطراف کے دیہی علاقوں کے 1,115 مرد اور خواتین پر مبنی تھا۔ اس نے تعلیم اور جدیدیت میں کوئی معنی خیز مثبت رشتہ نہیں پایا۔ بہتر تعلیم یافتہ افراد مزدوروں کے مقابلے میں کم موثر اور زندگی میں بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے تیقن منصوبہ بندی بنانے میں با اعتماد نہیں پائے گئے اور وہ اس بات پر بھی بھروسہ کرنے سے قاصر تھے کہ ایک قابل نوجوان یقینی طور پر کامیاب ہو گا۔

Mukherjee (1974) نے پایا کہ یہ ضروری نہیں کہ تمام ملازم خواتین اعلیٰ سماجی سطح سے لطف اندوز ہوں جب تک کہ ملازمت انتہائی اعزازی نہ ہو۔ Malik اور Marquette (1974) نے اپنے مطالعہ "پنجاب میں طلباء کے بدلتے سماجی اقدار" میں تعلیم کو رویوں میں تبدیلی کے ایجنٹ کے طور پر پایا۔ وہ اس نتیجہ

پر پہنچے کہ پنجاب کے نوجوانوں کی اکثریت نے روایتی ادارے جیسے ذات، چھوت چھات کے خاتمہ کی طرف داری کی اور ملک میں ایک عام سماجی انقلاب کی سختی سے منظوری دی۔

Singh (1974) نے تین نسلوں میں شادی کے عمر کے رجحان کا مطالعہ کیا۔ اس نے عورت کی شادی کی عمر کے متعلق رویے کا مطالعہ کیا۔ اس سے پتہ چلا کہ شادی کی عمر اعلیٰ تعلیم سے قریبی طور پر منسلک ہے۔ اس نے یہ اہم مشاہدہ کیا کہ اعلیٰ تعلیم کا انحصار سماجی و معاشی حالات پر ہے نہ کہ قانون سازی پر۔

Parmar (1976) نے یہ وضاحت کی کہ دیہی علاقوں میں بچوں کی شادی ابھی بھی عام ہے۔ جہیز صرف ہندو ذات میں مقبول ہے۔ 10-12 سال عمر والے لڑکے اور لڑکیوں کا آزادانہ اختلاط برداشت نہیں کیا جاتا ہے۔

Rao & Rao (1976) نے والدین کے ذریعہ اہتمام کی گئی شادیوں کے متعلق کالج کے طلباء کے رویوں کا تعین کیا۔ انہوں نے پایا کہ مرد، غیر برہمن، ہندو نمونہ جو کہ اعلیٰ سماجی و معاشی سطح سے تھا وہ زیادہ liberal تھا اور آزاد رویئے کا اظہار کیا۔ جواب دہندوں کی اکثریت نے مستقبل کی شریک حیات سے ملنے کی خواہش ظاہر کی جبکہ نمونہ کے 20 فیصد نے روایتی طرز کی حمایت کی۔

Ahluwalia (1977) نے تعلیم کو جدیدیت کے ایک آلہ کے طور پر پایا۔ اپنے مطالعہ میں تعلیم کے ذریعہ لائی گئی تبدیلیاں جیسے عوام کی بیداری، بہتر زندگی کے لئے امید فراہم کرنا، کٹر عقائد سے آزادی اور عوام کی معیار زندگی میں بہتری کی وضاحت کی۔ Pandey (1977) نے ہندوستان کے 900 گھروں کے والدین اور بچوں پر

ایک سروے کا انعقاد کیا۔ اس نے پایا کہ بچے کی رسمی اسکولی تعلیم عنفوانِ شباب اور شباب کے زمانے میں تجربات کو شکل دیتی ہے۔

Derebello (1979) نے 1975 میں کیلی فورنیا(USA) کے سان۔ماٹیو سے 447 طلباء کو تین جونیر ہائی اسکول اور ایک ہائی اسکول سے بلاترتیب نمونہ کے طور پر منتخب کیا(1976 میں یہی سوال نامہ 218 طلباء کو دیا گیا)۔ اس نے دونوں طریقہ کار، کراسکشنل(cross sectional) اور لانگی ٹیوڈینل(longituidinal) سے اسکولی تعلیم اور ذاتی افادیت میں نمایاں مثبت رشتہ پایا۔ Verghese (1979) نے جدیدیت اور تعلیم کی ہر سطح کے درمیان رشتہ پایا۔ Raghuwanshi (1980) نے اُتر پردیش کے دو دیہاتوں سے 326 راجپوت نوجوانوں (18-20 سال) کو منتخب کیا۔ اس نے دیہاتی نوجوانوں کو جدید بنانے میں تعلیم کو بہ نسبت دوسرے متغیرات کے اہم ترین جز کے طور پر پایا۔

Pant (1981) نے تعلیم کے ذریعہ کسی حد تک بَستر کے موریا اسکول کے طلباء میں احساس کمتری اور ہچکچاہٹ کا احساس کم کرنے کی دلیل دی۔ Jindal (1981) نے Hissar اور Haryana کے تین اسکول کا مطالعہ کیا۔ اس نے اسکول کو جدیدیت کا ایک طاقتور پیشن گو(predictor) پایا ہے۔ Cormack (1961)، Syed(1968)، Jha(1970)، Mehta(1971)، Sodhi(1972) اور Anant (1972) نے بھی مذہبیت اور چھوت چھات پر تعلیم کے اثرات کا تجزیہ کیا۔

Prajapati and Agarwal(1982) کے کالج کے جائزوں کا مطالعہ Saxena (1972)، Thakar(1975)، Mukherjee(1977)، Bhushan(1979) کے مطالعوں کی طرف داری کرتی ہے کہ طلباء روایت اور جدیدیت کے درمیان کھڑے ہیں۔ اگرچہ مشترکہ خاندان سے متعلق بنیادی اقدار اور اس کی عمل آوری مضبوطی سے اپنی بنیاد تھامے ہوئے ہیں لیکن طلباء کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں تبدیلی کے ثبوت ملتے ہیں۔ شہری اور اعلیٰ سطح کے طلباء دیہی طلباء سے زیادہ تبدیلی کا ثبوت دیتے ہیں اسی طرح ادنیٰ یا نچلی سطح کے طلباء میں لڑکے، لڑکیوں کی بہ نسبت زیادہ تبدیلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

Singh (1982) نے موجودہ جھارکھنڈ کے رانچی ضلع کے ایک قبائلی علاقے میں تعلیم کے مختلف سطحوں تحتانوی، سکنڈری اور ہائر سکنڈری سطحوں پر قبائلوں میں سماجی تبدیلی کا مطالعہ کیا۔ اس نے پایا کہ قبائل نے اپنی سوچ، طور طریقے اور زندگی کے سلیقے کو بدلا ہے۔ وہ جدیدیت کے بارے میں باشعور ہو گئے ہیں۔ تعلیم قبائل میں سماجی تبدیلی کا آلہ کے طور پر کارآمد ثابت ہوئی ہے۔

Srivastava (1982) نے ہندوستان کے دیہی تعلیم یافتہ نوجوانوں کے جدیدیت کا مطالعہ کیا۔ انھوں نے اپنے نمونہ کو تین دیہاتوں سے دو مختلف مراحل میں لیا ہے۔ جس کے نتائج اس طرح ہیں:

(A تعلیم یافتہ جواب دہندگان ناخواندہ کے مقابلے میں زیادہ جدید تھے۔

(B معیار میں ہائی اسکول کی سطح سے انٹرمیڈیٹ میں اچانک اضافہ ہوا ہے۔

(C متعین متغیر (رسمی تعلیم) اور انفرادی جدیدیت کے درمیان مثبت رشتہ کا مسلسل پیٹرن دیکھا گیا ہے۔

Desai (1984) نے کالج جانے والی شہری لڑکیوں میں روایت اور تبدیلیوں کا مطالعہ کیا اور پتہ لگایا کہ کالج جانے والی لڑکیاں سائنس اور کامیابی کی واقفیت میں اعلیٰ ہیں جبکہ سیکولر، شہریت، انفرادیت اور عمومیت میں ادنیٰ ہیں۔ مجموعی اسکور سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کالج جانے والی لڑکیوں کے جدید رویے، اقدار اور برتاؤ کے پیٹرن کے تئیں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

Sharma (1984) کے مطابق اسکولی تعلیم جدیدیت کو فروغ دیتی ہے۔ اسکول جانے والے بچے زیادہ جدید ہیں۔ اسکولی تعلیمی سطح، جدیدیت کے ساتھ مثبت طریقے سے وابستہ ہے۔ Gombo (1985) نے کھٹمنڈو کے تبتی مہاجرین میں سماجی ثقافتی تبدیلی اور تسلسل کا مطالعہ کیا اور تبدیلی، تسلسل، اقدار اور رویے کو شانہ بشانہ پایا۔ سماجی ومعاشی قوتیں بھی تبدیلی اور تسلسل کے عمل میں بنیادی عوامل کے طور پر پائے گیں۔

Ramana (1985) نے اپنے مطالعہ سے واضح کیا کہ نمایاں طور پر جواب دہندگان کی جدیدیت کی سطح کا تعین تعلیم، ازدواجی حیثیت، اسکولی کلاسیس کی سطح کرتی ہیں۔ مطالعہ کے کچھ نتائج اس طرح سے ہیں:

i) جدیدیت کو فروغ دینے میں تعلیم اہم متغیر ہے۔

ii) مذہب جدیدیت پر مثبت اثر ڈالتا ہے۔

iii) مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں ہندو زیادہ جدید ہیں۔

Ghaban (1986) نے سعودی عرب اور US میں تعلیم حاصل کرنے والے سعودی طلباء پر کئے گئے مطالعہ میں پایا کہ تعلیمی سطح اور مجموعی جدیدیت کے درمیان مثبت رشتہ ہے اور تعلیم، جدیدیت پر نمایاں اثر ڈالتی

افراد یافتہ تعلیم میں مقابلے کے ناخواندہ اور پائے اثرات کے تعلیم پر جدیدیت بھی نے (1986) Khatun۔ہے
میں رویے، عقائد اور پیٹرن کے تیئں شماریاتی طور پر نمایاں فرق کا مشاہدہ کیا۔

Gupta (1991) نے مغربی اتر پردیش کے 310 کام کرنے والی خواتین کا مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ رسمی تعلیم مع دیگر عناصر جیسے ماس میڈیا، جدید ماحول، کام کرنے والی خواتین کی جدیدیت کو فروغ دینے میں سازگار کردار ادا کرتی ہیں۔ Chhaju Ram (1992) نے اپنے تاریخی مقالہ "مغربی تعلیم اور پنجاب پر اس کے سماجی اثرات 1904-1849 میں وضاحت کی کہ کس طرح 19 ویں صدی کے دوسرے حصّہ میں مغربی تعلیم اور سوچ نے پنجاب کی صدیوں پرانی مذہبی رسومات کے خلاف تحقیقات کے جذبے کو اُبھارا ہے اور پنجاب کے عوام میں مذہبی اصلاحی تحریکوں کو جلا بخشی ہے۔ پریس کی آزادی نے فرقہ وارانہ احساسات کو بڑھاوا دیا، جس کے نتیجہ میں مذہبی تنازعے پیدا ہوئے۔ انھوں نے مزید کہا کہ مغربی تعلیمی اثرات کا معاشرے میں تبدیلیاں لانے میں اہم رول رہا ہے۔ یہ مذہبی دشمنی اور فرقہ وارانہ نفرت نے نصف صدی بعد جو پنجاب کو تقسیم کیا تھا، اس کا اندازہ لگانے میں نا کام رہی ہیں۔ اس تناظر میں محقق کہتا ہے کہ "پنجاب کو قرون وسطی نیند سے بیدار کر کے جدیدیت کی طرف لے جانے کا کریڈیٹ برطانیہ کو جاتا ہے"۔

Zhang (1992) نے اپنے کراس کلچرل مطالعہ جو کہ چین، تائیوان اور US میں کیا گیا تھا، میں پایا کہ امریکی سماج میں تعلیم کے سماجی اداروں کو مذہبی اداروں سے کم اہمیت دی گئی ہے۔ جبکہ چینی سماج میں اس کے برعکس دیکھا گیا ہے۔

Jeanne (1993) نے سابق سوویت یونین میں سیاسی تبدیلیوں کے نتیجے میں چار روسی اسکولوں میں جگہ لینے والی روسی تعلیمی نظام میں تبدیلی کے عمل کا جائزہ لیا۔ اور درجہ ذیل نتائج واضح کئے:

a) روسی سماج اور اسکولوں میں دوراندیشی کے بغیر بڑے پیمانے پر تبدیلی لائی گئی۔ کسی نئے نقطہ نظر کے بغیر پُرانے خیالات سے چھٹکارا پانے کے لئے دباؤ ڈالا گیا۔

b) اسکول کے انتظامیہ کے بغیر پارٹی رہنما سے مہتمم (Superintendent) بنایا گیا۔

c) طلباء اور نوجوان اساتذہ اصلاحات کے چیمپئن بنے اور جو مخالف تھے پیچھے رہ گئے۔

d) ناکافی وسائل تبدیلی کی کوششوں میں اہم رُکاوٹ بنی رہی۔ روس میں سنگین معاشی بحران کی وجہ سے اسکولوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔

e) روسی اپنے روایتی عقائد کے تئیں فخر کرتے تھے۔ اسکولوں کے ذمہ دار دوسرے اساتذہ کے ساتھ باہمی تعاون کے ساتھ کام کرنا چاہتے تھے۔

f) کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے منصوبہ بند کوششیں تاحال شروع نہیں کی گئی۔

Prema Ann (1993) نے کیرالا کے تین مہاجر کمیونٹیوں کا مطالعہ کرتے ہوئے نسلیت (ethnicity) کے رول پر تبادلہ خیال کرتا ہے اور نسلیت کے بنیادی عوامل کے طور پر مذہب، آمدنی، پیشہ، تعلیم اور خاندانی ساخت کو قرار دیتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں جدیدیت اور تعلیم پر مبنی ہندوستانی مطالعات کے کردار کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے کہ یہ کالج کے طلباء کی روایتی سماجی اداروں جیسے ذات، چھوت چھات، مشترکہ خاندان وغیرہ کے تئیں ان کے رویوں پر کی گئی توضیحی سروے ہیں۔

Saila (1993) نے جدیدیت کے ذریعے افشا ہونے والے بے مثال مواقع اور اس کے احساس کے لئے رکاوٹ بننے والے مخالف رجحانات کا جائزہ لے کر تعلیم کے سماجی و تاریخی پہلوؤں کا خاکہ کھینچا۔ تعلیمی عمل کے اخلاقی معیار اور اس کے لئے راستہ بنانے والے خیالی نظریات عمل جدیدیت کے لئے مسئلہ بنی ہیں۔ جدید اور حال ایک سنگم کی طرح دیکھا گیا ہے جہاں مستقبل میں مختلف تعلیمی متبادل کا انتخاب کرنا ممکن ہو سکتا ہے۔ اس مطالعہ کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ اکتسابی صلاحیت کا احساس ممکن ہے جس سے نسلِ انسان کے ارتقاء کو اونچے درجے تک لے جایا جاسکتا ہے۔

Oscar (1994) نےAlaska کے ایک غیر معروف دیہاتYupiaq Eskimoمیں مغربی دنیا کے نظریات اورyupiaq دنیا کے نظریات کے باہم اشتراک سے عیاں ہونے والی ثقافتی اور تعلیمی مضمرات کا جائزہ لیا اور یہ مطالعہ اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ کس طرح عصر حاضر کے یوپیاک لوگ عقائدی نظام اور تعلیمی نظام کو اپنائے ہوئے ہیں اور معاشی امداد، بہتر زندگی کے لئے کس طرح دیسی و مغربی تہذیب و ثقافت اور ٹکنالوجی کو اپنایا ہے۔

Philip (1994) نے برازیل میں متوسط طبقے کی سماجی ظہور کی نشاندہی کی اور بتایا کہ متوسط طبقے کے بغیر سماجی و سیاسی رویوں کی لطافت غیر واضح رہے گی۔ یہ مقالہ متوسط طبقے کی نجی اور عوامی زندگی کی تشکیل پیش کرتا ہے اور یہ مطالعہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ شہری مزدور سے خود کو ممتاز کرنے کے لئے متوسط طبقے کے لوگوں نے اپنے نجی زندگی میں روایت اور جدیدیت کے درمیان کشیدگی کا اظہار کیا۔

Valerie (1994) نے اپنے مطالعہ "کثیر ثقافتی تعلیم اور رویہ کی تبدیلی" میں آئیووا کی ایک یونیورسٹی میں کلاس روم ٹیچر کورس کی موثریت کا جائزہ لیا۔ کلاس روم ٹیچر کورس کے لئے طلباء کو بہتر انسانی تعلقات قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ طلباء اپنے کیریئر بحیثیت اسکول اساتذہ، اسکولی سماجی کارکن، اسکولی ماہر نفسیات، اسکولی انتظامیہ کے طور پر اپنا سکیں۔ اس کورس کا مقصد طلباء کو بڑھتی ہوئی کثیر الثقافتی اسکولی نظام کے لئے تعلیمی و پیشہ وارنہ ماہرین کے طور پر تیار کرنا ہے۔ یہ کورس کلاس روم تعصب سے لاحق ہونے والے خطرات کو بھی سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ توقع کی گئی ہے کہ یہ کورس ان کے برتاؤ اور رویوں میں معنی خیز اثر ڈالتا ہے۔ اور نتائج اس بات کی دلیل دیتے ہیں کہ اس کورس سے مطلوبہ سمت میں طلباء کے رویوں پر اثر پڑا؛ تاہم تبدیلی کے پیٹرن تمام رویوں کے لئے یکساں نہیں ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ برتاؤ میں تبدیلی کا معلم، سمسٹر یا طالب علم کی خصوصیات جیسے جنس، مقام تعلیم، اسکول میں سال، آبائی مقام، سیاسی رجحان وغیرہ سے تعلق نہیں ہے۔

Webster (1994) اپنے مطالعہ میں اسکی دلیل پیش کرتا ہے کہ جمہوریت، معلومات رکھنے والے، قابل ترسیل اور فعال شہری پر انحصار کرتا ہے اور اس طرح شہریت کو معاشرتی تعلیم کے ذریعے بڑھاوا دیا جاسکتا ہے۔ اس نے شہریوں کے رویوں اور طرز عمل میں اراد تاً دی گئی معاشرتی تعلیم کی تاثیر کا معائنہ کیا اور اس مقالہ کا اختتام اس سوال پر ہوتا ہے کہ آیا ہمیں شہریوں کی زیادہ یا جمہوریت کی کم ضرورت ہے؟ اور اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ شہری تعلیم کیا کیا پوری کرسکتی ہے۔

Seth (1995) نے "گھانا میں تعلیم اور جدیدیت: تنازعات اور تبدیلیاں"(1990-1951) کا مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ کا اہم مقصد گھانا میں گذشتہ 40 سال کے دوران پالیسی کی ترقی اور تعلیم میں نفاذ پر نظریہ جدیدیت کے اثر ورسوخ کا تجزیہ کرنا تھا۔ مطالعہ کے بعض نتائج درجہ ذیل ہیں۔

a) جدیدیت کے عمل میں گھانا کی تعلیمی پالسیاں کافی حد تک مغربی جدیدیت کے نظریات سے متاثر ہوئی ہیں۔

b) 1970 میں معاشی بحران نے تعلیمی نظام میں بہت ساری رکاوٹیں ڈالیں جس کے نتیجہ میں تعلیمی پالسیوں میں زوال آیا۔

c) Human Capital theory (جو مہارتوں کے فروغ پر مرکوز ہے) نے عمل ترقی کے لئے راہیں ہموار کیں اور نئی امنگیں اور توقعات پیدا کیں۔

d) تعلیمی نظام نے مساوات کو فروغ دینے کے بجائے مختلف گروہوں میں موجودہ عدم مساوات کو مزید تقویت پہنچائی۔

محقق ان نتائج کا انکشاف کرتا ہے کہ گھانا کے مخصوص نوآبادیاتی ورثے، اسکی منفرد سماجی ثقافت، سیاسی اور معاشی ساخت کو شمار نہیں کیا گیا۔ مزید مطالعہ نے تعلیم کو کمیونٹی، کام کے ساتھ جوڑنے اور گھانا کے رہنے والے کے ثقافتی شناخت کو مضبوط بنانے کے لئے ایک نیا اسکولی پروگرام تیار کرنے کی کوشش کی ہے۔

Hunter (1996) نے جدیدیت کا تعلق ہمارے اطراف بڑی تیزی سے بدلتی دنیا کے ساتھ جوڑا۔ اس نے کہا کہ جدیدیت کا عمل افراد کی ذاتی زندگی سے متعلق ہے۔ Jabeen Zehra (1996) نے حیدرآباد کے متوسط سطح کے مسلم خواتین کی تعلیم اور سماجی تبدیلی پر کیس اسٹڈی کی۔ اس مطالعہ نے سماجی تبدیلی کے لئے تعلیم کی

اہمیت پر زور دیا۔ مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اکثر تعلیم یافتہ خواتینearly marriages اور جہیز کے نظام کے خلاف ہیں۔

Anneاور Faier (2000)نے جدیدیت کو بہتر بنانے پر تحقیق کی۔ محققین کا مشورہ ہے کہ جدیدیت مفاہمت کے عمل کے طور پر اکیلے کھڑے نہیں ہوتی بلکہ انہوں نے جدیدیت کا تعلق قوم، ریاست، زمین، جنس، شہر اور مقام سے کی ہے جبکہ تعلیمی سطح اور جدیدیت نمایاں رشتہ رکھتے ہیں۔.Carr. Hill et. al (2001)نے یوگانڈا میں ایک سروے کیا اور اس میں خواندگی کے پروگرام میں شرکت کرنے والوں کو پروگرام میں شرکت نہ کرنے والوں کے مقابلے میں زیادہ جدید اقدار کا حامل پایا۔ اسی کے ساتھ ساتھ معلومات کے مقابلے میں رویوں میں فرق بہت کم پایا گیا۔

Inge.et.al (2001)نے انگلینڈ ، ہنگیری، نیدرلینڈ، اسکاٹ لینڈ،اسپین اور امریکہ میں تاریخی وقفہ1916-1990 میں سروے کیا۔ اعداد وشمار جو جمع ہوئے ہیں ان سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ جدید معاشروں میں والدین کی سماجی سطح، تعلیمی حصول میں کم اثرانداز ہوتی ہے۔ تعلیم اور جدیدیت کے درمیان مثبت رشتہ دیکھا گیا۔

Robinson-Pant (2001)نے نیپال میں خواتین کی خواندگی اور صحت کے حوالے سے ایک مطالعہ کیا۔ مطالعہ کے نتائج انکشاف کرتے ہیں کہ نسبندی کے حوالے سے اس خواندگی کے پروگرام میں حصہ لینے والی خواتین کے رویہ میں تبدیلی آئی ہے اور وہ اس پر عمل آوری میں بھی پراعتماد نظر آرہی تھیں۔ Almutawa

Mohammed A. (2002) نے ایک مطالعہ "سماجی اقدار میں تبدیلی اور UAE کے خواتین کی حیثیت پر اس کا اثر" کے حوالے سے کیا۔ مطالعہ میں یہ منکشف ہوا کہ سماجی اقدار میں تبدیلی جیسے خواتین کی حیثیت اور سماج میں ان کا رول اور مسائل کے حل میں ان کی صلاحیت وغیرہ میں تعلیم کا نمایاں رول رہا۔

Zhang, X. et al (2003) نے چین کے 300 نوجوان طلباء میں جدیدیت کا مطالعہ کیا۔ مختلف تعلیمی سطح رکھنے والوں میں مختلف جدیدیت کی سطح پائی گئی۔ مزید مطالعہ یہ انکشاف کرتا ہے کہ طلباء کی تعلیمی سطح میں اضافہ کے ساتھ روایت میں کمی اور جدیدیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

Shakeel Ahmed (2010) کا پونے شہر میں کیا گیا سروے اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ والدین اور دیگر افراد خاندان کے بہتر تعلیمی پس منظر کے اثر سے مسلم خواتین میں مختلف شعبوں میں اعلیٰ تعلیم کی اہمیت کے بارے میں شعور بیدار ہو رہا ہے۔ وہ تمام دنیا میں واقع ہونے والی سماجی و معاشی نظام میں تبدیلی کی شدت کو سمجھ چکی ہیں اور وہ ان چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لئے کافی پُر اعتماد ہیں۔ رویوں میں تبدیلی نمایاں اور حوصلہ افزا ہے لیکن بااختیار بننے کے حوالے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ عارضی مرحلے میں ہیں۔

Iram Feroz (2011) نے خواتین میں جدیدیت کے سلسلے میں عمر، تعلیم اور سماجی و معاشی سطح کی جانچ کرنے کی کوشش کی۔ اتفاقی نمونہ بندی کے طور پر لیے گئے نمونہ میں علی گڑھ شہر کی 120 خواتین تھیں، جن میں 40 خواتین 20-30 سال عمر رکھنے والی 40 خواتین 30-40 سال والی 40 خواتین 40-50 سال کی تھیں۔ اس طرح

جمع ہونے والے نتائج ان کی عمر، تعلیم اور سماجی و معاشی سطح کے سلسلے میں جدیدیت پر خواتین کے تینوں گروہوں کے مابین نمایاں فرق کا انکشاف کیا گیا ہے۔

Aminrad, Zarrintaj et al (2012) نے ماحولیاتی جانکاری اور رویے پر عمر اور تعلیمی سطح کے اثر کا مطالعہ کیا، جس میں ملیشیا کے 14 خانگی اور سرکاری جامعات سے 541 طلباء کو بطور نمونہ لیا گیا۔ عمر کے حساب سے انھیں تین زمروں میں تقسیم کیا گیا جس میں بی ایس، ایم ایس اور پی ایچ ڈی کے طلباء تھے۔ نتائج سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تعلیمی سطح میں اضافہ سے ماحولیات کی جانکاری اور رویہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

Sanjeev Kumar, Rai (2012) نے اپنے مطالعہ "نیپال کے بدلتے معاشرے میں طلباء اور اسکول" میں نیپال کے سیاسی انقلاب میں اسکول، اساتذہ اور طلباء کو مرکزی حیثیت دی ہے۔

Tarali Pathak (2014) نے ایک مطالعہ "سونیتور ضلع کی معلمات کی تعلیمی سطح، جدیدیت اور سماجی جانکاری پر اس کا اثر" کے حوالے سے کیا اور گرایجویٹس اور پوسٹ گراجویٹس کے معلمات کے جدیدیت اور سماجی جانکاری کے مختلف ابعاد میں کوئی قابل لحاظ فرق نہیں پایا۔ یعنی اس کے مطابق تعلیمی سطح کا جدیدیت اور سماجی جانکاری پر قابل لحاظ اثر نہیں۔

اس طرح مندرجہ بالا مطالعوں میں تعلیم کو زیادہ تر جدید اقدار سے واقفیت کرانے یا ذہن نشین کرانے میں اہم آلے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔Lemer(1963)، Inkeles(1960)،) Dreeban(1968) Saunders(1969) Kahl(1968، Bordieu(1972)، Verghese(1977)، Jindal(1984)،

Khatun(1986)، Gupta(1991)، Inge.et.al (2001)نے زور دیا کہ تعلیم انسان کو جدید بنانے میں سب سے طاقتور ہتھیار ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک فرد کی اپنی تعلیمی سطح اس کے جدیدیت کی سطح بڑھانے کا قوی جز ہے لیکن بچہ کی جدیدیت پر والدین کی تعلیمی سطح کا اثر و رسوخ وقت بہ وقت بر قرار ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق میں کسی نے بھی طلباء کے تعلیمی پس منظر اور ان کی جدیدیت کے متعلق تصورات کے جائزے کی کوشش نہیں کی۔

2.2جدیدیت اور سماجی ومعاشی سطح (Modernization and Socio-economic Status)

درج بالا سطور میں 'جدیدیت پر تعلیم کے اثر' کے حوالے سے مطالعات کو پیش کیا گیا۔صرف اور صرف تعلیم ہی جدیدیت کو متعین کرنے والی واحد آلہ نہیں ہے اگرچہ یہ ایک قوی آلہ ہو سکتی ہے۔جدیدیت کے ساتھ تجویز کردہ متغیرات میں ایک دوسرے کے درمیان تعلقات کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے مزید مطالعہ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

مختلف آمدنی والے طبقات کے افراد کا خاندان کی جانب رویے کا مطالعہ Desai (1955, 1972)، Driver(1959)، Conack(1961)، Goswamy(1967)، Mahar(1972)، Adams(1973)، Kolhari(1973)، Parmar(1976)نے کی۔انہوں نے اعلیٰ اور ادنیٰ آمدنی والے طبقوں کو نیوکلیر خاندان کی برتری کرتے پایا۔انہوں نے مزید واضح کیا کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ نیوکلیر فیملی کو ترجیح دیتے

ہیں، جبکہ Gore (1968) کے نتائج اس کے برعکس ہیں، جس کی بناپروہ اعلیٰ تعلیم یافتہ جواب دہندگان مشترکہ خاندان کوترجیح دیتے ہیں۔

Cormack(1961)کامشاہدہ ہے کہ پچھلی صدیوں میں مشترکہ خاندان معیوب کے بجائے بہت اچھے سمجھے جاتے تھے مگر اب ہندوستان کے سیاسی ومعاشی پیٹرن کے بدلتی رو سے وہ قید خانے اور کم 'سوشل سیکورٹی یونٹس' کے مانند لگ رہے ہیں۔ بعض مطالعات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ہندوستان میں مشترکہ خاندان کی ہمیشہ کی طرح اہمیت ہے جیسے Desai(1955) ۔ بعض مخصوص تحقیقی مطالعات خاندان کا ذات، زمینی جائیداد اور پیشہ کے ساتھ ہم رشتگی ظاہر کرتے ہیں جیسے Kulkarni(1960)، Basu(1962)، Sharma(1964)، Beteille(1964)، Malhotra(1964)اور Kolenda(1967)۔

Al-Khazraji(1967)نے بعض رویے اور ان کی سماجی ہم رشتگی جو جدیدیت پر اثر انداز ہوتی ہے اس کا جائزہ لیا۔ اس نے توقع ظاہر کی کہ اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے خواندہ، شہری نوجوان زیادہ جدید ہوتے ہیں۔ اس نے 0.01 سطح پر تمام متغیرات میں نمایاں رشتہ پایا۔ Kahl (1968)نے بھی پیشہ، تعلیم اور خود کی شناخت کے لحاظ سے سماجی سطح کو جدیدیت سے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ رہائش گاہ کے سائز کو کنٹرول کرنے پر بھی اس نے اسی طرح نمایاں مثبت نتائج پائے۔ اس نے پایا کہ سماجی ومعاشی سطح کو مستقل رکھنے پر جدیدیت، مقام رہائش کے سائز سے کم ہم رشتگی رکھتی ہے۔

Williamson(1968)نے اپنے مطالعہ "سماجی سطح اور تبدیلی کا رجحان، بگوٹہ نمونہ میں بعض موزوں متغیرات" میں کچھ اسی طرح کے نتائج اخذ کئے۔اپنے مطالعہ "جدیدیت کی پیمائش: نظریاتی اور عملی دریافت" میں Schnaiberg (1970)نے پایا کہ شہریت اور جدیدیت ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔اس نے اِس رشتہ کی وضاحت صرف سماجی ومعاشی سطح کے لحاظ سے کی۔ArmerاورYoutz (1971) کا نائیجیریا کے کانو شہر کے 591 سترہ سالہ نوجوانوں پر کی گئی اسٹڈی جس میں خواندہ اور ناخواندہ دونوں شامل تھے، اس تجویز کی حمایت کرتا ہے کہ مغربی تعلیم یقیناً نوجوانوں میں اقداروں کی طرف جھکاؤ پر خاص اثر ڈالتی ہے۔ یہ رسمی تعلیمی ادارے کے ماحول اور آب وہوا کے لئے ایک بالواسطہ تجویز ہے۔یہ نتائجInkeles کے بیان کردہ نظریاتی دلائل کی خاص طرف داری کرتے ہیں انکے تجربات، اقدار اور عقائد ثقافتی پس منظر کے مختلف ہونے کے باوجود وہی شکل لے لیتے ہیں جس سے لوگ بے نقاب ہوتے ہیں یامنسلک ہوتے ہیں۔

Mohini (1972) نے پایا کہ ہندوستان میں خاندان کی زیادہ آمدنی زیادہ جدیدیت کی وکالت کرتی ہے لیکن ترکی سے لئے گئے نمونہ پر اس کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا ہے۔ محقق نے یہ نتائج ہندوستان اور ترکی کے تعلیم یافتہ خواتین کا بین الثقافتی مطالعہ کرکے حاصل کئے تھے۔

ایک اور قابل ذکر مشاہدہ Klineberg(1972)، Rao &Rao(1976)اور (1976-77) Singنے کی جس کا ذکر کرنا یہاں ضروری ہے، انہوں نے محسوس کیا کہ خاندان، سماجی ومعاشی سطح کا صرف ایک جز ہے یعنی خاندان کی آمدنی جواب دہندگان کے جدید رویوں میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ (1973) Holsingerنے ابتدائی اسکولوں کا بحیثیت جدیدیت کے ایجنٹس مطالعہ کیا۔اس کے نمونہ میں برازیل کے اسکولی

طلباء تھے۔ اس نے 119 ائیٹمس ((Items) (Items پر مبنی Smith اور Inkeles کا طویل فارم OM انتخاب کیا اور جدیدیت کو خاندان کے سماجی ومعاشی حیثیت سے متعلق پایا۔ اس نے ادنٰی سماجی ومعاشی سطح رکھنے والے اسکول جانے والے تیسری جماعت کے طلباء کو اسی سطح کے اسکول نہیں جانے والے طلباء سے زیادہ جدید پایا۔

Suzman (1973) نے Inkeles کے چھے ممالک کے مطالعہ سے ذیلی نمونہ پاکستان اور ارجنٹائنا کا انتخاب کر کے تقابل کیا۔ اور اپنے مطالعہ "نفسیاتی جدیدیت" کے لئے بوسٹن کے نیگرومائیگریشن کا ایک نمونہ لیا۔ Inkeles اور Smith کے ذریعے وضاحت کئے گئے OM syndrome کی پیمائش کے لئے OM اسکیل کو اپنایا۔ اس نے پایا کہ والدین کی سماجی ومعاشی سطح جواب دہندگان کی جدیدیت پر اثر رکھتی ہے۔ اس نے جدید افراد کو بہت زیادہ مجرب زندگی پر گرفت رکھنے کا مضبوط احساس رکھنے والے، خطرات کا سامنا میانہ روی سے کرنے والے، زیادہ قبولیت اور لچک رکھنے والے، اچھی طرح باخبر، ذہین افعال پر زیادہ اسکور کرنے والے پایا۔ (1973) Portes نے بھی اپنے مطالعہ میں اسی طرح کے رجحانات کی طرف اشارہ کیا۔

Cunningham (1973) نے ہائی اسکول کے طلباء پر کئے گئے مطالعہ میں والدین کی سماجی ومعاشی سطح اور جدیدیت میں باہم کمزور رشتہ پایا۔ اسی طرح کا نتیجہ Sharma (1979) نے یونیورسٹی کے طلباء میں پایا۔ Garg (1976) نے دیہی ماحول میں کالج کے طلباء پر مطالعہ کیا اور دونوں متغیرات کے درمیان کوئی تعلق نہیں پایا۔ اس کی وضاحت ایسی ہوسکتی ہے کہ دیہی علاقوں کی سماجی ومعاشی سطح میں بہ مشکل کوئی خاص فرق ہوتا ہے۔

Jetley (1977) نے جدیدیت کے بہترین پیشن گوئی کے طور پر سماجی اور نفسیاتی متغیرات کو تسلیم کیا۔ حالانکہ وہ جدیدیت اور سماجی ومعاشی سطح میں کوئی مضبوط رشتہ کو تلاش نہیں کر سکا لیکن یہ ایک وقت اس رشتہ کو مکمل طور پر منسوخ نہیں کر سکا۔ Murthy (1977) نے کانوینٹ سے تعلیم حاصل کرنے والی جوان لڑکیوں کا مطالعہ کیا اور اس نے جدیدیت کے مختلف سطحوں اور سماجی ومعاشی سطح میں معنی خیز مثبت رشتہ پایا۔ اسی طرح کے نتائج Suri اور Verma (1970) نے رپورٹ کی۔ انہوں نے سماجی و معاشی حیثیت کی تین سطحوں پر سماجی تبدیلی کی طرف والد اور اولاد کے رویوں کے درمیان تعلقات کی تفتیش کی۔ انھوں نے صرف نچلے طبقے کے باپ اور بیٹیوں (daughters) کی صورت حال میں سماجی تبدیلی کی طرف مثبت رویہ پایا۔

Sutcliffe (1978) نے 115 عرب کسانوں پر کئے گئے مطالعہ میں سماجی ومعاشی سطح اور بچوں (لڑکے اور لڑکیاں) کے اسکول بھیجے جانے کے درمیان کوئی نمایاں رشتہ نہیں پایا۔ اس تحقیق کے تعلق سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے نمونہ میں شہری باشندوں کو بھی شامل کر لیا جاتا تو نتیجہ مختلف ہونے کی توقع کی جاسکتی تھی۔ (1981) Rajyaguru نے سماجی ومعاشی سطح، خاص طور پر ماں کی تعلیم اور جدیدیت میں انتہائی ہم رشتگی پائی ہے۔

Ugai (1983) نے والدین کی آمدنی اور جدیدیت کی سطح میں نمایاں اثر کی اطلاع دی۔ اس نے ہندوستانی ثقافت اور نائیجریائی ثقافت میں قابل ذکر فرق پایا۔ Ugai نے اس فرق کی وجہ یہ بتائی کہ ہندوستانیوں میں آمدنی کا آلہا علیٰ اور ادنیٰ آمدنی کے گروہوں میں تفاوت کی وجہ سے بہت زیادہ مقبول ہے۔ نائیجریائی سیٹینگ میں اس قدر واضح فرق نہیں پائی گئی۔

Singh (1984) نے رپورٹ کیا کہ اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح ، بہتر صحت اور جدیدیت کی راہ ہموار کرتی ہیں۔ مزید معاشی سطح اور صحتی جدیدیت کے مابین مثبت رشتہ کی تصدیقJayswal(1985) نے کی۔ (1985) Ramanaنے اپنے مطالعہ "وشاکھاپٹنم مونسپل اسکولوں کے لیڈی ٹیچرز کی جدید رجحانات اور رول پر فارمنس" کے عنوان سے ایک انٹرویوشیڈول تیار کیا اور پایا کہ سماجی ومعاشی سطح جواب دہندگان کے جدیدیت کے سطح کا متعین کرنے میں نمایاں رول ادا کرتی ہے۔ اس کے نمونہ میں پرائمری، اپرپرائمری اور سکنڈری اسکول کے اساتذہ تھے۔

Ahsan (1987) نے پایا کہ دیہی، شہری رہائش، جنس اور عمر کے نسبت سماجی ومعاشی سطح حالت صحت اور جدیدیت سے طاقتور باہمی تعلق ہے۔ انہوں نے اپنے نمونہ کا انتخاب چھوٹا ناگپور اور سنتال سے کیا۔ Vijayalakshmi (1989) نے پیشہ وارانہ خواتین جن کا پس منظر شہری ترقی یافتہ سماج وثقافت، اعلیٰ تعلیم یافتہ خاندان، اعلیٰ سطح پر ملازم والد، ملازم مائیں، اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح، چھوٹا خاندان ہیں، ان میں جنس کے مختلف رول جیسے خاندان، روزگار، تعلیم، معاشی، سیاسی اور سماج کے تعلق سے لبرل رویہ پایا۔

Lalrinkimi (1989) نے پایا کہ والدین کے عوامل جیسےSES، پیشہ، خاندان کی آمدنی، والدین کی تعلیم وغیرہ فرد کی جدیدیت پر کافی اثر ڈالتی ہے۔Jolly (1989) نے اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح میں فروغ والے جواب دہندگان کو خاندانی منصوبہ کے دونوں طریقوں ٹرمینل اور نان ٹرمینل میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے پایا۔

Sharma (1994) اس بات کی دلیل پیش کرتا ہے کہ تعلیم، خاندان کی آمدنی اور والدین کا پیشہ، جدیدیت کے ساتھ مثبت انداز میں تعلق رکھتے ہیں۔ میڈیا کی نمائش (exposure to media) کا بھی جدیدیت سے مثبت تعلق پایا۔

Chawla (1995) اپنے مطالعہ "جدیدیت کے سماجی ونفسیاتی ہم رشتگی: پنجاب یونیورسٹی کے ذہین ماحول کی افزودگی کے لئے اس کے اثرات" کے لئے یہ مفروضہ قائم کیا کہ سماجی و معاشی سطح، جدیدیت سے معنی خیز رشتہ رکھتا ہے۔ اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سماجی و معاشی سطح جدیدیت کی پیشن گوئی میں 5.8٪ تک معنی خیز رشتہ رکھتا ہے۔

Srithang (1997) نے تھائی لینڈ طلباء میں طالب علم کی جدیدیت پر اسکول کی تعلیم، اسکول کی قسم اور اسکول کی ثقافت کے اثرات کا جائزہ لیا۔ نتائج انکشاف کرتے ہیں کہ خاندان کی سماجی و معاشی سطح طالب علم کی جدیدیت میں مداخلت نہیں کرتی ہے۔ طالب علم کی جنس، تعلیمی سطح اور جدیدیت میں کوئی رشتہ نہیں پایا گیا اور مزید محقق نے شہری طلباء کو ان کے دیہی کونٹرپارٹس سے زیادہ جدید پایا۔

Najafabadi (1998) اپنے مطالعہ "ایرانی طلباء میں تعلیم اور جدیدیت: مذہبی اور مغربی تعلیم کے اثرات کا تقابلی مطالعہ" میں ہندوستانی جواب دہندگان کے سماجی و معاشی سطح اور جدیدیت میں ارتباط پایا، اور یہ رشتہ خاندان کی سطح اور جدیدیت کے درمیان مثبت تھا۔ محقق مزید رپورٹ کرتا ہے کہ اعلیٰ آمدنی والے خاندان ادنیٰ اور اوسط آمدنی والے خاندانوں سے زیادہ جدید ہیں۔ طلباء جن کے والد ادنیٰ پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں ان کو اعلیٰ اور اوسط پیشہ اختیار کرنے والوں سے زیادہ جدید پایا۔ لڑکیوں نے جدیدیت کے اسکیل پر لڑکوں سے زیادہ اسکور کیا ہے۔

Talwalker (2001)نے ہندوستان میں خاص کر مغربی ہندوستان اور مراٹھی بولنے والے طبقہ میں ذات کو سمجھنے میں بدلتے طریقوں کا مطالعہ کیا۔ یہ مطالعہ اس بات کی سفارش کرتا ہے کہ کس طرح ہندوستان کے افراد میں بنیادی تبدیلی جنسے جزوی طور پر قبائل سے، جنس سے، ذات سے، امپریل نظام سے ہٹ کر جدید ہورہے ہیں اور مابعد جدیدیت کی طرف مائل ہورہے ہیں۔ محقق نے یہ وضاحت کی کہ کس طرح یہ ثقافتی شکلیں ہندوستان کے سماج کو قائم کئے ہوئے ہیں اور کس طرح بڑے پیمانے پر سماجی ومعاشی سطح میں تبدیلیاں آئی ہیں۔

Inge et al (2001)نے پایا کہ خاندان کا سماجی ومعاشی پس منظر جدیدیت کی جانب طلباء کے رویہ پر ایک اہم اثر رکھتا ہے۔ محقق مزید کہتا ہے کہ سماجی ومعاشی سطح خاص کر خاندان کی آمدنی طلباء کے رویوں کو جدید بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ثقافت بھی سماجی ومعاشی سطح کو متاثر کرتی ہے جو کہ جدید معاشرے کو قائم کرتی ہے۔

2.3جدیدیت اور جنس (Modernization and Gender)

جدیدیت کی سطح کے حوالے سے جنسی فرق کو سمجھنے کے لئے وسیع پیمانے پر ہندوستان اور بیرون ملک مطالعات کئے گئے۔ یہ جاننے کے لئے کہ مرد وعورت کے جدیدیت کی سطح میں کوئی نمایاں فرق ہے یا نہیں، محقق نے کثیر تعداد میں مطالعات کا جائزہ لیا۔ متعلقہ اور کارآمد رپورٹس درجہ ذیل ہیں۔

Holsinger (1973)نے عام امید کہ لڑکے زیادہ جدید ہوتے ہیں کے برعکس براسیلیا کے اسکولی لڑکیوں کو لڑکوں سے زیادہ جدید پایا۔ SmithاورInkeles (1974) نے اپنے چھے ممالک کی تحقیق میں صرف

مرد جواب دہندگان کو لیا۔ انہوں نے جنسی اختلاف متوقع نہیں کیا کیونکہ انہوں نے محسوس کیا تھا کہ جو قوتیں مرد کو جدید بناتی ہیں جیسے تعلیم، مخلوط تنظیم میں کام، ذرائع ابلاغ کو ایکسپوز ہونا وغیرہ، عورتوں کے لئے بھی وہی کام کرتی ہیں۔

دہلی کی عام آبادی اور دہلی یونیورسٹی کے طلباء پر کئے گئے مطالعہ میںAnant (1975) نے پتہ لگایا کہ طالبات، طلبہ کے مقابلے میں بین ذاتی رویوں(inter-caste attitude)کے متعلق زیادہ لبرل تھیں۔ جبکہ یہ رجحان بڑی عمر کے مرد اور عورتوں میں برعکس تھا،یعنی بڑی عمر کے مرد، بڑی عمر کے عورتوں کے مقابلے میں ان رویوں کے تیئں زیادہ لبرل تھے۔Varghese (1977)اورBhasin (1978-79) نے جدیدیت کی سطح میں نمایاں جنسی اختلافات پائے۔ کالج اور یونیورسٹی کے طلباء پر کئے گئے اپنے مطالعوں میں مرد زیادہ بنیاد پرست اور عورتیں قدامت پسند(conservative) پائی گئیں۔

Sharma(1979)کے اپنے مقامی طور پر تیار کئے گئے Attitudinal Modernity اسکیل پر لڑکیوں سے زیادہ لڑکوں نے اسکور کیا۔ وہ لڑکیوں کے کم جدید ہونے کی وجہ اس طرح بتاتا ہے کہ ہندوستانی خواتین کے لئے یہ مقبول تاثر ہے کہ وہ روایت کو لے کے چلنے والی ہوتی ہیں۔

کئی محققین جیسےAllman (1961) ، Cunningham(1973)، Vasudeva(1974)، Derebello(1979)، Chookittikul(1981)، Singh & Sahay (1989) مرد اور عورت کے

رویوں میں شماریاتی طور پر اہم اختلافات تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔Ugai(1983) نے اس ناکامی کی وجہ استعمال کئے گئے اسکیل کی مواد سے بتائی ہے جو مختلف جوابات رکھتی ہے۔

Sing، Upmanyu اورRamneek(1982) نے 211پوسٹ گریجویٹ طلباء پر مشتمل ایک نمونہ پر ماڈرنٹی اسکورس برائے محرکات، صلاحیت اور مزاجی عوامل کے مابین تعلقات کا تعین کیا۔ انہوں نے مردوں اور عورتوں کی جدیدیت میں معیار اور مقدار، دونوں لحاظ سے اختلافات پائے۔t-کی قدر اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ روایتی رویوں میں مرد، عورتوں کے مقابلے میں زیادہ اسکور کئے ہیں اور عورتوں نے جدید رویوں میں مَردوں کے مقابلے میں زیادہ اسکور کئے ہیں۔Ugai (1983)نے ایک مطالعہ ہندوستانی اور ساتھ ساتھ نائجیریائی آبادی پر کیاہے۔اس نے ثقافتوں کے بجائے، جنس کو، جدیدیت کو متاثر کرنے والا اہم آلہ پایا۔اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دونوں ثقافتوں میں مرد عورتوں کے مقابلے میں زیادہ جدید ہیں۔

اسکولی طلباء پر کئے گئے ایک مطالعہ میںJindal (1984) نے لڑکوں کو لڑکیوں کے مقابلے میں زیادہ اسکور کرتے پایا۔Kumar (1984) نے 0.05 سطح پر جدیدیت میں نمایاں جنسی اختلافات پایاہے۔

عرب معاشرے میں کئے گئے ایک تحقیق میںMikati (1988) نے مَردوں کو رویے جیسے عمر، شناخت اور کار منصبی میں جدید پیش کرتی ہیں۔ دوسرے طرف انہوں نے عورتوں کو صرف شناخت میں جدید پیش کیا۔وہ اپنی نتائج کی عکاسی اس طرح کرتی ہیں کہ Schizophrenic neopatriarchalنوعیت والی عرب جیسے سماج میں حقیقی جدید اور حقیقی روایتی افراد کا پتہ لگانا مشکل ہے۔

Mehdi (1988)نے جدیدیت کے اصل سطح پر مَردوں اور عورتوں کو نمایاں طور پر مختلف پایا۔وہ اس بات کو بھی شامل کرتا ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ جدید خاندانی عقائد رکھتی ہیں جبکہ مردوں اور عورتوں کو یکساں طور پر جدید قوتوں کے لئے عیاں کیا جائے۔

Pande (1990)نے بہار کےKankeبلاک کے دیہات سے200قبائلوں کی بنیاد پر کی گئی مطالعہ میں چائلڈ کیر ماڈرنٹی پر مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو زیادہ جدید پایا۔Al-Akeel (1991) نے کنگ سعود یونیورسٹی ،ریاض،سعودی عرب کے کالج آف آرٹس میں492نئے اور سینئر طلباء(دونوں جنس) کے رویوں کا مطالعہ کیااور تجویز کیا کہ خواتین،مردوں کے مقابلے میں جدیدیت کی رجحان کی طرف زیادہ مثبت رویہ رکھتی ہیں۔

Tsomo (1992)نے ہماچل پردیش میں کلاسX اور XIIمیں زیر تعلیم400تبتی طالب علموں پر ایک مطالعہ کیا۔ محقق نے صرف شہری واقفیت پر طالب علموں کے درمیان اہم جنسی اختلافات پایا۔وہ شہری واقفیت کے صرف ایک پہلو پر طالبات کو جدید پاتی ہیں۔اسی طرح کے نتائج کا انکشافSharma (1994) کرتا ہے کہ خواتین،مردوں کے مقابلے میں زیادہ جدیدیت کا اظہار کرتی ہیں۔

Chawla (1995)نے چنڈی گڑھ میں پنجاب یونیورسٹی کے طالب علموں پر ایک مطالعہ کیا۔487طالب علموں(297لڑکے اور290لڑکیاں) کا ایک نمونہ زبان،سائنس اور فنون کے تین شعبوں سے لیا گیا۔انھوں نے لئے گئے نمونہ میں جدیدیت کی روسے جنسی اختلافات پایا ہے جس سے انھوں نے لڑکوں میں زیادہ رجحان پایا۔

Faireاور Anne (2000) کو جدیدیت پر جنس کے اثر کے حوالے سے کوئی واضح ثبوت نہیں ملا۔ لیکن جب جدید اثرات کے لئے عیاں کیا گیا اور یکساں روایتی یا جدید خاندانوں میں پالا گیا تب خواتین کو، جدیدیت کے کچھ منتخب جہتوں میں مردوں کے مقابل زیادہ جدید عقائد کی حامل پایا گیا۔

Zhang, X. et al (2003) کے مطالعہ جو کہ چین کے 300 نوجوان طلباء پر کیا گیا تھا جس میں دیہی اور شہری نوجوان شامل تھے، اس میں محقق نے مشاہدہ کیا کہ لڑکے اور لڑکیوں کی انفرادی جدیدیت میں نمایاں فرق ہے۔

Rameswari. R (2014) نے اپنے مطالعہ "ٹامل ناڈو کے مدورائی شہر کے خواتین کی سماجی و معاشی سطح اور تعلیم کا اس پر اثر" میں 50-30 سال عمر رکھنے والی 600 ملازم خواتین کا مطالعہ کیا جن میں اکثریت کی اسکولی تعلیم دیہی علاقوں کے ایسے اسکولوں میں ہوئی جہاں صرف لڑکیاں شریک کی جاسکتی ہوں۔ اس کے مطابق:

1) خواتین کی تعلیمی سطح اور گھر میں ان کی سماجی سطح میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے دوسرے الفاظ میں خود کمانے کے باوجود ان کے پیسہ پر وہ اپنا اختیار نہیں رکھتیں اور اکثر اپنی ذاتی ضروریات کے لئے بھی انھیں شوہر سے منظوری لینی پڑتی ہے۔

2) خواتین کی تعلیمی سطح اور سماج میں ان کی سماجی سطح میں معنی خیز فرق ہے۔ ہندوستانی خواتین دھیرے دھیرے اپنی صلاحیتوں سے آشنا ہو رہی ہیں اور ان کے لئے سماج کے ذریعہ بنائے گئے اصولوں کو سوال کرنا شروع کی ہیں جس کے

نتیجہ میں ان کی ترقی میں حائل مختلف رکاوٹیں ہٹنے لگی ہیں اورآج کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں وہ اپنا لوہانہ منوا سکتی ہوں۔

3) اوسط طبقہ کے زیادہ تر تعلیم یافتہ والدین اپنے لڑکیوں کی تعلیم کو لڑکوں کے برابر اہمیت دے رہے ہیں اور انھیں ملازمت سے مربوط ہو کر خود مختار بنانے کے لئے تعلیم دلا رہے ہیں۔

Alamder Hussain اور Naveed(2015) نے سماجیانہ کا عمل، فیصلہ سازی، شادی اور گھریلو فرائض کے انتخاب کا مطالعہ کرنے اور جنسی کردار پر جدیدیت کے اثرات کو دیکھنے کے لئے مظفر گڑھ سے 100 وکیلوں کا انتخاب کیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ جدیدیت کی وجہ سے کافی حد تک جنسی کردار میں تبدیل ہوئی ہے۔ تعلیم نے جنسی کردار کی تبدیلی میں اہم رول ادا کیا۔ اب خواتین کو فیصلہ سازی میں برابر کا حق ہے۔ خواتین کے لئے یونیورسٹی تک رسائی میں آسانی ہوئی۔ تعلیم کے لئے یکساں مواقع ہیں اور شادی کی آزادی حاصل ہے۔ بچوں کی سماجیانہ کا عمل اور آزادی جدیدیت کی وجہ سے متاثر رہی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں گھر کے اندر اور باہر کام کر رہے ہیں مرد گھریلو کام کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں کرتے۔ جدیدیت، ذرائع ابلاغ، ٹکنالوجی اور تعلیم نے جنسی کردار کو تبدیل کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔

درج بالا مطالعوں کے نتائج کے رجحان سے ظاہر ہوتا ہے کہ (i) جدیدیت پر جنس کے اثر کے حوالے سے کوئی واضح ثبوت نہیں ہے۔ بعض مطالعات میں کہیں مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں زیادہ جدید پایا گیا ہے تو کہیں عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں زیادہ جدید قرار دیا گیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ محققین کی ایک مناسب تعداد

جدیدیت کے تئیں رویوں میں جنس کا نیوٹرل اثر قرار دیتی ہے۔ (ii)مرد اور عورت کی تعلیمی سطح کا جدیدیت کے ساتھ اہم تعلق ہے۔(iii)یکساں طور پر جدید اثرات کو عیاں کرنے یا یکساں طور پر روایتی / جدید خاندانوں میں پرورش کرنے پر مردوں کے مقابلے میں عورتیں کم از کم کچھ منتخب میدانوں میں زیادہ جدید عقائد کی حامل ہیں۔

2.4 تعلیم اور سماجی ومعاشی سطح (Education and Socio-economic Status)

Mathur (1963) نے طلباء کی سماجی ومعاشی سطح، تعلیمی تحصیل اور ان کے برتاؤ کا مطالعہ کیا، جس کے لئے اس نے شہر آگرہ سے 500 طلباء کو بطور نمونہ لیا۔ اس میں پایا کہ اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح رکھنے والے طلباء ذہنی طور پر اعلیٰ ہیں ساتھ ہی ساتھ وہ ادنیٰ سماجی سطح والے طلباء سے کم عمر ہیں۔ شاید اس کی وجہ صرف شہری طلباء کا انتخاب ہوسکتا ہے، دیہی طلباء کو بھی شامل کرتے تو نتائج شاید مختلف ہوسکتے تھے۔

Kilpatrick W.H (1964) نے طلباء کی سماجی سطح اور ان کی تعلیمی تحصیل کا مطالعہ کیا جس میں یہ توقع کی گئی کہ پیشہ وارانہ، انتظامی امور پر فائز ملازمین کے کوئی بھی اولاد ترک تعلیم نہیں کرے گی۔ اس مطالعہ میں سماج کے مختلف سطحوں کے طلباء شامل کئے گئے۔ANOVA اور Multi correlation method کے ذریعہ معطیات کا تجزیہ کیا گیا۔اس میں پایا کہ کھیتی باڑی کرنے والے اور غیر تربیت یافتہ مزدوروں کی اولاد بالترتیب 64 اور 65 فیصد ترک تعلیم کر رہی ہے۔ اور اس طرح ترک تعلیم کرنے والے طلباء میں 96.09 فیصد اس کی وجہ گھر کی خراب معاشی حالت ظاہر کر رہے ہیں۔

پیشہ وارانہ ،انتظامی امور پر فائز ملازمین کی اولاد کی تعلیمی ناکامی کی فیصد 27 ہے جبکہ دیگر گروہوں کی 59 اور 61 فیصد ہے۔اسی طرح ان دونوں گروہوں کے اولیائے طلباء کی فیصد بالترتیب 28 اور 7 ہے۔والد کی تعلیم، پیشہ، گھر کی آمدنی، رہائش کی قسم، خاندان کی جسامت، گھر کی تہذیب کی سطح وغیرہ کی روسے اعلیٰ سطح کے گروہوں کے طلباء کی تعلیمی سطح ادنیٰ سطح کے طلباء سے کسی قدر زیادہ ہے۔

Brembech (1969) نے ادنیٰ تحصیل کی وجوہات کالسانی اور غیر لسانی ذہانتی امتحانات کے اسکور کی بنیاد پر پتہ لگانے کی کوشش کی، جس میں ادنیٰ تحصیل کے مختلف وجوہات اور عناصر سامنے آئے جن میں سماجی و معاشی سطح ،والد کا پیشہ، خاندان کی جسامت وغیرہ اہم ہیں۔

Satyanardam (1979) نے یہ جاننے کے لئے کہ آیا سماج کے مختلف معاشی گروہ کے طلباء کی تعلیمی تحصیل میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ کیا معاشی سطح کسی مضمون کے اکتسابی عمل میں حائل ہوتی ہے؟ اور کیا والدین کی تعلیم طلباء کی تحصیل پر اثر انداز ہوتی ہے؟ مطالعہ کے بعد جو نتائج سامنے آئے وہ درجہ ذیل ہیں:

1) گریجویشن تک تعلیم حاصل کرنے والے والدین کی اولاد کی تعلیمی کارکردگی ،صرف دسویں تک تعلیم حاصل کرنے والے والدین کی اولاد کی کارکردگی سے بہتر ہے۔

2) اعلیٰ اور ادنیٰ معاشی سطح والے طلباء کی کارکردگی میں قابل لحاظ فرق ہے، جبکہ اوسط اور ادنی میں یہ فرق اتنا واضح نہیں ہے۔

3) جنس کا تعلیمی تحصیل میں کوئی اثر نہیں دیکھا گیا۔

4) سماجی ومعاشی سطح اور تعلیم میں مثبت رشتہ ہے۔

Desh Pande and Desh Pande (1993)اپنے مطالعہ "شہری مزدور مارکیٹ اور جنسی بنیاد پر امتیاز" میں یہ تجزیہ کیا کہ ثانوی سطح کی تعلیم رکھنے والی شہری خواتین جو کہ صنعتی خدمات انجام دے رہی ہیں اس سطح کے مردوں سے زیادہ آمدنی حاصل کر رہی ہیں اور تعلیم کی سطح میں اضافہ کے ساتھ آمدنی کا جنسی فرق گھٹتا ہے۔

Lynette (1994)نے اپنے مطالعہ "ایشیائی، ہسپانوی، سیاہ اور سفید ہائی اسکول کے طلباء کے درمیان تعلیمی افادیت کی ترقی" میں جائزہ لیا کہ آیا تعلیمی افادیت میں طالب علم کی نسل، جنس، خاندانی ڈھانچہ یا سماجی ومعاشی سطح اہم کردار ادا کرتی ہیں؟نمونہ میں 192 طلباء تھے جن میں ایشیائی، ہسپانوی، سیاہ اور سفید ہر زمرے سے 48 طلباء شامل تھے۔ تمام زمرے جیسے نسل، خاندان کی ساخت اور سماجی ومعاشی سطح میں لڑکے اور لڑکیوں کی تعداد یکساں طور پر نمائندگی کر رہی تھی۔ نتائج اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ نسل، جنس، خاندانی ساخت اور سماجی ومعاشی سطح تمام طلباء کی تعلیمی افادیت میں منفرد شراکت پیش کرتی ہیں۔

Obidi (1994)نے "نائیجیریا میں ہائی اسکول کے طلباء کے ایٹری بیوٹنل پیٹرن پر سماجی ومعاشی سطح، جنس اور مذہبی نظریات کے اثرات کی تحقیقات "کا جائزہ لیا۔198 جواب دہند(94مرد اور104خواتین) دیہات(ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح)اور شہر(اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح) کے ہائی اسکولس سے مطالعہ میں شامل تھے۔اس مطالعہ میں SES اور جنس آزاد متغیرات تھے۔ نتائج اس بات کا انکشاف کرتے ہیں کہ دیہی جواب دہند، شہری جواب

دہندگان کے مقابلے میں منفی واقعات کو زیادہ مستحکم مانتے ہیں۔ مزید مرد، خواتین کے مقابلے میں منفی واقعات کو زیادہ مستحکم مانتے ہیں۔

Eugene (1994)نے ایک مطالعہ کیا جس کا عنوان "مصر کی پرائیوٹ یونیورسٹی میں ثقافت کی بازپیداوار" ہے، جو قاہرہ کے ایک لبرل آرٹس کی یونیورسٹی کے طلباء پر مرکوز ہے۔ آبادی کے انتہائی یک رنگ (homogeneous) ہونے کے باوجود کئی جہتوں کے ساتھ تعلیمی اور پیشہ وارانہ اُمنگیں انتہائی مختلف تھیں اور اشارے جو بہت زیادہ نمایاں تھے وہ طلباء کی ماقبل یونیورسٹی اوصاف، انگریزی کی مہارت کی سطح، سماجی ومعاشی سطح اور جنس ہیں۔

Salman(1994)نے جارڈان کی ریاستی یونیورسٹی کے طلباء کی تعلیمی تحصیل اور ان کے خاندان کی سماجی ومعاشی سطح کا مطالعہ کیا۔ سروے کے ذریعے آبادیات، سماجی ومعاشی سطح کی پس منظر، ثقافتی عوامل کے حوالے سے پوچھے گئے سوالات سے gradepoint average کو جمع کیا ۔ اس کام کا انعقاد چار جارڈانی پروفیسرس نے کیا۔ طلباء کے گریڈ پوائینٹ ایوریج کے مابین کمزور مثبت رشتہ پایا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ طلباء کے گریڈ پوائینٹ ایوریج اور بھائی بہنوں کی تعداد، دین کی طرف رجحان، والدین کے تعلقات کے مابین نمایاں مثبت رشتہ پایا گیا۔ طالب علم کی تعلیمی اُمنگ پر والدین کا اثر ورسوخ مضبوط تھا۔

Ko-wei (1995)نے اپنے ڈاکٹرل مطالعہ "نسل اور تائیوان میں تعلیم کے حصول کے بدلتے پیٹرن"(1945-1990)میں تائیوان کی ترقی کے دوران کس طرح ایک فرد کی تعلیم اور سماجی ومعاشی سطح حاصل

کی جاسکتی ہے، کی وضاحت کرنے کی کوشش کی۔ دو بڑے وسیع جزیروں کے سروے سے مشاہدے کئے گئے؛ اس تحقیق نے پہلے غالب سرزمینی اور مقامی تائیوانی کے حصول تعلیم کے پیٹرن میں اختلافات کی نشاندہی کی۔ تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ تعلیم پر نسل کا اثر کافی حد تک کم ہوا ہے اور اس پوری مدت کے دوران سرزمینوں کو ایلیٹ اسکولوں میں زیر تعلیم سے کوئی فائدہ نہیں ملا۔

Oluwale, Odutolu et al (2003) نے خواتین کی تعلیم اور معاشی وسائل تک رسائی کا مطالعہ کیا اور اس نے مشاہدہ کیا کہ خواتین کوempower کرنے کے سلسلہ میں خواتین کی تعلیم انتہائی ضروری ہے تاکہ معاشی وسائل تک ان کی رسائی آسان ہو۔

Daniel, Bour (2004) نے گھانہ کے دیہی اور شہری خواتین کا صحت کے خدمات استعمال کرنے پر اثرانداز ہونے والے عوامل کا جائزہ لیا۔ تعلیم، آمدنی اور خاندان کی جسامت اہم اجزاء پایااور سفارش کی کہ خواتین کو صحت کی خدمات لینے کو یقینی بنانے کے لئے رسمی تعلیم فراہم کرنی ضروری ہے اور اسی طرح ان کو آمدنی کے ذرائع سے مربوط کرنے کے لئے پیشہ وارانہ تربیت ضروری ہے۔

Shah, Rummana (2007) نے اپنے مطالعہ میں پایا کہ پاکستان کے پبلک سیکشن تعلیمی اداروں سے منسلک معلمات کی آمدنی بڑھانے میں اور ان کی شخصیت سازی میں اعلیٰ تعلیم کا نمایاں رول ہے۔ (2007) Shaheen Parveen نے اپنے مطالعہ میں یہ جاننے کی کوشش کی کہ سماجی ومعاشی سطح کے اضافہ سے طلباء کی تعلیم کی طرف رجحان میں کوئی خاص اضافہ ہو رہا ہے یا نہیں؟ اور پایا کہ طلبہ کے سماجی ومعاشی سطح میں اضافہ سے ان

کے تعلیم کی طرف رجحان میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہو رہا ہے، جبکہ طالبات کی تعلیم کی طرف رجحان میں خواطر خواہ مثبت رشتہ دیکھا گیا۔ اسی طرح ضلع اورنگ آباد میں، سماجی ومعاشی سطح میں اضافہ سے مراٹھی ذریعہ تعلیم کے طلباء کے بہ نسبت انگریزی اور اُردو ذریعہ تعلیم میں طلباء کا رجحان مثبت دیکھا گیا۔

Elijah Kombian, Fant (2008) نے شمالی گھانہ کے Bunkupurugu ضلع میں ایک کیس اسٹڈی کی، اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کنارہ کش لڑکی کو تعلیم کا موقع دیا جاتا ہے تو وہ اپنے سماج کے لئے ایک اثاثہ بننے کے ساتھ ساتھ اگلی نسل میں غربت کے ہٹانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ لڑکیاں اپنی ذاتی صلاحیت، امنگ، تعلیمی وپیشہ وارانہ قابلیت کی بنا پر اپنے پسند سے کسی بھی طرح کا رول ادا کر سکتے ہیں۔

Kadritht (2013) نے ایسٹونیا میں تعلیم کی قدر اور تعلیم کی رسائی کے لئے درکار موقعوں کے متعلق عوام کے رویوں کا مطالعہ کیا۔ مطالعہ کے نتائج اخذ کرتے ہیں کہ ایسٹونیا میں تعلیم کی بے حد قدر ہے لیکن عوام یہ خیال کرتی ہے کہ تعلیم کی رسائی کا ہر ایک کو برابر مواقع حاصل نہیں ہے۔ یہاں تعلیم کی قدر اور رسائی میں ایک طرح کی سماجی سطح پر مبنی ساخت نظر آتی ہے۔ ادنیٰ سماجی سطح کے افراد کامیاب زندگی گزارنے کے لئے تعلیم کو اتنا اہم نہیں مانتے اور اس سطح کے لوگ یہ بھی مانتے ہیں کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع ہر کسی کے لئے برابر دستیاب نہیں ہیں مگر ان کے یہاں مال، جنس، نسل اور سماجی ومعاشی سطح کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح نسلی اقلیتی گروہ اور غیر ایسٹونیائی افراد کے لئے ایسٹونیائی افراد کے مقابلے میں درکار مواقع کی عدم مساوات بھی زیادہ محسوس کی جاتی ہے۔

Munendra (2014) نے پیشہ وارانہ کالج کے طلباء کی شخصیت اور سماجی و معاشی سطح کا ان کے پیشہ وارانہ امنگ اور کاروبار سے متعلق پسند کے حوالے سے کیا اور پایا کہ اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ سماجی معاشی سطح رکھنے والے کالج کے طلباء کے پیشہ سے متعلق امنگ اور کاروبار سے متعلق پسند مختلف ہیں۔ اسی طرح طلبہ اور طالبات کی پیشہ وارانہ امنگ مختلف پائی گئی۔

Rameswari. R (2014) نے اپنے مطالعہ "ٹامل ناڈو کے مدورائی شہر کے خواتین کی سماجی و معاشی سطح اور تعلیم کا اس پر اثر" میں 50-30 سال عمر رکھنے والی 600 ملازم خواتین کا مطالعہ کیا جن میں اکثریت کی اسکولی تعلیم دیہی علاقوں کے ایسے اسکولوں میں ہوئی جہاں صرف لڑکیاں شریک کی جاسکتی ہوں۔ اس مطالعہ کے اہم نتائج درجہ ذیل ہیں:

1) تعلیمی سطح کا روزگار اور آمدنی کے ساتھ معنی خیز اثر دیکھا گیا۔ تعلیم، ذریعہ ابلاغ، گھر کے باہر کام کرنے کے مواقعوں سے خواتین میں نئی فکر، تہذیب و تمدن اور اقدار میں کافی تبدیلی آئی ہے۔

2) تعلیمی سطح اور سماجی و معاشی سطح میں معنی خیز رشتہ دیکھا گیا۔ male breadwinner کے تصور سے جنسی مساوات (gender equity) کی طرف راہیں ہموار ہو رہی ہیں۔ ہاں یہ گھر گھر کی بات ہے کہ خواتین اپنی ذاتی آمدنی پر پورا اختیار رکھتی ہیں یا نہیں۔

Devi, Mridusmita (2016) نے Nagaon اور Morigaon اضلاع کے مخصوص ضروریات کے طلباء کی تعلیمی کارکردگی اور ان کے والدین کی سماجی و معاشی سطح کا مطالعہ کیا اور ان دونوں میں معنی خیز رشتہ

پایا۔ جبکہ ان کے تعلیمی کارکردگی میں کوئی جنسی تفرق نہیں دیکھا گیا۔ یہ مطالعہ Kaur. J کے ان نتائج کی تصدیق کرتا ہے کہ طلباء کے تعلیمی تحصیل کو متاثر کرنے والے عناصر میں سماجی ومعاشی سطح بھی ایک ہے۔

2.5 سابقہ مواد کا تجزیہ

اس طرح مندرجہ بالا مطالعوں میں تعلیم کو زیادہ تر جدید اقدار سے واقفیت کرانے یا ذہن نشین کرانے میں اہم آلہ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔Lemer(1963)، Inkeles(1960)، Dreeban(1968)، Saunders(1969) Kahl(1968)، Bordieu(1972)، Verghese(1977)، Jindal(1984)، Khatun(1986)، Gupta(1991)، Inge.et.al (2001)نے زور دیا کے تعلیم انسان کو جدید بنانے میں سب سے طاقتور ہتھیار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک فرد کی اپنی تعلیمی سطح اس کے جدیدیت کی سطح بڑھانے کا قوی جز ہے لیکن بچہ کی جدیدیت پر والدین کی تعلیمی سطح کا اثرورسوخ وقت بہ وقت برقرار رہتا ہے۔ اس طرح سے جدیدیت اور تعلیم میں اٹوٹ رشتہ ہے۔

حالانکہ بعض مطالعات نے جدیدیت اور سماجی ومعاشی سطح کے مابین نمایاں رشتہ تلاش کرنے سے قاصر رہے، لیکن ان دونوں متغیرات کے درمیان معنی خیز رشتہ پانے والے کثیر مطالعات کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ جدیدیت کی سطح کے حوالے سے جنسی فرق کو سمجھنے کے لئے وسیع پیمانے پر ہندوستان اور بیرون ملک میں مطالعات کئے گئے ہیں، یہ جاننے کے لئے کہ مردوعورت کے جدیدیت کی سطح میں کوئی نمایاں فرق ہے یا نہیں۔ جن کے نتائج کے رحجان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جدیدیت پر جنس کے اثر کے حوالے سے کوئی واضح ثبوت نہیں ہے۔ بعض

مطالعات میں کہیں مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں زیادہ جدید پایا گیا ہے تو کہیں عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں زیادہ جدید قرار دیا گیا۔اسی کے ساتھ ساتھ محققین کی ایک مناسب تعداد جدیدیت کے تئیں رویوں میں جنس کا نیوٹرل اثر قرار دیتی ہیں۔اسی طرح تعلیم کا سماجی ومعاشی سطح سے اور سماجی ومعاشی سطح کا تعلیم سے تعلق لازمی ہے۔

درجہ بالا اسٹڈیز میں سے کسی بھی مطالعہ میں طلباء کی تعلیمی، سماجی و معاشی پس منظر اور انکی جدیدیت کے متعلق تصورات سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔

باب سوم

طریقۂ تحقیق

زیر نظر باب مطالعہ کے لئے اپنائے گئے طریقہ کار کو بیان کرتا ہے۔مزید یہ باب مطالعہ کا ڈیزائن،نمونہ کا انتخاب،استعمال کئے گئے تحقیقی آلات اور معطیات کے تجزیہ کے لئے اپنائے گئے شماریاتی تکنیکوں کے متعلق وضاحت کرتا ہے۔

تحقیقی عمل میں طریقۂ کار انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔اس سے تحقیقی مسئلہ کے حل کے لئے اپنائے جانے والے منصوبہ کی وضاحت ہوتی ہے۔John W. Best (1977) نے بجاطور پر کہاہے کہ دی گئی صورت میں کسی خاص مقصد کو پورا کرنے کے لئے محقق کا آلہ مناسب ہوناضروری ہے۔لہٰذا ہر ڈیزائن کی کچھ نہ کچھ امتیازی خصوصیات ہوتی ہیں۔

3.1 مطالعہ کا طریقۂ کار (Method of Research)

موجودہ مطالعہ کے لئے بیانیہ سروے کا طریقہ(Descriptive Survey Method) کو استعمال کیا گیاہے۔یہ طریقہ کار موجودہ تعلیمی صورت حال،روابط،جواب دہندگان کی حامل رائے،واضح اثرات یافروغ پانے والے رجحانات کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔اس طریقہ کار میں سوالنامہ کی مدد سے معروضی معلومات

(انفرادی رائے اور رجحانات کے طور پر) آسانی سے جمع کئے جاسکتے ہیں۔ یہ متغیرات کے درمیان فطری طور پر تعلق کو معلوم کرتا ہے اور اس کی درجہ بندی ایک غیر تجرباتی مطالعہ کے طور پر کی جاسکتی ہے۔

3.2 مطالعہ کا خاکہ (Design of the Study)

محقق ایک معمار (architect) کا رول ادا کرتا ہے جو ایک عمارت کی منصوبہ بندی کرتا ہے (Winer,1972)۔ تحقیقی خاکہ تحقیقی منصوبہ بندی کا نام ہے جس میں محقق تحقیق کے مختلف مراحل اور مدارج کو نہ صرف طے کرتا ہے بلکہ تحقیق میں درپیش مسائل اور ہونے والے اخراجات کا بھی تخمینہ کرتا ہے۔ ایک اچھے تحقیقی خاکہ کے بغیر محقق خلا میں ہاتھ پیر مارتا رہے گا۔ اس لئے منصوبہ اس طرح ہونا چاہیے کہ کام کی تکمیل پر تحقیق کے مقاصد پورے ہوں۔ تحقیق کے مختلف طریقے ہیں۔ لہٰذا مطالعہ کے اغراض ومقاصد کے تحت موزوں طریقہ کار کا انتخاب کیا جانا چاہیے۔

اس مطالعہ میں جدیدیت کے متعلق احساسات پر اثرانداز ہونے والے تین عوامل بالترتیب تعلیمی پس منظر، سماجی ومعاشی سطح اور جنس کو متغیرات کی حیثیت دی گئی ہے۔ تعلیمی پس منظر کے دو اجزاء مذہبی تعلیم اور رسمی یا روایتی تعلیم ہیں۔ سماجی ومعاشی سطح کے تین اجزاء اعلیٰ، متوسط اور ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح ہیں اور جنس میں خواتین و مرد شامل ہیں۔ اس وضاحت کو ذیل کی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے۔

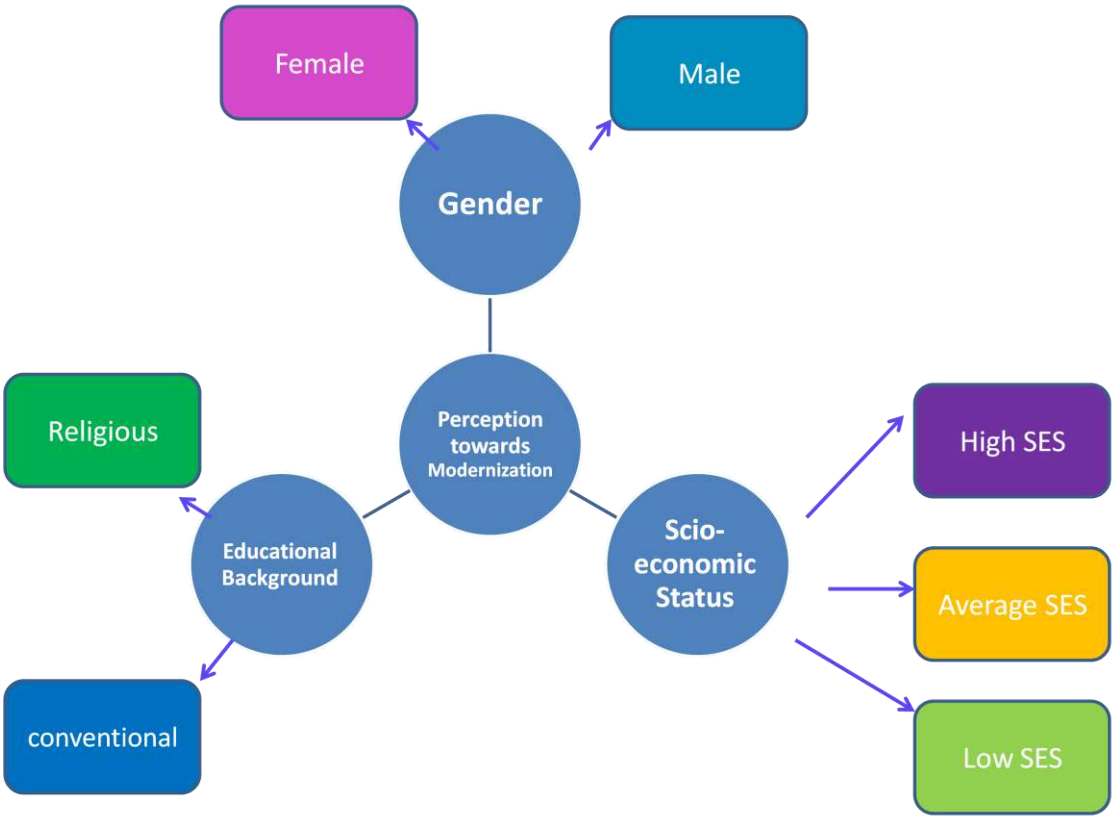

شکل 3.1۔ مطالعہ کا خاکہ

3.3 مطالعہ کی آبادی (Population of the Study)

تحقیق میں آبادی سے مراد افراد یا اشیاء کا وہ گروہ ہے جو تحقیقی مقاصد کے حصول اور مفروضات کی جانچ کے لئے ضروری معلومات فراہم کرتا ہے۔زیر مطالعہ مسئلہ میں آبادی سے مراد وہ تمام بی ایڈ میں زیر تعلیم مسلم طلباء ہیں جو ریگولر طرز پر ریاست تلنگانہ کے کالجز میں زیر تربیت ہیں۔

3.4 نمونہ اور نمونہ بندی کی تکنیک (Sample and Sampling Technique)

یہ ایک انتہائی مشکل امر ہے کہ محقق مسئلہ سے متعلق آبادی کے تمام افراد یا اکائیوں سے معطیات اکٹھا کرے اور اگر وہ یہ کام کرنا بھی چاہے تو اس کے لئے کافی وقت اور پیسہ دونوں خرچ ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے لئے ڈھیر ساری محنت بھی درکار ہے۔ ایسی صورت میں نمونہ بندی کا طریقہ محقق کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں ہے۔ دراصل نمونہ کسی مخصوص آبادی کا منتخب حصہ ہوتا ہے جو تحقیق کے لئے ضروری معلومات اور ڈاٹا پیش کرتا ہے۔ محقق اپنی تحقیق کے لئے کچھ ایسی اکائیوں کا انتخاب کرتا ہے جو تمام آبادی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ایسی اکائیوں کا مجموعہ نمونہ کہلاتا ہے۔ مطالعہ کی آبادی سے اکائیوں کا مجموعہ یعنی نمونہ اخذ کرنے کی جو تکنیک یا طریقہ کار ہے اسے نمونہ بندی کہتے ہیں۔ تحقیق کے صحیح نتائج کے حصول کے لئے چند مخصوص طریقوں سے نمونہ بندی کی گئی ہے تاکہ پوری آبادی کی ممکنہ حد تک مکمل نمائندگی کی جاسکے۔

محقق نے سب سے پہلے ریاست تلنگانہ کے ان تمام مسلم مینارٹی کالجز کی فہرست بنائی جہاں بی ایڈ کورسیس دستیاب ہیں۔ پھر ان کالجز میں سے محقق نے اپنے مقصد تحقیق کے مطابق 15 بی ایڈ کالجز کو اتفاقی طور پر نمونہ کے لئے منتخب کیا۔ بعد ازاں ان پندرہ کالجز میں سے ہر کالج سے 30 طلباء کو اتفاقی طور پر منتخب کیا، جن میں لڑکے اور لڑکیوں کے دونوں گروہ شامل تھے۔ اس طرح سے اس مطالعہ کے نمونہ میں جملہ 417 طلباء شامل ہیں جنھیں سادہ اتفاقی نمونہ بندی (Simple random sampling) کے طریقے سے منتخب کیا گیا ہے۔

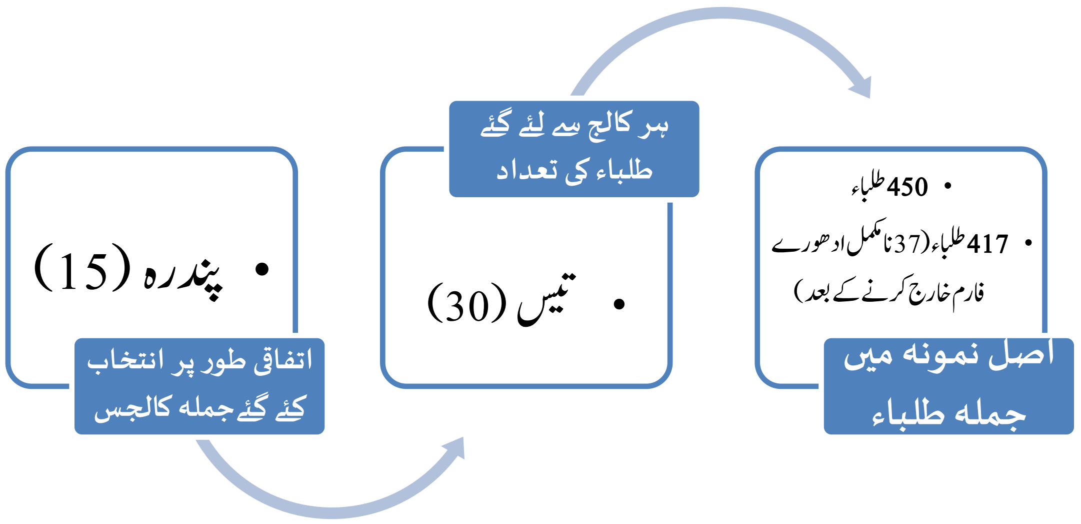

شکل 3.2۔ نمونہ بندی کی اسکیم

3.5 تحقیقی آلات (Tools of Research)

کسی بھی تحقیق کے لئے آلات کے انتخاب کے دوران تحقیقی مقاصد کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔معطیات کے اکٹھا کرنے سے پہلے موزوں آلے کا انتخاب کرنا چاہیے کیونکہ کسی بھی تحقیق کی بنیاد معطیات پر ہوتی ہے معطیات کے حصول کے بغیر تحقیق کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔اس لئے محقق تحقیقی آلات کا استعمال کرتا ہے۔ ان آلات کے انتخاب کا دارومدار تحقیق کی نوعیت پر ہوتا ہے۔بعض اوقات کئی قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک ہی آلہ کا استعمال کیا جاتا ہے جبکہ بعض اوقات ایک ہی قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لئے مختلف آلات استعمال کئے جاتے ہیں۔ تحقیقی آلات کی Validity اور Reliablity ہونا لازمی ہے۔اگر مناسب آلہ دستیاب نہ ہو تو محقق خود ایک آلہ کو فروغ دیتا ہے اور اسکو معیاری بناتا ہے۔

اس تحقیق کے لئے محقق نے دو آلات کا استعمال کیا ہے:۔

1. سوشیو اکنامک سٹیٹس اسکیل از ڈاکٹر اشوک کالیہ اور ڈاکٹر سودھیر ساہو(2012)

2. سوالنامہ برائے تصوراتِ جدیدیت (محقق کے ذریعہ فروغ دیا گیا اور معیاری بنایا گیا)

1. **سوشیو اکنامک سٹیٹس اسکیل از ڈاکٹر اشوک کالیہ اور ڈاکٹر سودھیر ساہو(2012):** اس آلہ کو سال 2012 میں نیشنل سائیکالوجیکل کارپوریشن، آگرہ نے شائع کیا ہے جس کو ڈاکٹر اشوک کالیہ اور ڈاکٹر سودھیر ساہو نے فروغ دیا اور معیاری بنایا ہے۔ ویسے تو سماجی و معاشی سطح کو جانچنے کے لئے کئی آلات دستیاب ہیں لیکن اس آلہ کے انتخاب کی وجہ یہ تھی کہ اس کو ہندوستانی اداروں میں اعلیٰ تعلیم سے جڑے سبھی طلبا کو مد نظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے خواہ ان کا تعلق دیہی علاقوں سے ہو یا شہری اور یہ انگریزی و ہندی زبانوں میں معیاری بنایا گیا ایک جدید آلہ ہے۔ یہ آلہ 40 Items پر مشتمل ہے جو کہ سماجی و معاشی سطح کے پانچ مختلف زمروں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس آلہ کی معتبریت(Reliability) 0.86 اور معقولیت(Validity) 0.85 ہیں جو کہ اعلیٰ ہیں۔

2. **سوالنامہ برائے تصوراتِ جدیدیت:** موزوں سوالنامہ کے انتخاب کے لئے محقق نے سابقہ مواد کا جائزہ لیا اور پایا کہ جدیدیت کے رجحانات جاننے کے آلات کافی دستیاب ہیں لیکن جدیدیت کے متعلق تصورات یا احساسات جاننے کے لئے دستیاب آلات نہ کے برابر ہیں۔ اس لئے محقق نے اپنے تحقیقی موضوع کے تحت سوالنامہ برائے تصورات جدیدیت کو فروغ دیا اور معیاری بنایا۔ یہ سوالنامہ بند قسم کا ہے۔ اس کے لئے محقق نے راگھویندرا ایس سنگھ

کاماڈرنائزیشن اسکیل(2012) ،کامپرہنسیو ماڈرنائزیشن اِن ونٹری ازڈاکٹرایس پی اہلووالیہ(2010)وغیرہ سے مدد لی۔

3.6 سوالنامہ کی تشکیل (Construction of Questionnaire)

تحقیقی آلات میں سے سوالنامہ ایک بہت ہی مفید آلہ ہے۔ یہ جواب دہندگان سے درست یا صحیح معلومات کے حصول کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں سلسلہ وار سوالات ترتیب دئے جاتے ہیں۔ سوالنامہ کو انفرادی اور اجتماعی طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس سے وقت کی بچت ہوتی ہے جس سے جدولی ترتیب اور تجزیہ آسان ہوتا ہے اور حتمی نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ یہ جواب دہندگان کو موضوع سے ہٹنے نہیں دیتا اور نسبتاً زیادہ معروضی ہوتا ہے۔ شماریاتی اعتبار سے سوالنامہ زیادہ مفید ہوتا ہے۔

محقق نے موضوع سے متعلق سابقہ مطالعات کا بہ خوبی جائزہ لیا اور استعمال کی گئی آلات کا تجزیہ کیا اور جب اپنے تحقیق کے لئے کسی کو موزوں نہیں پایا تو نگراں، ماہرین اور متعلقہ آبادی کی رائے سے جدیدیت پر اثرانداز ہونے والے مختلف عوامل کی فہرست بنائی اور انھیں آٹھ زمروں میں درجہ بندی کی جو کہ درجہ ذیل ہیں:

سوالنامہ کے ابعاد(Dimensions of Questionnaire)

1. معاشی سطح Economic Status
2. تعلیم Education
3. ٹکنالوجی Technology

4. سماجی ومذہبی پہلو Socio-Religious Aspects

5. طرز زندگی Lifestyle

6. عورت کا مقام Status of Women

7. شادی Marriage

8. والدین اور اولاد کے تعلقات Parent-Child relationship

ہر زمرے میں مضمون کو حتی المقدور ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مختلف بیانت کی ایک فہرست تیار کی گئی۔ اس فہرست میں 87 بیانات تھے۔ ترتیب دیئے گئے بیانات کا سیاق وسباق، قوائد، دشواری کی سطح اور مفہوم وغیرہ کی جانچ کے لئے ہر بیان کو 10 جواب دہندگان کو یکے بعد دیگرے دِکھا یا گیا اور بیانات کو سمجھنے میں انھیں درپیش دشواریاں معلوم کی گئیں اور بیانات کی ترمیم میں ان کی رائے نوٹ کی گئی۔ اس طرح سے اس مرحلہ میں جملہ 5 بیانوں میں الفاظ کے ترمیمات کئے گئے اور 3 بیانوں کو دوبارہ ترتیب دیا گیا۔ بعد ازاں اس فہرست کو مضمون اور ساتھ ہی ساتھ زبان کے ماہرین کی نظر ثانی کے لئے پیش کیا گیا۔ ماہرین کی رائے کے مطابق ایک بیان خارج کر دیا گیا جو کہ اس آبادی کے لئے موزوں نہ تھا، ایک نیا بیان جوڑا گیا اور بیانات کے دو جوڑے جو ہم معنی تھے ایک کر دیئے گئے۔ اس طرح سے اس مرحلے میں جملہ 85 بیانات اگلی فہرست میں جگہ لیتی ہیں۔

دوسرے مرحلے میں جگہ لینے والے بیانات کو پائلیٹ اسٹڈی کے لئے استعمال کیا گیا۔ وہ Items جن کی ٹی قدریں معنی خیز نہ تھیں خارج کردیئے گئے۔اس طرح تیسرے مرحلے (Final draft) میں 48 ائٹم رہے (ضمیمہ-II)،جن میں چوبیس منفی اور چوبیس مثبت بیانات ہیں۔

سوالنامہ کی نوعیت

ان Items کو Microsoft Excel کے رینڈم نمبر فنکشن کے ذریعہ نمبرنگ دی گئی اور سوال نامہ میں ترتیب دی گئی(ضمیمہ-III)۔یہ سوالنامہ بند قسم کا ہے جس کے ہر سوال کا جواب جواب دہندگان کو'ہاں' یا 'نہیں' میں دینا ہے۔مثبت ائیٹمس (Items) میں ہاں کے لئے ایک(1) نشان اور نہیں کے لئے صفر(0)نشان رکھے گئے ہیں۔ منفی ائیٹمس (Items) کے لئے اس کے برعکس نشانات مقرر کئے گئے ہیں یعنی ہاں کے لئے (0)نشان اور نہیں کے لئے(1)نشان۔اس طرح سے اس مکمل سوالنامہ میں کوئی کم سے کم صفر نشان اور زیادہ سے زیادہ48نشان حاصل کرسکتا ہے۔اس سوالنامہ کو پر کرنے کے لئے یوں تو وقت کی کوئی قید نہیں ہے لیکن ایک فرد کے لئے کم از کم 12 تا15 منٹ اس کو پڑھ کر مکمل کرنے میں صرف ہوتے ہیں۔

سوالنامہ کے ابتدائی حصہ میں جواب دہندگان کی بنیادی معلومات جیسے نام(Name)،والد کا نام(Father's Name)،عمر(Age)، جنس(Gender)،تعلیمی قابلیت(Educational Qualifications)، پتہ(Address) معلوم کئے گئے اور ساتھ ہی ساتھ جواب دہندگان کی تعلیمی پس منظر (مدرسہ /اسکول) بھی معلوم کی گئی جو کہ اس تحقیق کا ایک اہم متغیر تھا۔اور اس بات کا خیال سوشیوایکنامک

اسٹیٹس اسکیل میں بھی رکھا گیا تا کہ کوئی دورائے نہ ہو۔بعد ازاں سوالنامہ کے اگلے حصہ میں جواب دہندگان کو یہ یقین دلایا گیا کہ ان کے ذریعہ فراہم کی گئی ہر قسم کی معلومات خفیہ رکھی جائیں گی اور صرف تحقیقی مقصد کے لئے ہی استعمال کی جائیں گی۔جیسا کہ پہلے واضح کیا گیا کہ اس میں جملہ 48 ائیٹمس ہیں اور جواب دہندگان کو ہر ائٹم دھیان سے پڑھ کر 'ہاں' کے لئے صحیح کانشان اور 'نہیں' کے لئے غلط کانشان لگانا تھا۔

معقولیت (Validity)

کسی مطالعہ کی معقولیت مختلف طریقوں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ جیسے فیس ویالی ڈیٹی، کانٹنٹ ویالی ڈیٹی، کنسٹر کٹ ویالی ڈیٹی وغیرہ۔فیس ویالی ڈیٹی کے لئے سوالنامہ متعلقہ آبادی کو دکھایا گیا کہ آیا اس کے سوالات انھیں موزوں لگ رہے ہیں یا نہیں۔اس سے مراد متعلقہ افراد سے ایک تعلق بنے اور تبادلہ خیال ہو۔اس حالت میں جو ائٹم موزوں لگے انھیں باقی رکھا گیا۔کانٹنٹ ویالی ڈیٹی ایک طرح سے مواد موضوع کا قاعدے سے جائزہ لینا ہو تا ہے۔ یہ مضمون کے ماہرین سے ملنے کا ایک عمل ہو تا ہے۔موجودہ مطالعہ کے لئے محقق نے ہر میدان کے ماہرین سے ملاقات کی جیسے دوماہرین تعلیم، ایک ماہر نفسیات، ایک ماہر عمرانیات اور ایک ماہر لسانیات سے ملاقات کی اور ان کی فراہم کردہ معلومات سے سوالنامہ کو جلا بخشی۔

معتبریت(Reliability)

کسی بھی مطالعہ کی معتبریت معلوم کرنے کے مختلف طریقہ ہیں جیسے ٹیسٹ ری ٹیسٹ ،سپلٹ ہاف میتھڑ،ایکوی ویالنٹ یا پیارلل فارم میتھڑ، کویفیشنٹ آلفا وغیرہ۔اس سوالنامہ کی معتبریت سپلٹ ہاف طریقہ (Split-half method) سے معلوم کی گئی جو کہ 0.89 ہے۔

3.7 شماریاتی تکنیک (Statistical techniques)

معطیات کے تجزیہ کے لئے محقق نے فیصد(Percentage)، اوسط(Mean)، معیاری انحراف(Standard Deviation)، ٹی تناسب(t-test)اور اختلاف کا تجزیہ(F-test)جیسے شماریاتی تکنیک کا استعمال کیا ہے۔

3.8 معطیات کا تجزیہ(Analysis of Data)

معطیات کا تجزیہ کسی بھی مطالعہ کا سب سے اہم پہلو ہوتا ہے۔مطالعہ کے ماحاصلات کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ معطیات کا تجزیہ کس طرح کیا گیا ہے۔اس مطالعہ میں تقاضے کے مطابق معطیات کا مقداری تجزیہ کیا گیا ہے جس کے لئے فیصد(Percentage)، اوسط(Mean)، معیاری انحراف(Standard Deviation)، ٹی ٹیسٹ (t-test)اور اختلاف کا تجزیہ(F-test) جیسی شماریاتی تکنیک کا استعمال کیا گیا ہے۔

باب چہارم

معطیات کا تجزیہ اور تشریح

اس باب کو مطالعہ کے مقاصد اور تحقیقی مفروضات کے تناظر میں معطیات کے تجزیے اور تشریح کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ مطالعے کے مقاصد کے مد نظر حاصل شدہ معطیات کو جدولوں میں تبدیل کرتے ہوئے، اس کی درجہ بندی کی گئی ہے ساتھ ہی ساتھ اس کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے تاکہ نتائج کی بامعنی تشریح کی جاسکے اور بالآخر اس تحقیق میں نئی دریافتوں کا احاطہ کیا جاسکے۔ تاہم معطیات تب تک مفید نہیں ہوتے جب تک ان کو منظم درجہ بندی کرتے ہوئے جدول کی شکل نہ دی جائے، ان کا سائنٹفک تجزیہ نہ کیا جائے اور معقول اختتام کے ساتھ ساتھ ذہانت کے ساتھ وضاحت نہ کی جائے۔ تجزیہ ہمارے نقطہ نظر کو جامعیت بخشنے میں معاون ہوتا ہے اور ہماری آرا کو جمع کردہ معطیات کی روشنی میں ایک سمت عطا کرتا ہے۔ اس طرح یہ تحقیق کے حتمی نتائج اخذ کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ موجودہ تحقیق کے لئے جمع کئے گئے معطیات کا تجزیہ جن مقاصد و مفروضات کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

مقصد اول:۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کو معلوم کرنا۔

مقصد دوم:۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا جنسی اعتبار سے جائزہ لینا۔

مقصد سوم:۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا تعلیمی پس منظر کے مناسبت سے جائزہ لینا۔

مقصد چہارم:۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا سماجی و معاشی پس منظر کے لحاظ سے جائزہ لینا۔

مفروضہ اول:۔ بی ایڈ کے طلبہ وطالبات کا جدیدیت کے متعلق تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

مفروضہ دوم:۔ مذہبی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء اور روایتی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء کا جدیدیت کے تعلق سے تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

مفروضہ سوم:۔ اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ سماجی ومعاشی پس منظر والے بی ایڈ کے طلباء کے جدیدیت کے متعلق تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

مقصد اول کے تحت جدیدیت کے متعلق تصورات کو معلوم کرنے کے لئے ہر ائٹم کی تشریح جدول اور گراف کی بنیاد پر کیا گیا، جن میں طلباء کے تصورات کا جنس، تعلیمی پس منظر اور سماجی ومعاشی سطح کے اعتبار سے اعداد وشمار کی درجہ بندی کی گئی ہے بعد ازاں اس کا تجزیہ وتشریح پیش کیا گیا ہے جو کہ جدول نمبر 4.1 تا جدول نمبر 4.48 ہیں۔

مفروضہ اول کی جانچ کے لئے جدیدیت کے متعلق تصورات کے آلہ میں طلبہ کے ذریعہ حاصل کردہ اسکور کا اوسط اور طالبات کے ذریعہ حاصل کردہ اسکور کا اوسط الگ الگ معلوم کیا گیا اور ان کا معیاری انحراف معلوم کرنے کے بعد ٹی ٹسٹ کیا گیا جس کو جدول نمبر 4.49 میں دیکھا جاسکتا ہے۔ان دونوں گروہوں کے اوسط کو 3D کالم گراف (ترسیم نمبر 4.49) میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی تجزیہ وتشریح کو بھی پیش کیا گیا۔

مفروضہ دوم کے لئے جدیدیت کے متعلق تصورات کے آلہ میں مذہبی وروایتی تعلیمی پس منظر رکھنے والے طلباء کے ذریعہ حاصل کردہ اسکور کا اوسط الگ الگ معلوم کیا گیا اور معیاری انحراف معلوم کرنے کے بعد دونوں

گروہوں کی اوسط میں قابل لحاظ فرق کو معلوم کرنے کے لئے ٹی ٹسٹ کیا گیا جس کو جدول نمبر 4.50 میں دیکھا یا گیا ہے۔ بعد ازاں ان دونوں گروہوں کے اوسط کو 3D کالم گراف (ترسیم نمبر 4.50) میں دیکھایا گیا ہے۔ ساتھ ہی ان اعداد و شمار کا تجزیہ و تشریح پیش کیا گیا۔

مفروضہ سوم کی جانچ کے لئے مختلف سماجی و معاشی گروہوں (اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ) کے طلباء کی جدیدیت کے تئیں تصورات میں فرق معلوم کرنے کے لئے حاصل شدہ اسکورس کا اوسط، معیاری انحراف معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ ایف ٹیسٹ بھی معلوم کیا گیا ہے، جنھیں جدول نمبر 4.51، 4.52 اور 4.53 میں دیکھایا گیا ہے۔ گرافی طور پر اوسطوں کو ترسیم نمبر 4.51 کے ذریعہ بتایا گیا ہے۔ اخیر میں حاصل قدروں کی تشریح بھی کی گئی ہے۔

Item1 :- غربت کسی فرد کی جدیدیت میں حائل ہوتی ہے۔

Table: 4.1 Variable-wise Responses to Item # 1

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	159	108	59.6	40.4
		Female عورت	88	62	58.7	41.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	41	31	56.9	43.1
		Conventional روایتی	206	139	59.7	40.3
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	85	50	63	37
		Average اوسط	112	29	79.4	20.6
		High اعلیٰ	50	91	35.5	64.5

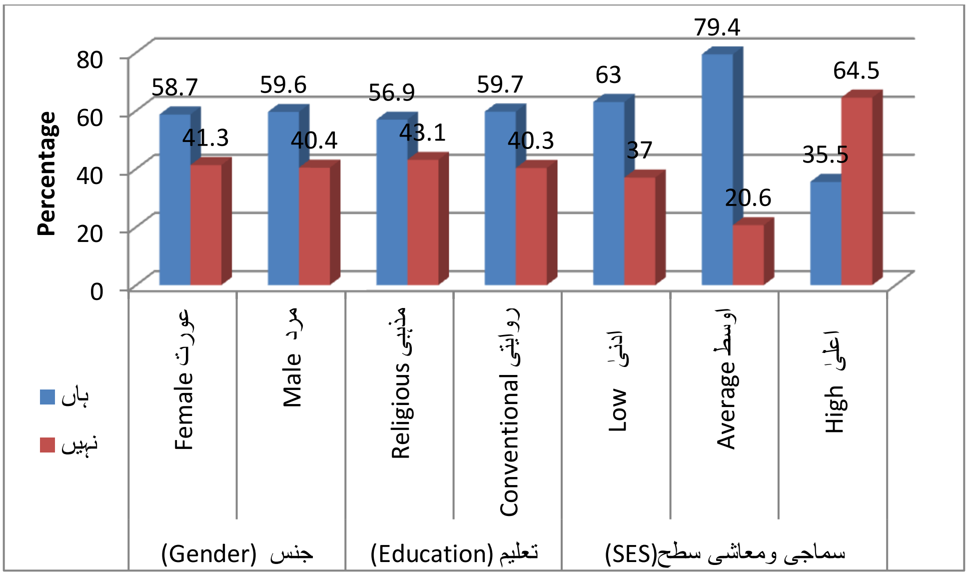

ترسیم 4.1: ائٹم 1 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول 4.1 سے یہ واضح ہے کہ 58.7 فیصد بی ایڈ کی طالبات اور 59.6 فیصد طلبہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ فرد کی جدیدیت میں غربت حائل ہوتی ہے جبکہ 41.3 فیصد طالبات اور 40.4 فیصد طلبہ ایسا نہیں مانتے۔ یعنی زیادہ تر طلبہ وطالبات متفقہ طور پر یہ محسوس کرتے ہیں کہ فرد کی غربت اسکی جدیدیت کی سطح میں خواطر خواہ اثر انداز ہوتی ہے۔

56.9 فیصد مذہبی اداروں سے فراغت پانے والے طلباء یہ محسوس کرتے ہیں کہ غربت جدیدیت کی سطح میں حائل ہوتی ہے۔ دوسری طرف ان کے ہم منصب یعنی رسمی ادارے سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی اکثریت (59.7%) بھی اسی قسم کے احساسات رکھتی ہے۔ مجموعی طور پر دونوں اداروں کے فارغین کی رائے غربت کے متعلق یکساں ہے کہ غریب یا امیر ہونے یا نہ ہونے کی وجوہات کی بنا پر فرد کی جدیدیت کی سطح متاثر ہوتی ہے۔

جب ہم مختلف سماجی ومعاشی سطح کے گروہوں کے اعتبار سے جائزہ لیتے ہیں تو اس میں یہ بات انکشاف ہوتی ہے کہ اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح رکھنے والے طلباء غربت کو جدیدیت کی سطح میں حائل نہیں مانتے جبکہ دیگر سطح یا طبقہ کے لوگ جیسے متوسط (79.4٪) اور ادنیٰ (63٪) سطح کے طلباء مال و دولت کو جدیدیت کی سطح کا پیمانہ قرار دیتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

Item 2 :- ملازم خواتین، گھریلو خواتین کے مقابلے میں زیادہ جدید ہوتی ہیں۔

Table: 4.2 Variable-wise Responses to Item # 2

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	219	48	82	18
		Female عورت	72	78	48	52
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	42	30	58.3	41.7
		Conventional روایتی	249	96	72.2	27.8
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	97	38	71.9	28.1
		Average اوسط	82	59	58.2	41.8
		High اعلیٰ	112	29	79.4	20.6

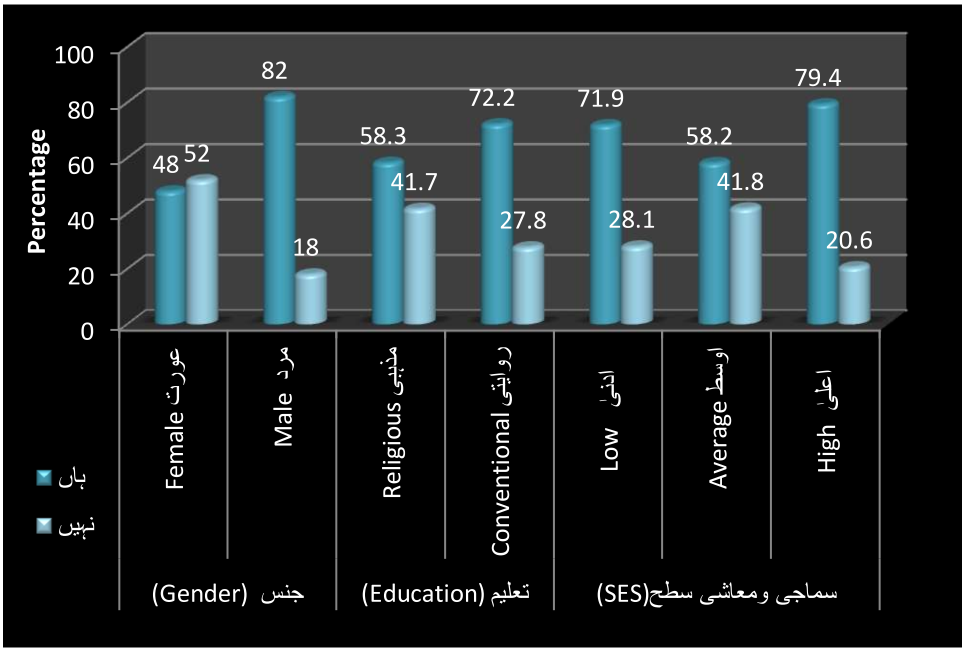

ترسیم 4.2: ائٹم 2 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.2 سے یہ بات عیاں ہے کہ 82 فیصد طلبہ یہ مانتے ہیں کہ گھریلو خواتین کے مقابلے میں ملازمت کرنے والی خواتین جدید ہوتی ہیں جبکہ طالبات کی اکثریت (52٪) یہ نہیں مانتی۔ جبکہ طالبات کا ایک خاطر خواہ حصہ (48٪) اس کی تائید کرتا ہے کہ ملازم خواتین گھریلو خواتین کے مقابلے میں جدید ہوتی ہیں۔

اگر ہم جائزہ خواتین کی جدیدیت اور ملازمت کے حوالے سے مذہبی اور رسمی اداروں کے فارغین سے لیں تو دونوں گروہوں کی اکثریت یعنی مذہبی ادارے سے فارغ 58.3 فیصد اور روایتی ادارے سے فارغ 72.2 فیصد ملازمت کرنے والی خواتین کو گھریلو خواتین کے مقابلے میں زیادہ جدید تصور کرتے ہیں۔

اسی طرح اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے 79.4 فیصد طلباء یہ محسوس کرتے ہیں کہ ملازم خواتین، گھریلو خواتین سے زیادہ جدید ہوتی ہیں۔ متوسط طبقے کے 41.8 فیصد طلباء ملازم خواتین کو گھریلو خواتین سے زیادہ جدید خیال نہیں کرتے۔ جب بات ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے طلباء کی کی جائے تو 71.9 فیصد طلباء خیال کرتے ہیں کہ ملازم خواتین گھریلو خواتین سے جدید ہوتی ہیں جبکہ 28.1 فیصد طلباء ایسا نہیں خیال کرتے۔ مجملہ سماج کے تینوں سطحوں کے طلباء خواہ وہ اعلیٰ یا متوسط یا ادنیٰ سطح کے ہوں، اکثریت اسی بات کو مانتی ہے کہ ملازم خواتین گھریلو خواتین سے زیدہ جدید ہوتی ہیں۔

Item 3 :- مخالفتِ جہیز ایک جدید کاروائی ہے۔

Table: 4.3 Variable-wise Responses to Item # 3

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	192	75	71.9	28.1
		Female عورت	119	31	79.3	20.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	40	32	55.6	44.4
		Conventional روایتی	271	74	78.6	21.4
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	101	34	74.8	25.2
		Average اوسط	99	42	70.2	29.8
		High اعلیٰ	111	30	78.7	21.3

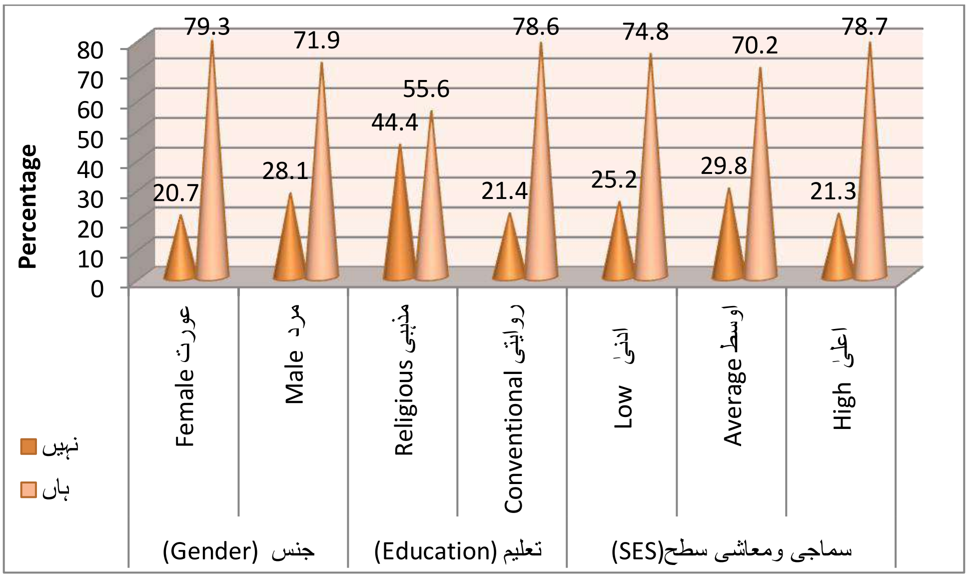

ترسیم 4.3: ائٹم 3 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.3 سے یہ واضح ہے کہ طلبہ وطالبات کی قلیل تعداد بالترتیب 28.1٪ اور 20.7٪ مخالفت جہیز کو ایک جدید کاروائی محسوس نہیں کرتے۔ اس طرح دونوں فریق یعنی طلبہ وطالبات کی اکثریت مخالفت جہیز کے فعل کو جدید امر محسوس کرتے ہیں۔

روایتی اداروں سے فارغین کی مخالفت جہیز کو جدید فعل ماننے اور نہ ماننے والوں کے درمیان وسعت زیادہ ہے یعنی 78.6 فیصد طلباء اس فعل کو جدید مانتے ہیں جبکہ 21.4٪ طلباء اس کو جدید قرار نہیں دینا چاہتے یا محسوس نہیں کرتے۔ ان کے بہ نسبتَ مذہبی اداروں سے فارغین مخالفت جہیز کو جدید ماننے والے 55.6٪ اور جدید نہ ماننے والے 44.4٪ ہے۔ یعنی ان دونوں گروہوں کے درمیان کوئی بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔

اس تناظر میں اگر ہم سماجی ومعاشی گروہوں کا تقابل کریں تو ہمیں یہ اندازہ لگانے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی کہ تینوں گروہوں کے لوگوں کی اکثریت مخالفت جہیز کے فعل کو جدید فعل مانتی ہے۔ اگر شماریاتی زبان میں کہا جائے تو ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے 74.8٪ طلباء متوسط طبقہ کے 70.2٪ طلباء اور اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے 78.7٪ طلباٗ اس فعل کو جدید خیال کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام گروہوں چاہے جنسی یا مذہبی یا معاشی سبھی کی اکثریت اس ائٹم کی تائید میں ہے۔

Item 4 :- بیرونی ممالک میں زیر تعلیم گریجویٹس، ہندوستانی گریجویٹس سے زیادہ جدیدیت کے حامل ہوتے ہیں۔

Table: 4.4 Variable-wise Responses to Item # 4

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	210	57	78.7	21.3
		Female عورت	98	52	65.3	34.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	72	0	100	0
		Conventional روایتی	236	109	68.4	31.6
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	95	40	70.4	29.6
		Average اوسط	103	38	73	27
		High اعلیٰ	110	31	78	22

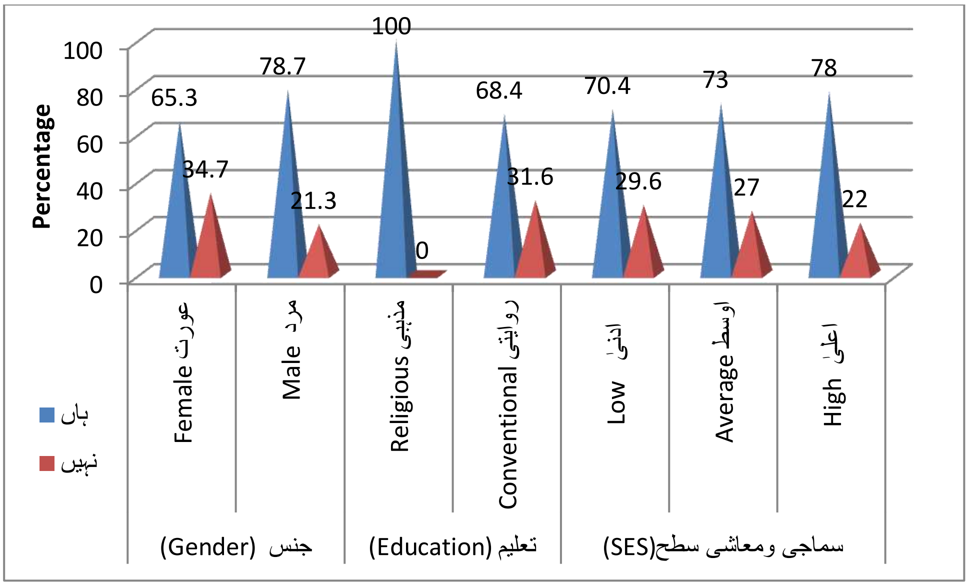

ترسیم 4.4: ائٹم 4 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.4 سے یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہے کہ لگ بھگ ہر زمرہ سے تمام فریق یہ تصور کرتے ہیں کہ بیرونی ممالک میں زیر تعلیم گریجویٹس، ہندوستانی گریجویٹس سے زیادہ جدید ہوتے ہیں۔ تفصیلات کچھ اس طرح ہیں اعلیٰ، ادنیٰ اور اوسط سطح کے بالترتیب 78٪، 70.4٪ اور 73٪ طلباء بیرونی ممالک میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو جدید تصور کرتے ہیں۔

جب ہم مذہبی اداروں سے فارغین اور روایتی اداروں سے فارغین کا اس ائٹم کے متعلق انکے تصورات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ تمام مذہبی اداروں سے فارغین متفقہ طور پر بیرونی ملک میں تعلیم حاصل کرنا جدید خیال تصور کرتے ہیں۔ یہ کیفیت روایتی اداروں سے فارغین کی اتنی نہ سہی مگر ان کی بھی صورت حال وہی ہے ان میں صرف 31.6٪ طلباء ہی یہ تصور نہیں رکھتے کہ بیرونی ممالک میں تعلیم حاصل کرنے والے ہندوستان میں تعلیم حاصل کرنے والوں سے زیادہ جدید ہوتے ہیں۔

خواتین(طالبات)وحضرات(طلبہ)کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں یہاں پر بھی وہی صورت معلوم ہوتی ہے طلباء(طلبہ وطالبات) کی اکثریت اس زعم کی شکار ہے کہ بیرونی ممالک میں تعلیم حاصل کرنے والے یا تعلیمی یافتہ ہندوستانی اداروں یا قومی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والوں سے زیادہ جدید ہوتے ہیں۔ طلبہ (78.7٪)اور طالبات(65.3٪)کی جماعت اسکی تائید میں ہے۔

Item 5 :- کسی فرد کے جدیدیت کی سطح کا تعین صرف اس کے تعلیمی سطح سے کیا جاسکتا ہے۔

Table: 4.5 Variable-wise Responses to Item # 5

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	131	136	49.1	50.9
		Female عورت	20	130	13.3	86.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	20	52	27.8	72.2
		Conventional روایتی	131	214	38	62
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	28	107	20.7	79.3
		Average اوسط	63	78	44.7	55.3
		High اعلیٰ	60	81	42.6	57.4

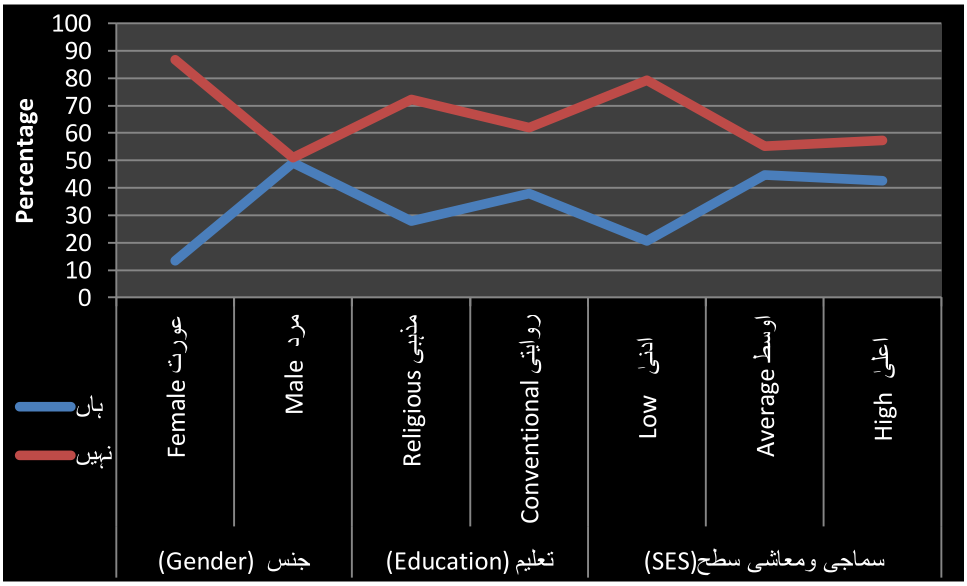

ترسیم 4.5 : ائٹم 5 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور(فیصد میں)

جدول نمبر4.5سے واضح ہے کہ %86.7طالبات یہ مانتی ہیں کہ کسی شخص کے جدیدیت کی سطح کا تعین صرف اس کے تعلیمی سطح سے نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ دوسرے بھی کئی عناصر ہوتے ہیں۔%13.3 طالبات صرف تعلیم ہی کو جدیدیت کا پیمانہ تصور کرتی ہیں۔ انکے ہم منصبوں میں یہ فرق اتنا واضح نہیں ہے، %49.1 مرد(طلبہ) تعلیم کو واحد پیمانہ مانتے ہیں اور %50.9 طلباء جدید ہونے کے لئے تعلیم کے علاوہ دوسرے عناصر پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

%72.2 مذہبی اداروں سے فارغ ہونے والے بی ایڈ متعلمین یہ تسلیم کرتے ہیں کہ صرف تعلیم ہی وہ آلہ نہیں جس سے فرد کی جدیدیت کا تعین کیا جاسکے۔ اس زمرہ کے %27.8 طلباء ان کی رائے سے متفق نہیں ہیں۔ اسی طرح روایتی اداروں سے فارغ التحصیل طلباء کی بھی ایک بڑی تعداد(%62) صرف تعلیم ہی کو جدیدیت کی سطح کا آلہ نہیں قرار دیتی جبکہ اسی طبقہ کی مختصر سی تعداد(%38) ایسا مانتی ہے۔

اگر ہم مختلف سماجی ومعاشی گروہوں کا مطالعہ کریں توکم وبیش اسی طرح کی رائے سامنے آتی ہے۔ ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کی ایک کثیر تعداد(%79.3)اس بات کو مانتی ہے کہ تعلیم جدیدیت کو متعین کرنے کی واحد آلہ نہیں ہے جبکہ اسی طبقہ کی ایک قلیل تعداد(%20.7) تعلیم کو واحد جز تصور کرتی ہے۔ سماجی ومعاشی سطح کے مماثل گروہوں میں تعلیم کو فرد کے جدیدیت کی سطح کے تعین کرنے کے متعلق ان کی رائے میں بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔

Item 6 :- لڑکی کی شادی کے بہ نسبت لڑکی کی تعلیم کو زیادہ اہمیت دینا جدید طرز عمل ہے۔

Table: 4.6 Variable-wise Responses to Item # 6

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	188	79	70.4	297.6
		Female عورت	128	22	85.3	14.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	63	09	87.5	12.5
		Conventional روایتی	253	92	73.3	26.7
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	114	21	84.4	15.6
		Average اوسط	101	40	71.6	28.4
		High اعلیٰ	41	100	70.9	29.1

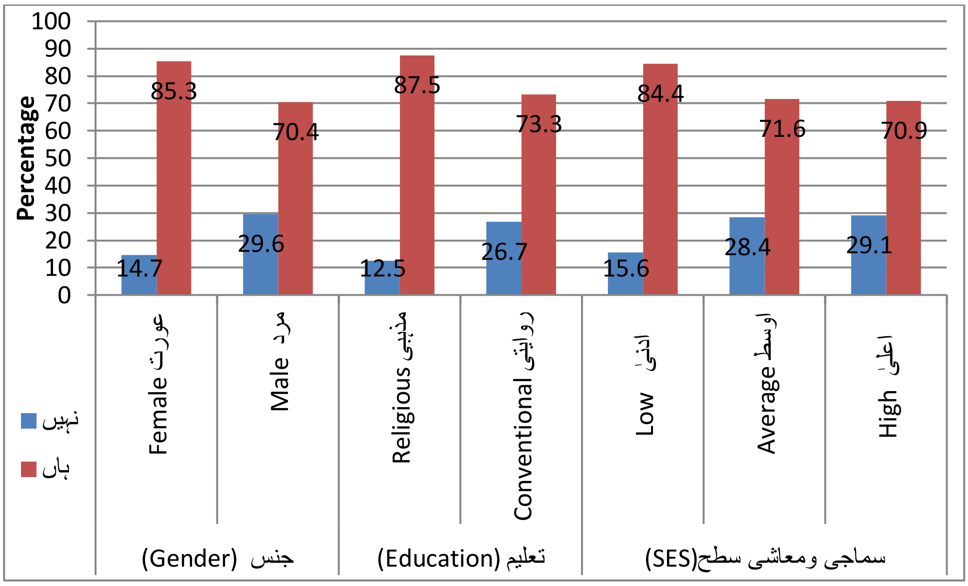

ترسیم 4.6 : ائٹم 6 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.6 سے یہ واضح ہے کہ ٪85.3 طالبات، ٪70.4 طلبہ لڑکی کی تعلیم کو اسکی شادی کے بہ نسبت اہمیت دینا زیادہ جدید طرز عمل سمجھتے ہیں جبکہ ٪14.7 طالبات اور ٪29.6 طلبہ ایسا نہیں سمجھتے۔ دونوں گروہوں کا تقابل کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر مردوں (طلبہ) کے بہ نسبت خواتین (طالبات) لڑکی کی تعلیم کو شادی کے مقابلے میں زیادہ اہم مانتی ہیں۔ اور ان دونوں گروہوں کا فرق ٪14.9 ہے۔

روایتی اداروں سے فارغ ہونے والے %73.3 طلباء لڑکی کی شادی کی بہ نسبت تعلیم کو اہمیت دینا جدید طرز عمل مانتے ہیں۔ اور %26.7 تعلیم کو شادی کے بہ نسبت زیادہ جدید طرز عمل نہیں مانتے جبکہ مذہبی اداروں سے فارغ التحصیل کی اکثریت(%87.5) لڑکی کی شادی کے بہ نسبت تعلیم کو اہم تصور کرتے ہیں جبکہ اسی زمرہ کے %12.5 ایسا نہیں مانتے۔اعلیٰ اور ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے بالترتیب %70.9 اور %71.6 طلباء شادی کے بہ نسبت لڑکی کی تعلیم کو جدید طرز عمل مانتے ہیں اور یہ تصور ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے افراد کے پاس اور زیادہ(%84.4) ہے۔ لڑکی کی شادی کے بہ نسبت تعلیم کو زیادہ جدید نہ ماننے والوں کی فیصد اعلیٰ طبقہ کی %29.1، متوسط طبقہ کی %28.4 اور ادنیٰ سطح کی %15.6 ہے۔

عمومی طور پر تمام گروہوں (جنسی، مختلف تعلیمی پس منظر، مختلف سماجی ومعاشی سطح)لڑکی کی تعلیم کے حق میں ہے۔ وہ لڑکی کی تعلیم کو شادی کے بہ نسبت زیادہ جدید طرز عمل تصور کرتے ہیں۔

Item 7 :- جدید لوگ لبرل رویوں کے مالک ہوتے ہیں۔

Table: 4.7 Variable-wise Responses to Item # 7

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	103	164	61.4	38.6
		Female عورت	107	43	71.3	28.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	42	30	58.3	41.7
		Conventional روایتی	229	116	66.4	33.6
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	71	64	52.6	47.4
		Average اوسط	90	51	63.8	36.2
		High اعلیٰ	110	31	78	22

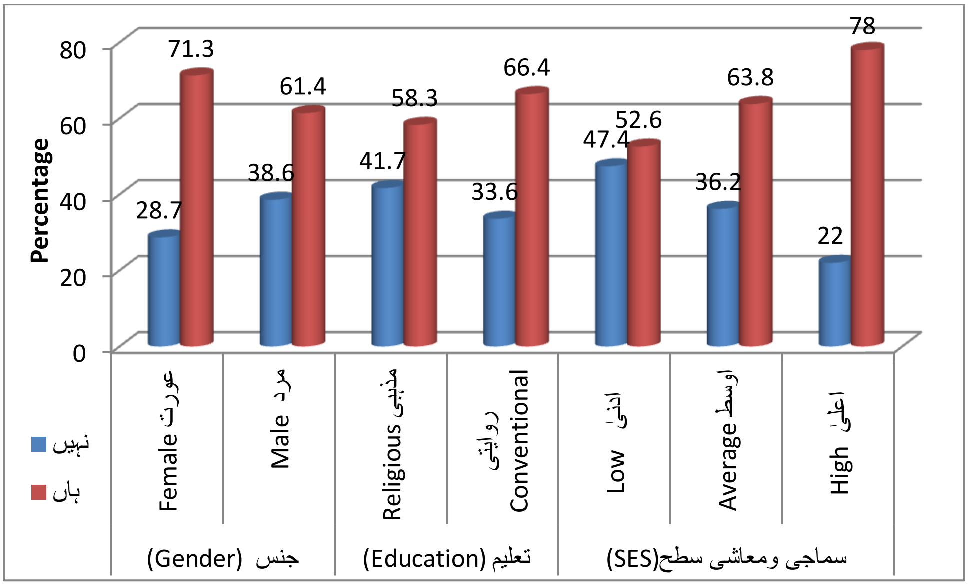

ترسیم 4.7 : ائٹم 7 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.7 سے یہ عیاں ہے کہ 61.4٪ طلبہ جدید لوگوں کو لبرل رویوں کے مالک تصور کرتے ہیں جبکہ 38.6٪ طلبہ ایسا تصور نہیں کرتے۔ اسی طرح 71.3٪ طالبات یہ خیال کرتی ہیں کہ جدید لوگ لبرل رویے اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں جبکہ 28.7٪ ایسا خیال نہیں کرتے ہیں۔ اس طرح دونوں گروہوں کی اکثریت (65.3٪) اسی بات کو مانتی ہے کہ جدید لوگ لبرل رویوں کے مالک ہوتے ہیں۔

روایتی اداروں سے تعلیم حاصل کئے ہوئے 66.4٪ طلباء یہ تصور کرتے ہیں کہ جدید لوگ لبرل رویوں کو اپنائے ہوئے ہوتے ہیں اور انھیں اداروں کے فارغ التحصیل 33.6٪ ایسا نہیں تصور کرتے۔ اور یہ بات مذہبی اداروں کے تعلیم یافتہ کے لئے بھی درست ہے۔ وہ (58.3٪) بھی یہ مانتے ہیں کہ جدید لوگ لبرل رویوں کو اختیار کئے ہوتے ہیں اور ایک کم مقدار (41.7٪) ایسا نہیں مانتے ہیں۔

ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے 52.6٪ طلباء، اوسط سماجی ومعاشی سطح کے 63.8٪ طلباء یہ مانتے ہیں کہ جدید لوگ لبرل رویے اختیار کئے ہوتے ہیں۔ جبکہ انھیں طبقوں کے 47.4٪، 36.2٪ بالترتیب ادنیٰ اور اوسط طبقے کے

طلباء ایسا نہیں مانتے جبکہ یہ فرق اعلیٰ معاشی سطح کے طلباء میں مزید واضح ہے۔اس طبقہ کے 78٪ طلباء جدید لوگوں کے لبرل رویے رکھنے کی حمایت کرتے ہیں۔اس طبقہ کی ایک مختصر یا قلیل تعداد (22٪)اس پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔مجموعی طور پر تینوں قسم کے گروہوں کی اکثریت جدید فرد کو لبرل رویوں کا حامل تصور کرتے ہیں۔

Item 8 :- جینس پہننا جدیدیت کی ایک علامت ہے۔

Table: 4.8 Variable-wise Responses to Item # 8

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	157	110	58.8	41.2
		Female عورت	98	52	65.3	34.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	41	31	56.9	43.1
		Conventional روایتی	214	131	62	38
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	92	43	68.1	31.9
		Average اوسط	71	70	50.4	49.6
		High اعلیٰ	92	49	65.2	34.8

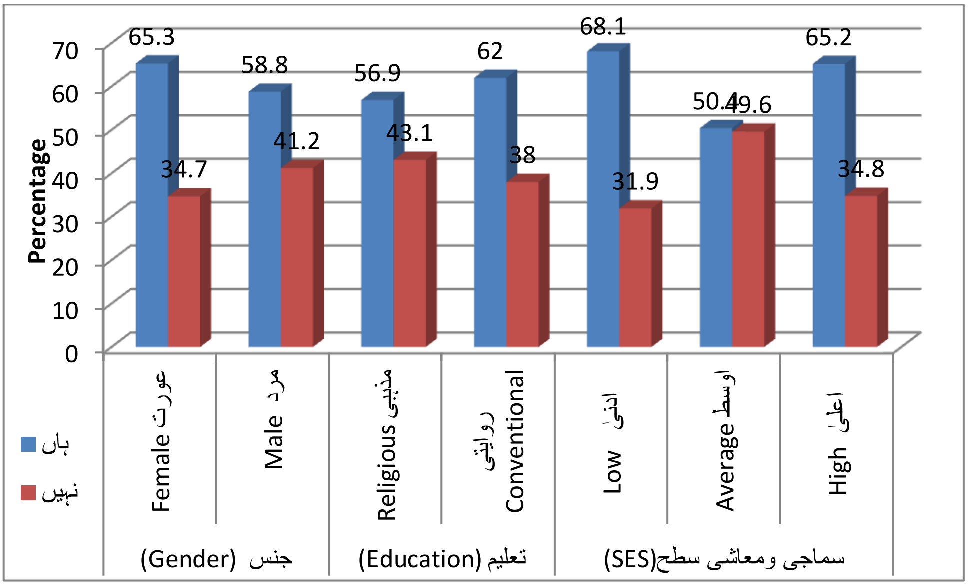

ترسیم 4.8: ائٹم 8 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.8 سے یہ پتہ چلتا ہے کہ 65.3٪ طالبات جینس پہننا جدیدیت کی علامت محسوس کرتی ہیں جبکہ 34.7٪ طالبات ایسا محسوس نہیں کرتی۔ 58.8٪ طلبہ جینس پہننا جدیدیت محسوس کرتے ہیں اور 41.2٪ طلبہ ایسا محسوس نہیں کرتے۔ مجموعی طور پر دونوں فریق یعنی طلبہ وطالبات جینس پہننے کے عمل کو جدیدیت کی علامت محسوس کرتے ہیں۔

56.9٪ مذہبی اداروں سے فارغ ہونے والے طلباء جینس پہننے کے عمل کو جدیدیت کی علامت محسوس کر تے ہیں جبکہ 43.1٪ طلباء ایسا محسوس نہیں کرتے۔ اسی طرح روایتی مدارس سے فارغ ہونے والے 62٪ طلباء اس امر کو جدیدیت کی علامت محسوس کرتے ہیں لیکن 38٪ طلباء یہ نہیں مانتے۔ مجملہ دونوں گروہ کی اکثریت جینس پہننے کو جدیدیت کی علامت تصور کرتی ہیں۔

اعلیٰ اور ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے طلباء بالترتیب 65.2٪ اور 68.1٪ جینس پہننے کو جدیدیت کی علامت سمجھتے ہیں جبکہ 34.8٪ اور 31.9٪ انھیں گروہوں کے طلباء ایسا نہیں سمجھتے۔ جب اوسط سماجی ومعاشی سطح کی طرف ہم نظر دوڑائیں تو یہ بات ان گروہ میں اتنی واضح نہیں ہے۔ جینس پہننے کو جدیدیت کی علامت سمجھنے والے 50.4٪ اور نہ سمجھنے والے 49.6٪ میں بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمام گروہوں کے لوگوں کی اکثریت جینس پہننے کے فعل کو جدید تصور کرتے ہیں لیکن حقیقتاً جدیدیت کا تعلق ظاہری لباس، صورت وشکل سے نہیں ہے۔

Item 9 :- بالغ اولاد کے معاملات میں والدین کی مداخلت کو جدیدیت روکتی ہے۔

Table: 4.9 Variable-wise Responses to Item # 9

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	121	146	45.3	54.7
		Female عورت	78	72	52	48
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	51	21	70.8	29.2
		Conventional روایتی	148	197	42.9	57.1
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	53	82	39.3	60.7
		Average اوسط	61	80	43.3	56.7
		High اعلیٰ	85	56	60.3	39.7

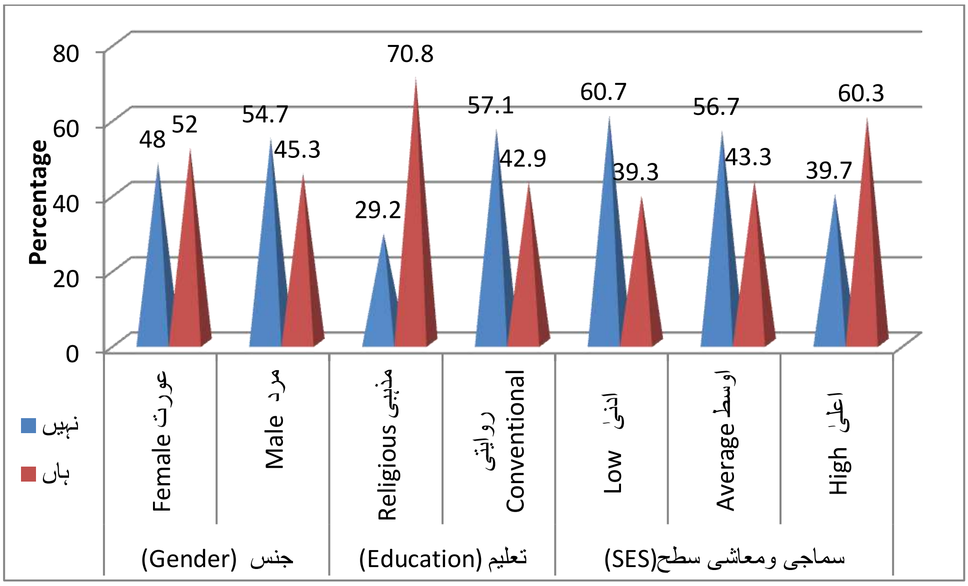

ترسیم 4.9 : ائٹم 9 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.9 اور گراف سے یہ واضح ہے کہ 48% طالبات یہ نہیں مانتے کہ جدید والدین اپنے بالغ اولاد کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتے جبکہ 52% طالبات اس کی تائید میں ہے کہ جدیدیت بالغ اولاد کے معاملات میں ان کے والدین کی مداخلت کو محدود کرتی ہے۔ طالبات کے بالمقابل ان کے فریق یعنی طلبہ کے خیالات ان سے مختلف ہیں ان کی اکثریت یعنی 54.7% طلبہ یہ ماننے سے قاصر ہیں کہ جدیدیت بالغ اولاد کے معاملے میں مداخلت

کرنے سے ان کے والدین کو روکتی ہے، جبکہ 45.3٪ طلبہ ایسا خیال کرتے ہیں۔ دونوں گروہوں کے تقابل سے ہمیں یہ دلچسپ اور تعجب کن نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی کہ طالبات کی اکثریت اپنے نجی معاملات وغیرہ میں اپنے والدین کی مداخلت کو پسند نہیں کرتے ہیں، جبکہ طلبہ کی اکثریت والدین کے فیصلہ پر منحصر ہونایاان کے فیصلہ کواہمیت دیناپسند کرتے ہیں۔

یہی کیفیت مذہبی اداروں اور روایتی اداروں سے فارغین کی ہے۔ مذہبی اداروں سے فارغ ہونے والوں کی اکثریت (70.8٪) یہ تصور کرتی ہے کہ جدیدیت، بالغ اولاد کے معاملے میں دخل دینے سے والدین کو روکتی ہے جبکہ اسی جماعت کے 29.2٪ طلباء ایسا نہیں سوچتے ہیں۔ ان کے ہم منصبوں کے خیالات ان سے کچھ مختلف ہیں یعنی روایتی اداروں سے فارغ التحصیل کی اکثریت (57.1٪) یہ نہیں مانتی کہ جدیدیت والدین کی مداخلت کو بالغ اولاد کے معاملہ میں روکتی ہے جبکہ 42.9٪ لوگ ایسا مانتے ہیں۔

اعلیٰ سماجی و معاشی سطح کے 60.3٪ لوگ یہ تصور کرتے ہیں کہ جدیدیت بالغ اولاد کے معاملے میں مداخلت سے والدین کو روکتی ہے۔ ادنیٰ اور اوسط سطحوں کے طلباء کی اکثریت بالترتیب 60.7٪ اور 56.7٪ یہ نہیں مانتے۔ بہ الفاظ دیگر اعلیٰ سماجی و معاشی سطح کی اکثریت اپنے معاملات میں والدین کی مداخلت پسند نہیں کرتے ہیں جبکہ اوسط اور ادنیٰ سطح کے لوگ بڑے ہونے کے باوجود اپنے والدین کے فیصلہ پر منحصر ہونا یا اہمیت دیناپسند کرتے ہیں۔

Item 10 :- پردہ کا نظام جدیدیت کے عمل میں ایک رُکاوٹ ہے۔

Table: 4.10 Variable-wise Responses to Item # 10

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	103	164	38.6	61.4
		Female عورت	28	122	18.7	81.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	42	30	58.3	41.7
		Conventional روایتی	89	256	25.8	74.2
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	62	73	45.9	54.1
		Average اوسط	42	99	29.8	70.2
		High اعلیٰ	27	114	19.1	80.9

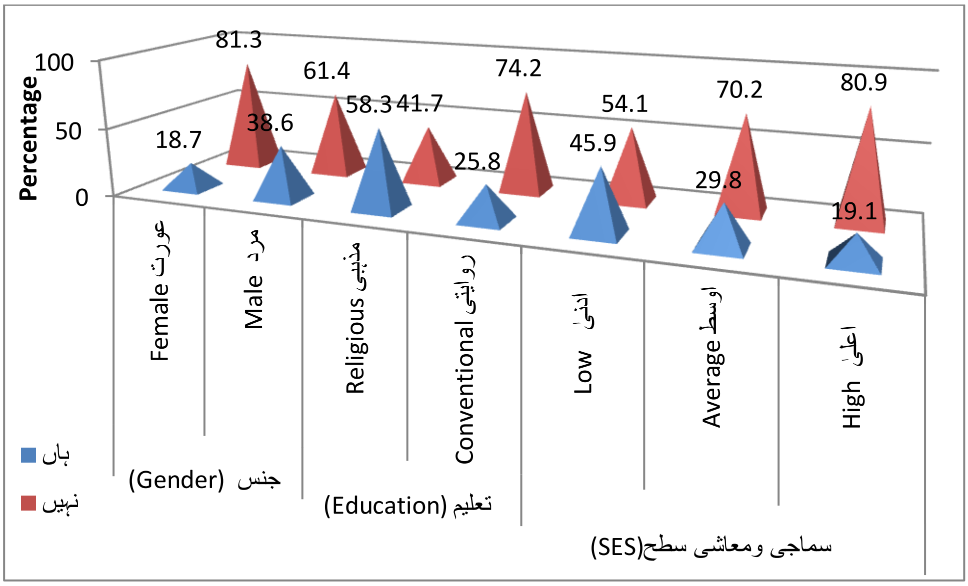

ترسیم 4.10: ائٹم 10 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.10 سے یہ واضح ہے کہ 81.3٪ طالبات اور 61.4٪ طلباء پردے کے نظام کو جدیدیت کے عمل کے لئے رُکاوٹ تصور نہیں کرتے ہیں جبکہ 18.7٪ طالبات پردہ کو جدیدیت کے عمل میں حائل خیال کرتی ہیں۔ روایتی اداروں سے فارغ ہونے والے 74.2٪ طلباء مانتے ہیں کہ پردہ کا نظام جدیدیت کے عمل میں رُکاوٹ

نہیں ہے جب ہم ان کے ہم منصب یعنی مذہبی اداروں سے فارغ ہونے والوں کی رائے کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ 58.3٪ پردہ کو جدیدیت کے عمل میں رُکاوٹ خیال کرتے ہیں۔

ادنیٰ سماجی و معاشی سطح کے 54.1٪ طلباء پردہ کو جدیدیت کے عمل میں رکاوٹ نہیں مانتے اور لگ بھگ اسی طرح کے شماریاتی عدد اوسط اور اعلیٰ کے طبقوں کا جس کی فیصد بالترتیب 70.2٪ اور 80.9٪ ہے۔

Item 11 :- ایک متوسط طبقے کے فرد کو جدیدیت کا حامل نہیں قرار دیا جا سکتا۔

Table: 4.11 Variable-wise Responses to Item # 11

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	125	142	46.8	53.2
		Female عورت	60	90	40	60
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	60	12	83.3	16.7
		Conventional روایتی	125	220	36.2	63.8
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	52	83	38.5	61.5
		Average اوسط	93	48	66	34
		High اعلیٰ	40	101	28.4	71.6

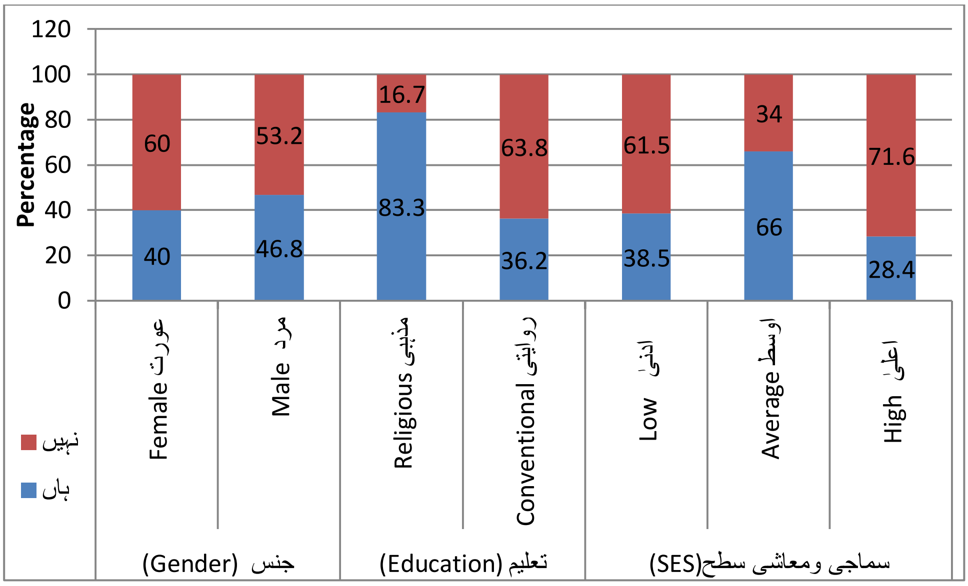

ترسیم 4.11: ائٹم 11 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.11سے یہ واضح ہے کہ خود متوسط طبقے کے لوگ(66٪) اپنے آپ کو جدیدیت کا حامل نہیں تصور کرتے جبکہ ان کے دوسرے فریق یعنی اعلیٰ اور ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح سے تعلق رکھنے والے لوگ جن کا فیصد بالترتیب 71.6٪اور61.5٪ہے کہ متوسط طبقے کے لوگ بھی جدید ہوتے ہیں۔ متوسط طبقہ کی مختصر آبادی(34٪)خود کو جدید تصور کرتی ہے۔

اسی طرح مذہبی اداروں سے فارغ التحصیل طلباء(83.3٪) بھی متوسط طبقے کے لوگوں کو جدید خیال نہیں کرتے جبکہ روایتی اداروں سے فارغ زیادہ تر لوگ(63.8٪)متوسط طبقے کے افراد کو بھی جدید ہوسکنے پر یقین رکھتے ہیں۔اس طرح یہ دونوں فریق متوسط طبقہ کے جدید ہونے پر اختلاف رائے رکھتے ہیں۔

یہ کیفیت جنسی اعتبار سے اتنی زیادہ نہیں ہے60٪طالبات متوسط یااوسط سماجی طبقے کے لوگوں کو جدید تصور کرتی ہیں اسی طرح طلبہ کی جماعت کا ایک بڑا حصہ(53.2٪)متوسط طبقے کے لوگوں کو جدید مانتے ہیں۔اس طرح سے متوسط طبقے کے جدید ہونے کے حوالے سے جنسی اعتبار سے کوئی اختلاف رائے نہیں ہے لیکن تعلیمی پس منظر اور سماجی ومعاشی سطحوں کے اعتبار سے رائے میں اختلافات ہیں۔

Item 12 :- مرد یا عورت جو ازدواجی زندگی میں یقین نہیں رکھتے جدید ہوتے ہیں۔

Table: 4.12 Variable-wise Responses to Item # 12

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	120	147	44.9	55.1
		Female عورت	21	129	14	86
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	51	21	70.8	29.2
		Conventional روایتی	90	255	26.1	73.9
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	45	90	33.3	66.7
		Average اوسط	73	68	51.8	48.2
		High اعلیٰ	23	118	16.3	83.7

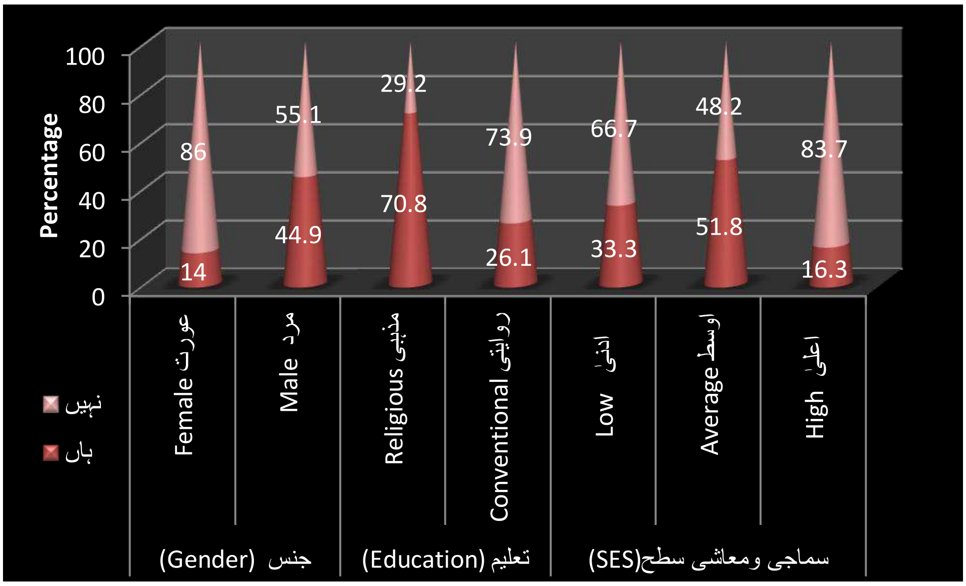

ترسیم 4.12 : آئٹم 12 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.12 سے یہ واضح ہے کہ 14٪ طالبات یہ مانتی ہے کہ ازدواجی زندگی میں یقین نہ رکھنے والے جدید ہوتے ہیں۔ جبکہ 86٪ طالبات اس بات کو نہیں مانتی۔ دوسری طرف 44.9٪ طلبہ یہ مانتے ہیں کہ مرد یا عورت جو ازدواجی زندگی میں یقین نہیں رکھتے وہ جدید ہوتے ہیں لیکن زیادہ تر (55.1٪) طلبہ ایسا نہیں مانتے۔

مذہبی اداروں سے فارغ التحصیل (70.8٪) یہ تصور کرتے ہیں کہ مرد یا عورت جو ازدواجی زندگی میں یقین نہیں رکھتے ہوں جدید ہوتے ہیں۔ شاید ان کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ جدید ہوتے ہیں وہ ازدواجی زندگی میں یقین نہیں رکھتے۔ جبکہ روایتی اداروں سے فارغ ہونے والوں کی اکثریت (73.9٪) ایسا نہیں مانتی ہیں۔

ادنیٰ اور اعلیٰ سماجی و معاشی سطح کے بالترتیب 33.3٪ اور 16.3٪ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مرد یا عورت جو ازدواجی زندگی میں یقین نہیں کرتے وہ جدید ہوتے ہیں۔ جبکہ اس طبقہ کی اکثریت (66.7٪) اور اعلیٰ طبقہ کی

اکثریت(83.7٪) ایسا خیال نہیں رکھتی۔ مگر یہ بات اوسط طبقہ کے زیادہ تر افراد(51.8٪) کے پاس صحیح ہے، وہ یہ مانتے ہیں کہ ازدواجی زندگی میں یقین نہ رکھنے والے جدید ہوتے ہیں۔

Item 13 :- ڈیٹنگ جدیدیت کی ایک علامت ہے۔

Table: 4.13 Variable-wise Responses to Item # 13

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	163	104	61	39
		Female عورت	109	41	72.7	27.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	72	0	100	0
		Conventional روایتی	200	145	58	42
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	104	31	77	23
		Average اوسط	94	47	66.7	33.3
		High اعلیٰ	74	67	52.5	47.5

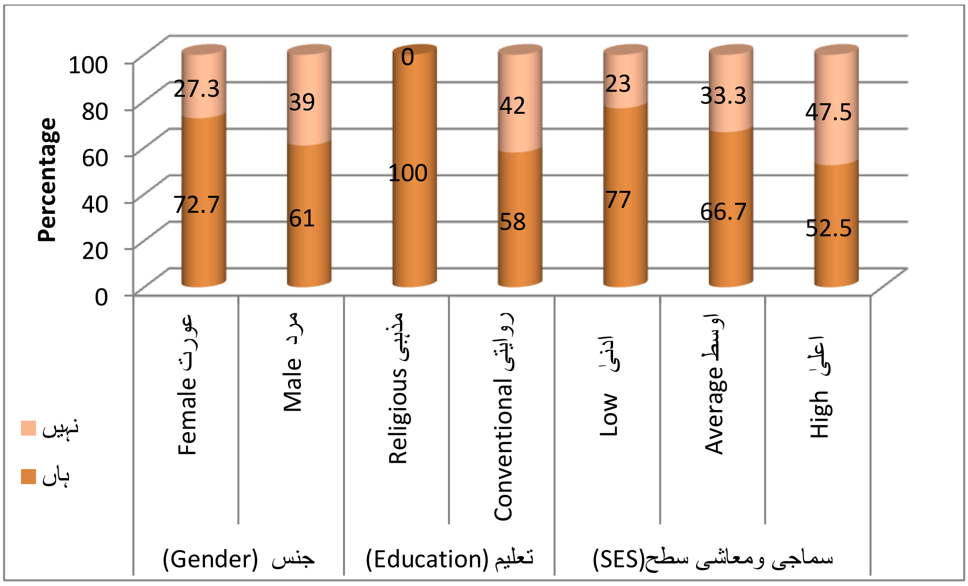

ترسیم 4.13: ائٹم 13 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.13سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سبھی زمروں کی اکثریت ڈیٹنگ کو جدیدیت کی علامت تصور کرتی ہے۔اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بی ایڈ سطح کے طلبہ وطالبات چاہے وہ کسی بھی سماجی ومعاشی سطح کے ہو یاکسی بھی قسم کے ادارے سے فارغ،ان کی اکثریت جدیدیت اور مغربیت میں کوئی قابل لحاظ فرق نہیں کرتی ہیں۔ وہ مغربیت اور جدیدیت میں کئی بار یکسانیت خیال کر تے ہیں۔جس کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں٪72.7طالبات اور ٪61طلبہ ڈیٹنگ کو جدید فعل یا جدیدیت کی علامت سمجھتے ہیں۔روایتی اداورں سے فارغ ٪58طلباء ڈیٹنگ کو جدیدیت کی علامت خیال کرتے ہیں اور مذہبی اداروں سے فارغ مجموعی طور پر اس امر کو جدیدیت کی ایک نشانی سمجھ کر جدیدیت کو مغربیت سے جوڑ دیتے ہیں۔

اعلیٰ ،اوسط اور ادنیٰ تینوں سماجی ومعاشی سطح کے گروہوں کی اکثریت ترتیب وار٪52.5، ٪66.7 اور٪77ڈیٹنگ کو جدیدیت کی علامت مانتے ہیں۔

Item 14 :- مذہب،جدیدیت کے راستہ میں رُکاوٹ ہے۔

Table: 4.14 Variable-wise Responses to Item # 14

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	96	171	36	64
		Female عورت	41	109	27.3	72.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	33	39	45.8	54.2
		Conventional روایتی	45.8	54.2	30.1	69.9
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	55	80	40.7	59.3
		Average اوسط	33	108	23.4	76.6
		High اعلیٰ	49	92	34.8	65.2

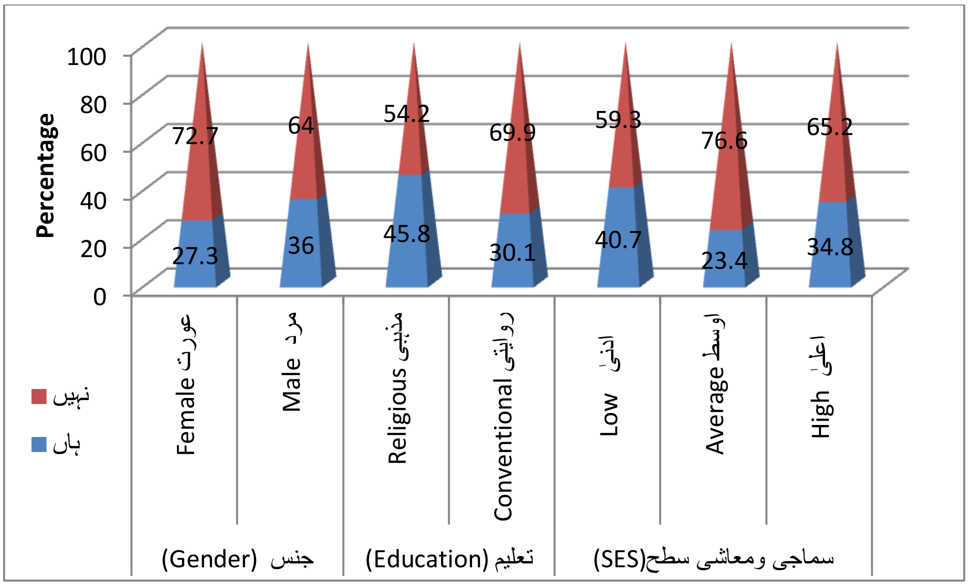

ترسیم 4.14 : ائٹم 14 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.14سے یہ واضح ہے کہ 72.7٪طالبات اور 64٪طلبہ مذہب کو جدیدیت کے راستہ میں رکاوٹ خیال نہیں کرتے جبکہ 27.3٪طالبات اور 36٪طلبہ مذہب کو جدیدیت کے راستہ کا رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔اسی طرح روایتی اداروں سے پڑھنے والے 69.9٪اور مذہبی اداروں سے پڑھنے والے 54.2٪مذہب کو جدیدیت کے راستہ میں حائل نہیں مانتے۔جبکہ اسی زمرہ کے 45.8٪مذہبی اداوں سے فارغ اور 30.1٪روایتی اداروں سے فارغ طلباء ایسا مانتے ہیں۔اسی طرح 34.8٪اعلیٰ، 23.4٪اوسط اور 40.7٪ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے طلباء مذہب کو جدیدیت کے راستہ کا رکاوٹ خیال کرتے ہیں جبکہ بقیہ ایسا نہیں خیال کرتے۔

Item 15 :- جدیدیت سے مراد زندگی کے مختلف شعبوں میں جدید تکنالوجی کا استعمال ہے۔

Table: 4.15 Variable-wise Responses to Item # 15

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	234	33	87.6	12.4
		Female عورت	110	40	73.3	26.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	61	11	84.7	15.3
		Conventional روایتی	283	62	82	18
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	114	21	84.4	15.6
		Average اوسط	34	107	75.9	24.1
		High اعلیٰ	122	19	86.5	13.5

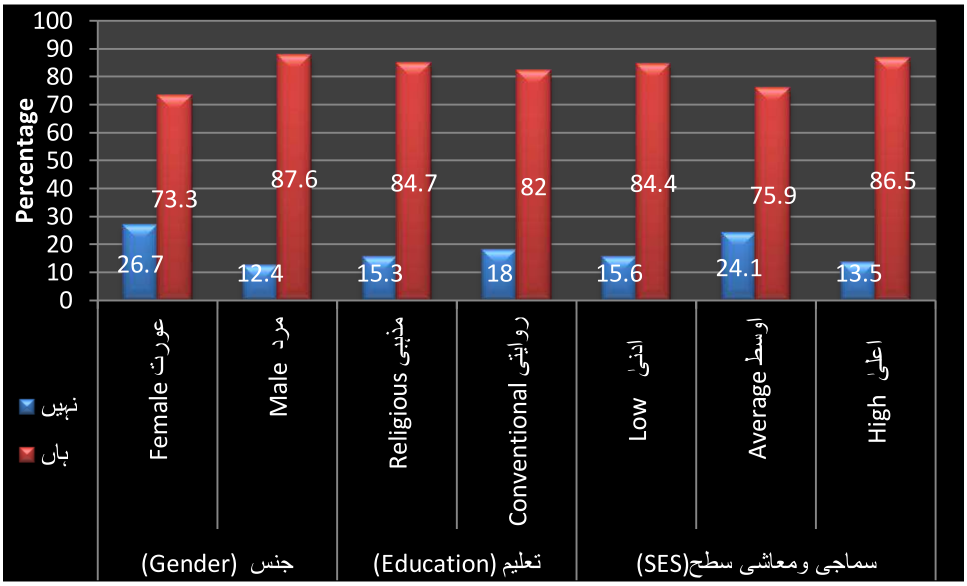

ترسیم 4.15: ائٹم 15 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.15 سے یہ واضح ہے کہ 73.3٪ طالبات یہ مانتی ہیں کہ جدیدیت سے مراد زندگی کے مختلف شعبوں میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال ہے۔ جبکہ 26.7٪ طالبات یہ نہیں مانتی اور 87.6٪ طلبہ زندگی کے مختلف شعبوں میں جدید تکنالوجی کے استعمال کو جدیدیت کے مترادف مانتے ہیں جبکہ 12.4٪ طلبہ کی جماعت ایسا نہیں مانتی ہیں۔

84.7٪ مذہبی اداروں سے فارغ طلباء بھی جدیدیت سے مرادزندگی کے مختلف گوشوں میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرنا ہے خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح کہ خیالات روایتی اداروں سے فارغ 82٪ طلباء کے ہیں۔ جبکہ ان دونوں گروہوں سے یعنی مذہبی اداروں اور روایتی اداروں سے فارغ ہونے والوں میں سے بالترتیب 15.3٪ اور 18٪ طلباء یہ خیال نہیں کرتے ہیں۔

ادنیٰ، اوسط اور اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے طلباء ترتیب وار 84.4٪، 75.9٪ اور 86.5٪ یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت سے مرادزندگی کے مختلف شعبوں میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرنا ہے۔ مجموعی طور پر ہر قسم کے طلباء کی اکثریت جدید ٹکنالوجی کا زندگی کے مختلف شعبوں میں استعمال کرنا ایک جدید عمل تصور کرتے ہیں۔

Item16 :- ایک عورت کے لئے نوکری کرنے سے مرادزندگی بگاڑلینا ہے۔

Table: 4.16 Variable-wise Responses to Item # 16

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	53	214	19.9	80.1
		Female عورت	10	140	6.7	93.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	59	13	81.9	18.1
		Conventional روایتی	63	282	18.3	81.7
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	19	116	14.1	85.9
		Average اوسط	29	112	79.4	20.6
		High اعلیٰ	10	131	7.1	92.9

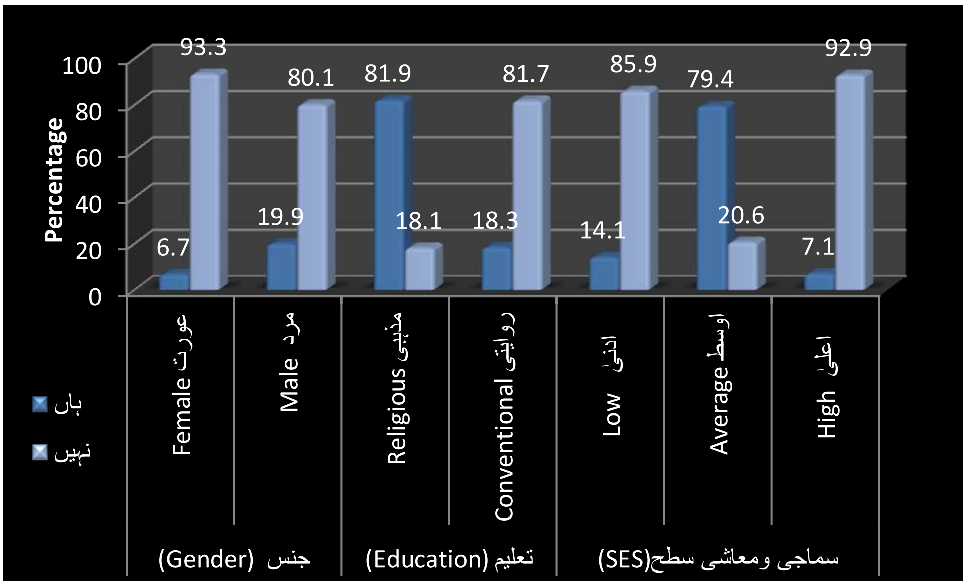

ترسیم 4.16: ائٹم 16 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.16 سے یہ واضح ہے کہ 93.3% خواتین (طالبات) یہ ماننے کو تیار نہیں ہے کہ عورت کے لئے نوکری کرنے سے مراد زندگی بگاڑلینا ہے۔ اسی طرح مرد (طلبہ) کی کثیر مقدار (80.1%) بھی خواتین کے اس بڑی جماعت کی تائید میں ہے کہ عورت کے لئے نوکری کرنے سے مراد زندگی بگاڑلینا نہیں ہے۔

81.7% روایتی اداروں سے فارغ طلباء بھی یہ نہیں مانتے کہ نوکری کرنے سے مراد عورت اپنی زندگی داو پر لگارہی ہے جبکہ ان کے ہم منصب یعنی مذہبی اداروں سے فارغ (81.9%) تصور کرتے ہیں کہ عورت نوکری کا بوجھ اٹھاکر اپنی زندگی ہلاکت میں ڈال رہی ہے۔ اسی گروہ کے کچھ افراد (18.1%) یہ مانتے ہیں کہ عورت کے نوکری کرنے سے اس کی زندگی نہیں بگڑتی ہے۔

اسی طرح ادنیٰ اور اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے ترتیب وار 85.9% اور 92.9% طلباء عورت کے نوکری کرنے کو زندگی بگاڑلینے مماثل نہیں سمجھتے۔ جبکہ اوسط طبقہ کی اکثریت یہ تصور کرتی ہے۔

Item 17 :- جدیدیت کے عمل میں طرز پوشاک اہم ہوتا ہے۔

Table: 4.17 Variable-wise Responses to Item # 17

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	133	134	49.8	50.2
		Female عورت	50	100	33.3	66.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	49	23	68.1	31.9
		Conventional روایتی	134	211	38.8	61.2
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	72	63	53.3	46.7
		Average اوسط	60	81	42.6	57.5
		High اعلیٰ	51	90	36.2	63.8

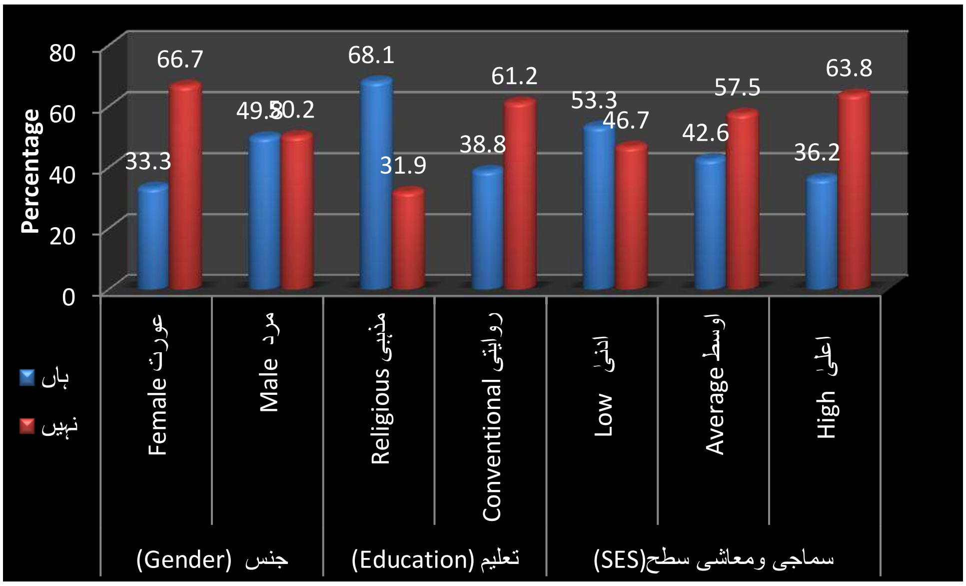

ترسیم 4.17 : ائٹم 17 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.17 سے یہ عیاں ہے کہ 33.3٪ طالبات جدیدیت کے عمل میں طرز پوشاک کو اہمیت دیتی ہیں اور طلبہ کی جماعت (49.8٪) بھی ان کی تائید میں ہے کہ جدید ہونے میں طرز پوشاک کا بھی اہم رول ہوتا ہے، جبکہ طلبہ وطالبات کی اکثریت یہ نہیں مانتے ہیں۔ مذہبی اداروں سے فارغ التحصیل کی اکثریت (68.1٪) یہ مانتے ہیں کہ طرز پوشاک جدیدیت کے عمل کا حصہ ہے۔ اور ان کے فریق کی جماعت کے لئے یہ اہم نہیں ہے۔ یعنی

روایتی اداروں سے فارغ (61.2٪) جدیدیت کے عمل میں طرز پوشاک کو اہم نہیں مانتے۔اوسط اور اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کہ بالترتیب 57.5٪ اور 63.8٪ طلباء یہ نہیں مانتے کہ طرز پوشاک کی جدیدیت کے عمل میں کوئی دخل ہے جبکہ ادنیٰ سطح کے طلباء(53.3٪) یہ مانتے ہیں کہ طرز پوشاک کو جدیدیت کے عمل میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

Item 18 :- لڑکے اور لڑکیوں کو شادی کے لئے زندگی کے ساتھی کے انتخاب میں آزادی ہونی چاہیے۔

Table: 4.18 Variable-wise Responses to Item # 18

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	213	54	79.8	20.2
		Female عورت	108	42	72	28
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	04	68	94.4	5.6
		Conventional روایتی	249	96	72.2	27.8
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	102	33	75.6	24.4
		Average اوسط	119	22	84.4	15.6
		High اعلیٰ	100	41	70.9	29.1

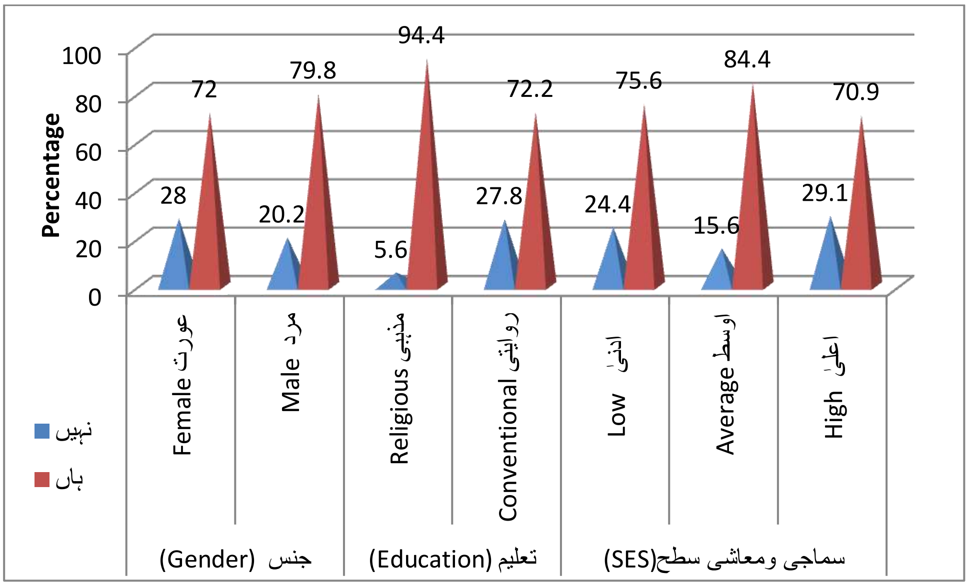

ترسیم 4.18 : ائٹم 18 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.18 سے یہ بالکل شفاف طور پر نظر آرہا ہے کہ تقریباً تمام گروہ اس بات پر اکتفا کرتے ہیں کہ لڑکے اور لڑکیوں کو شادی کے لئے زندگی کے ساتھی کہ انتخاب میں آزادی ہونی چاہیئے۔تفصیلات کے مطابق طالبات میں سے 72٪ یہ چاہتی ہیں کہ وہ اپنی زندگی کے ہم سفر کا خود انتخاب کریں جبکہ 28٪ ان کے والدین پر یہ فیصلہ چھوڑتی ہیں۔ طلبہ کی اکثریت(79.8٪) بھی اپنی شریک حیات کو خود انتخاب کرنا پسند کرتے ہیں صرف 20.2٪ طلبہ خاص کر شادی کے معاملہ میں اپنے والدین کی رائے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔مذہبی اداروں سے فارغ طلباء کی کثیر تعداد(94.4٪)اپنے شریک حیات کو خود انتخاب کرنا چاہتے ہیں یہی کیفیت روایتی اداروں سے فارغ(72.2٪) طلباء کی بھی ہے۔ادنیٰ(75.6٪)،اوسط(84.4٪)اور اعلیٰ(70.9٪) تینوں سماجی و معاشی حیثیت رکھنے والے طلباء اپنی شادی کے لئے لڑکا یا لڑکی کے انتخاب کا اختیار اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔

Item 19 :- جنسی مساوات میں تیقن جدیدیت کی علامت ہے۔

Table: 4.19 Variable-wise Responses to Item # 19

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	204	63	76.4	23.6
		Female عورت	121	29	80.7	19.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	72	0	100	0
		Conventional روایتی	253	92	73.3	26.7
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	126	09	93.3	6.7
		Average اوسط	89	52	63.1	36.9
		High اعلیٰ	110	31	78	22

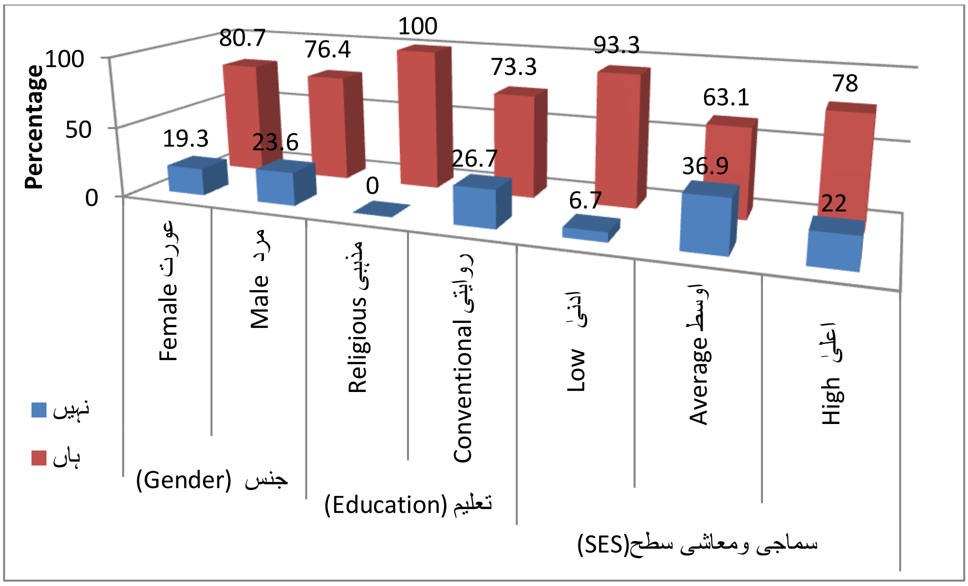

ترسیم 4.19 : آئٹم 19 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.19 سے یہ واضح ہے کہ تمام زمروں میں کچھ قلیل تعداد ہی یہ نہیں مانتی کہ جنسی مساوات میں تیقن جدیدیت کی علامت ہے۔ 80.7٪ طالبات اور 76.4٪ طلبہ جنسی مساوات میں تیقن جدیدیت کی علامت مانتے ہیں۔ اسی طرح روایتی اداروں سے فارغ ہونے والے 73.3٪ طلباء مذہبی اداروں سے فارغ تمام طلباء اس بات کو پختہ طور پر مانتے ہیں کہ جدیدیت جنسی مساوات میں تیقن دیتی ہے۔ 93.3٪ ادنیٰ، 63.1٪ اوسط اور 78٪ اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کہ طلباء یہ مانتے یا یقین کرتے ہیں کہ جنسی مساوات میں یقین رکھنا جدیدیت کی علامت ہے۔

تمباکو نوشی، شراب نوشی اور حد درجہ سنورنے کا رجحان فرد کو جدید بناتے ہیں۔ Item 20 :-

Table: 4.20 Variable-wise Responses to Item # 20

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	86	181	32.2	67.8
		Female عورت	31	119	20.7	79.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	32	40	44.4	55.6
		Conventional روایتی	85	260	24.6	75.4
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	45	90	33.3	66.7
		Average اوسط	51	90	36.2	63.8
		High اعلیٰ	21	120	14.9	85.1

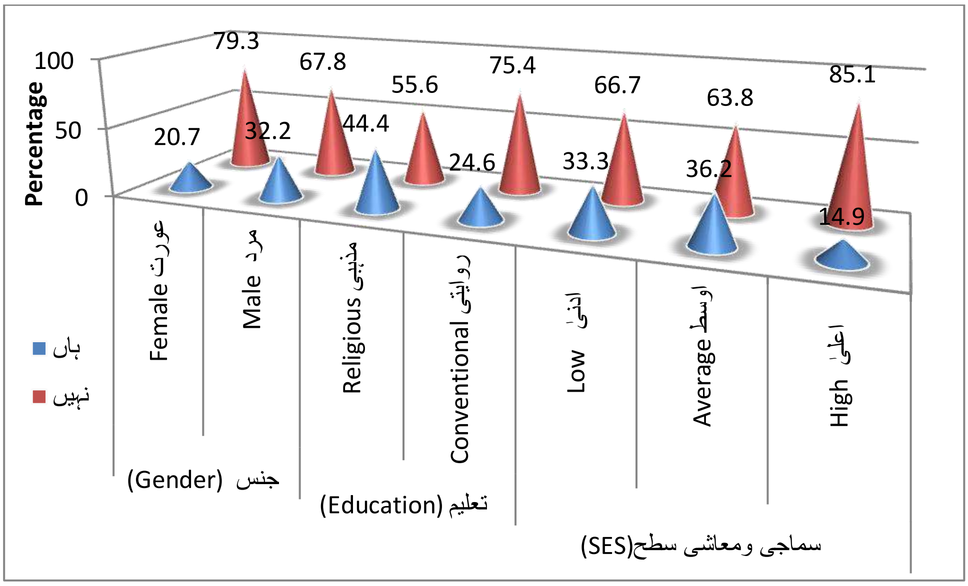

ترسیم 4.20 : آئٹم 20 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.20 سے یہ واضح ہے کہ طلباء کی اکثریت چاہے وہ سماجی ومعاشی سطح کے اعتبار سے ہو یا مختلف تعلیمی اداروں سے فراغت کے اعتبار سے یا جنسی اعتبار سے یہ مانتے ہیں کہ تمباکو نوشی، شراب نوشی اور حد درجہ سنورنے کا رجحان جیسی چیزوں سے کوئی بھی فرد جدید نہیں بنتا ہے۔ پس ان گروہوں کی قلیل مقدار ان رجحانات کو

جدیدیت کا نام دیتے ہیں۔تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ 20.7٪ طالبات، 32.2٪ طلبہ یہ مانتے ہیں کہ تمباکو نوشی، شراب نوشی اور حد درجہ سنورنے کا رجحان فرد کو جدید بناتے ہیں اسی طرح کے خیالات 24.6٪ روایتی اداروں سے فارغ طلباء اور 44.4٪ مذہبی اداروں سے فارغ طلباء کی ہیں وہ ان عادات والے افراد کو جدید تصور کرتے ہیں۔ ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کہ 33.3٪، اعلیٰ سطح کے 14.9٪ اور اوسط سطح کے 36.2٪ طلباء بھی ان عادات یا رجحانات کو جدیدیت کا نام دیتے ہیں۔ لیکن ان تینوں گروہوں کی اکثریت اسے نہیں مانتی ہیں۔

Item 21 :- جدیدیت، سیاست میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

Table: 4.21 Variable-wise Responses to Item # 21

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	218	49	81.6	18.4
		Female عورت	92	58	61.3	38.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	67	05	73.1	6.9
		Conventional روایتی	238	107	69	31
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	115	20	85.2	14.8
		Average اوسط	102	39	72.3	27.7
		High اعلیٰ	93	48	66	34

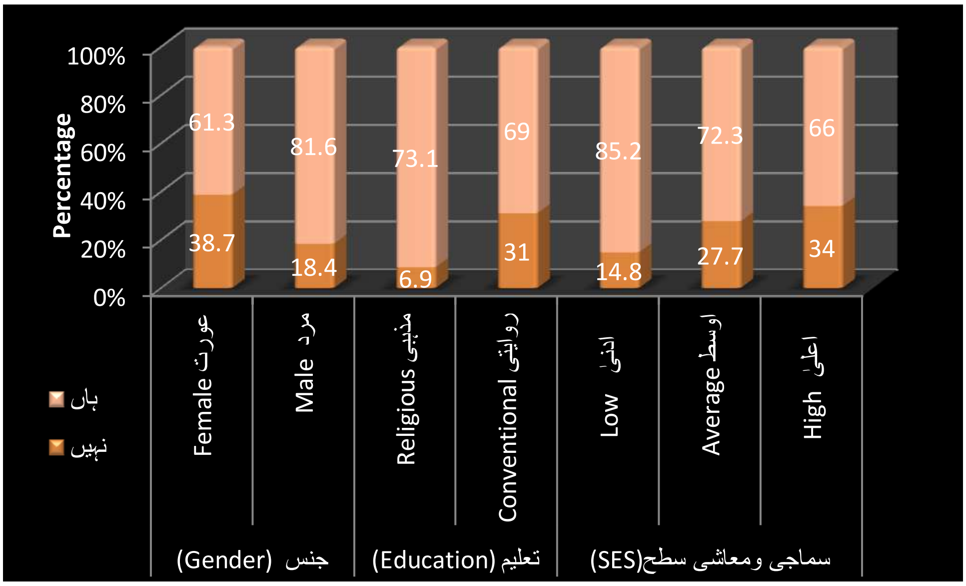

ترسیم 4.21 : ائٹم 21 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.21سے یہ معلوم ہو تا ہے کہ اعلیٰ،اوسط اور ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے ترتیب وار 66٪،

72.3٪اور85.2٪ طلباء یہ تصور کرتے ہیں کہ جدیدیت،سیاست میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

جبکہ اسی زمرہ کے34٪(اعلیٰ)،27.7٪(اوسط) اور14.8٪(ادنیٰ)کے طلباء ایسا نہیں مانتے ہیں۔اسی طرح روایتی

اداروں سے فارغین (69٪)ہو یا مذہبی اداروں سے فارغین(73.1٪)دونوں اس بات پر یقین کرتے ہیں کہ

جدیدیت،سیاست میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

اگر ہم خواتین(طالبات)وحضرات(طلبہ) کی رائے کا تقابل کریں تو اکثریت کی رائے جدیدیت،سیاست

میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے لیکن طالبات کے یہ تصورات کی فیصد طلبہ کی فیصد سے کسی قدر کم

ہے۔طالبات کی اکثریت یہ ماننے کے باوجود کے جدیدیت سیاست میں خواتین کی شراکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے

اس فیصلہ پر نہ اترنے والے یا اس بات کو نہ ماننے والے طالبات(38.7٪)کی رائے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔آخر

کیا وجہ ہے کہ خواتین خود اس بات کو ماننے سے انکار کررہی ہیں؟یہ سوال باقی رہ جاتا ہے۔

Item 22 :- تعلیم کے میدان میں تبدیلی جدیدیت کے عمل کا حصہ ہے۔

Table: 4.22 Variable-wise Responses to Item # 22

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	227	40	85	15
		Female عورت	138	12	92	08
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	63	09	87.5	12.5
		Conventional روایتی	302	43	87.5	12.5
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	123	12	91.1	8.9
		Average اوسط	101	40	71.6	28.4
		High اعلیٰ	141	0	100	0

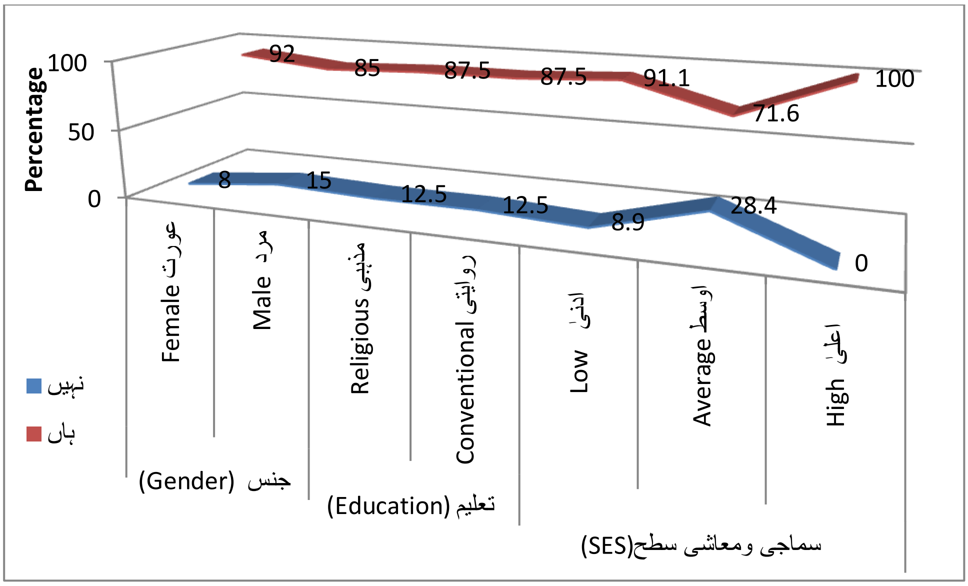

ترسیم 4.22 : ائٹم22کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.22سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عمومی طور پر تمام جواب دہندگان اس بات سے متفق ہیں کہ تعلیم میں ہونے والی تبدیلیاں جدیدیت کے عمل کا حصہ ہیں۔تفصیلات سے ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ 92٪طالبات اور85٪طلبہ یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت کے عمل کے دوران تعلیم کے میدان میں تبدیلی لازمی ہے۔اسی طرح مذہبی اداروں اور روایتی اداروں سے فارغ طلباء کی اکثریت بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہیں۔اور اس بات کی تصدیق اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے صد فیصد طلباء کرتے ہیں کہ تعلیم میں تبدیلی جدیدیت کے عمل کا لازمی حصہ ہے۔91.1٪ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے 71.6٪اوسط سماجی ومعاشی سطح کے طلباء بھی ان سے اتفاق رکھتے ہیں۔

Item 23 :- پیشہ وارانہ طور پر مَردوں کو خواتین کے تحت کام کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

Table: 4.23 Variable-wise Responses to Item # 23

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	219	48	82	18
		Female عورت	118	32	78.7	21.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	53	19	73.6	26.4
		Conventional روایتی	284	61	82.3	17.7
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	114	21	84.4	15.6
		Average اوسط	111	30	78.7	21.3
		High اعلیٰ	112	29	79.4	20.6

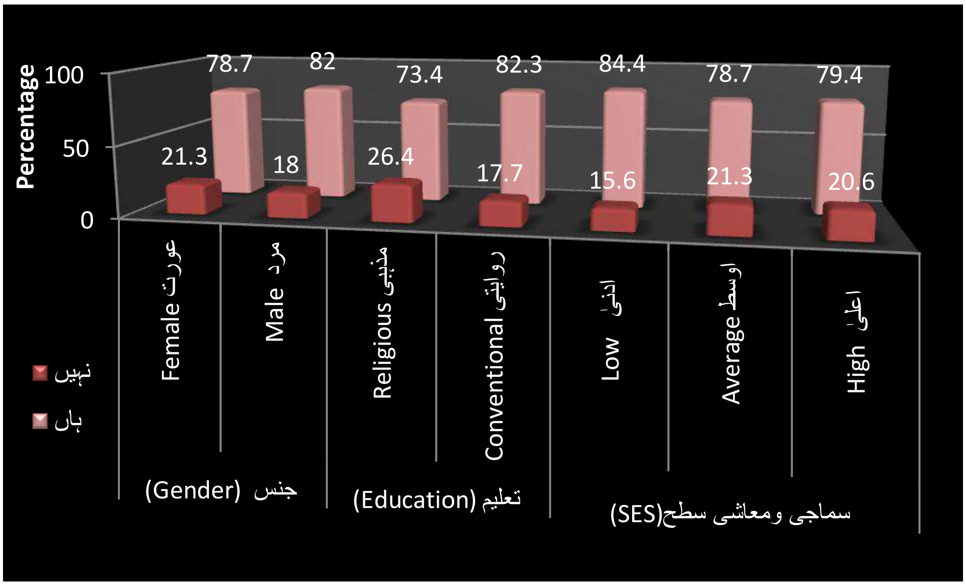

ترسیم 4.23 : ائٹم 23 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.23 سے یہ دلچسپ نتائج سامنے آتے ہیں کہ مردوں کی اکثریت (82٪) پیشہ وارانہ طور پر خواتین کے ماتحت کام کرنے سے انکار نہیں کرتی ہیں۔ ان کے برخلاف 21.3٪ طالبات (خواتین) مردوں کو اپنے ماتحت کام کروانا پسند نہیں کرتی۔ جبکہ 78.7٪ طالبات پیشہ میں مردوں کا ماتحت کام کرنا غلط تصور نہیں کرتی ہیں۔ مذہبی اداروں سے فارغ اور روایتی اداروں سے فارغ ترتیب وار 73.4٪ اور 82.3٪ طلباء پیشہ وارانہ طور پر خواتین

کے ماتحت کام کرنا معیوب نہیں سمجھتے لیکن قلیل مقدار اس بات کو صحیح نہیں مانتی۔جب ہم مختلف سماجی و معاشی سطح کے طلباء کا جائزہ پیشہ وارانہ طور پر مردوں کو خواتین کے ماتحت کام کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے کے حوالے سے تقابل کرتے ہیں تو وہاں پر بھی اسی طرح کے خیالات سامنے آتے ہیں۔ان تینوں گروہوں کی اکثریت اس بات سے منکر نہیں۔

Item 24 :- قدامت پسند خیالات میں تبدیلی اور روایتی معاشرے کی تنظیم نوجدیدیت کی نشانی ہے۔

Table: 4.24 Variable-wise Responses to Item # 24

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	194	73	72.7	27.3
		Female عورت	79	71	52.7	47.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	50	22	69.4	30.6
		Conventional روایتی	223	122	64.6	35.4
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	85	50	63	37
		Average اوسط	69	72	48.9	51.1
		High اعلیٰ	119	22	84.4	15.6

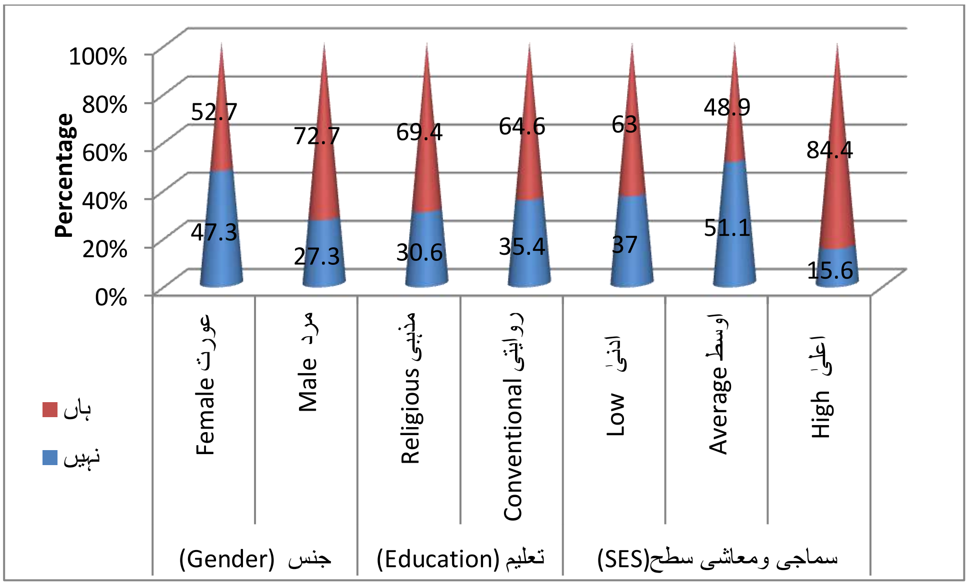

ترسیم 4.24 : ائٹم 24 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.24سے یہ بات بدیہی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ تقریباً سبھی فریقوں کی اکثریت(اوسط طبقہ کے علاوہ)یہ تسلیم کرتی ہے کہ قدامت پسند خیالات میں تبدیلی اور روایتی معاشرے کی تنظیم نو جدیدیت کی علامت ہے۔تفصیل سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ طالبات کی جماعت(52.7٪)اور طلبہ کی جماعت(72.7٪) قدامت پسند خیالات میں تبدیلی اور روایتی معاشرے کی تنظیم نو جدیدیت کے لئے ضروری ہے جبکہ 47.3٪طالبات اور27.3٪طلبہ ایسا محسوس نہیں کرتے۔مذہبی اداروں سے فراغت پانے والے(69.4٪)اور روایتی اداروں سے فارغ(64.6٪)طلباء یہ محسوس کرتے ہیں کہ جدیدیت کے عمل کے دوران قدامت پسند خیالات میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اور روایتی معاشرے کی تنظیم نو عمل میں آتی ہے۔مختلف سماجی ومعاشی سطح کے گروہوں کی اکثریت جیسا کہ ادنی سماجی ومعاشی سطح کے63٪اور اعلی سماجی ومعاشی سطح کے 84٪طلباء بھی اس بات سے متفق ہیں کہ جدیدیت کے عمل کا حصہ روایتی معاشرے کی تنظیم نو بھی ہے اور قدامت پسند خیالات کی تبدیلی بھی جبکہ اوسط طبقہ کی اکثریت(51.1٪)ان کی رائے سے متفق نہیں۔

Item 25 :- جدید تکنیکی ترقی ایک لعنت ہے۔

Table: 4.25 Variable-wise Responses to Item # 25

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	49	218	18.4	81.6
		Female عورت	23	127	15.3	84.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	09	63	12.5	87.5
		Conventional روایتی	63	282	18.3	81.7
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	11	124	8.1	91.9
		Average اوسط	42	98	29.8	70.2
		High اعلیٰ	20	121	14.2	85.8

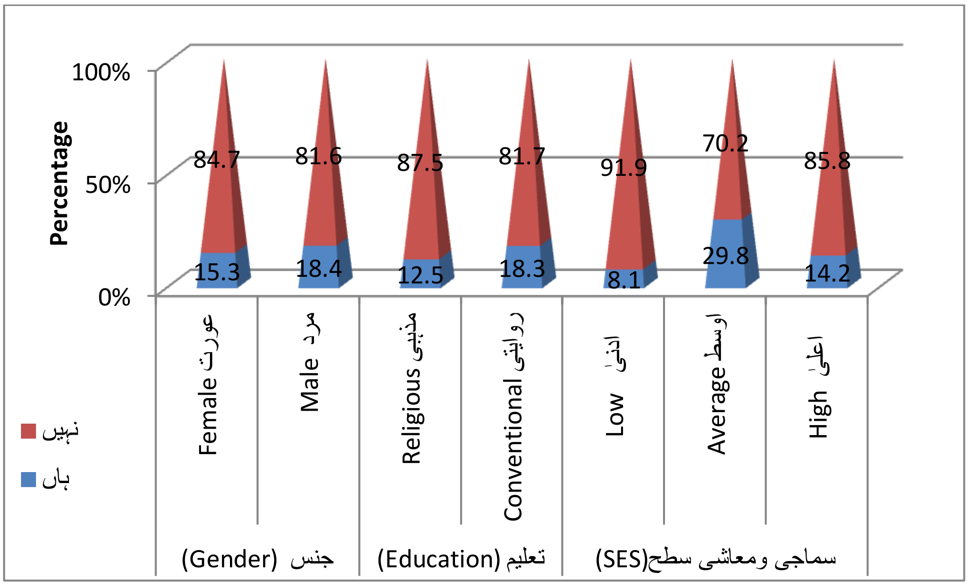

ترسیم 4.25: ائٹم 25 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.25 سے یہ واضح ہے کہ جدید تکنیکی ترقی کو لعنت سمجھنے والے نہ کے برابر ہیں۔ اس کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے کہ 84.7٪ طالبات اور 81.6٪ طلبہ جدید تکنیکی ترقی کو انعام سمجھتے ہیں جبکہ طالبات و طلبہ کی مختصر سی جماعت بالترتیب 15.3٪ اور 18.4٪ تکنیکی ترقی کو لعنت محسوس کرتی ہیں، خواہ اس کے پیچھے وجوہات جو بھی ہوں۔

مذہبی اداروں سے فارغ (87.5٪) اور رویتی اداروں سے فارغ (81.7٪) لوگ بھی جدید تکنیکی ترقی کو ایک تحفہ تصور کرتے ہیں۔ اسی طرح سماج کے مختلف طبقوں کے لوگ (طلباء) تکنیکی ترقی کو لعنت نہیں سمجھتے۔ ان کی نظر میں یہ کسی تحفہ سے کم نہیں۔ لیکن ان تینوں طبقوں کی قلیل تعداد ادنیٰ سطح سے 8.1٪، اوسط سطح سے 29.8٪ اور اعلیٰ سطح سے 14.2٪ اس کو لعنت خیال کرتے ہیں۔ لعنت تصور کرنے والوں میں سب سے زیادہ فیصد اوسط طبقہ کی ہے۔

Item 26 :- ایسافرد جو کسی بھی معاملہ میں رائے کی کثرت یا تنوع کی اجازت دیتا ہو، وہ جدیدیت یافتہ ہے۔

Table: 4.26 Variable-wise Responses to Item # 26

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	153	114	57.3	42.7
		Female عورت	79	71	52.7	47.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	52	20	72.2	27.8
		Conventional روایتی	180	165	52.2	47.8
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	104	31	77	23
		Average اوسط	77	64	54.6	45.4
		High اعلیٰ	51	90	36.2	63.8

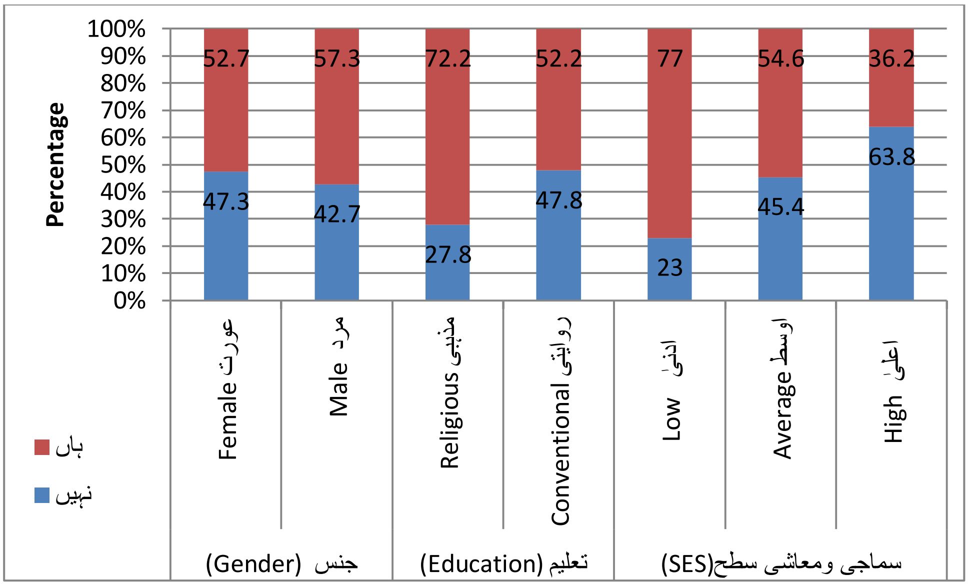

ترسیم 4.26 : ائٹم 26 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.26 سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ 52.7٪ طالبات اور 57.3٪ طلبہ رائے کی کثرت میں یقین رکھنا جدیت کے حامل فرد کی علامت تصور کرتے ہیں۔ لیکن 47.3٪ طالبات اور 42.7٪ طلبہ اس کو جدید امر محسوس نہیں کرتے۔ مذہبی اداروں سے فارغین کی اکثریت یہ مانتے ہیں کہ جدیت کے حامل افراد رائے کی کثرت میں تقین

رکھتے ہیں۔ اور ان کے مقابل ان کے ہم منصبوں کچھ کم تعداد (52.2%)اس بات کو مانتی ہے۔ لیکن 47.8%روایتی اداروں سے فارغین اس بات کو نہیں مانتے۔

سماجی و معاشی سطح کے اعتبار سے سب سے زیادہ رائے کی کثرت میں یقین رکھنے والے ادنیٰ سماجی و معاشی سطح (77%) کے لوگ ہیں۔ اوسط طبقہ کے صرف 54.6%لوگ اس بات کو مانتے ہیں۔ جبکہ اعلیٰ سماجی و معاشی سطح کی اکثریت (63.8%) رائے کی کثرت میں یقین رکھنا جدیدیت کی علامت نہیں مانتے۔

Item 27 :- بچوں کے مستقبل کی قبل ازوقت منصوبہ بندی جدیت کے حامل افراد کا طرز عمل ہوتا ہے۔

Table: 4.27 Variable-wise Responses to Item # 27

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	160	107	59.9	40.1
		Female عورت	99	51	66	34
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	30	42	41.7	58.3
		Conventional روایتی	229	116	66.4	33.6
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	69	66	51.1	48.9
		Average اوسط	100	41	70.9	29.1
		High اعلیٰ	90	51	63.8	36.2

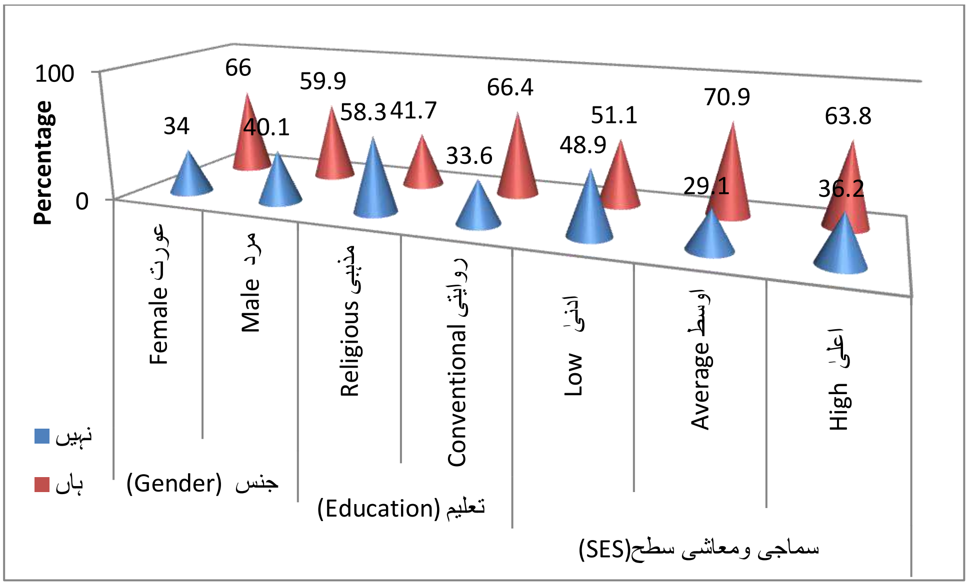

ترسیم 4.27 : آئٹم 27کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.27سے یہ واضح ہے کہ66٪خواتین(طالبات)اور59.9٪طلبہ یہ تصور کرتے ہیں کہ جدیت کے حامل افراد کا یہ طرز عمل ہو تاہے کہ وہ اپنے بچوں کے مستقبل کی قبل ازوقت منصوبہ بندی کرتے ہیں۔41.7٪مذہبی اداروں سے فارغین اور66.4٪روایتی اداروں سے فارغین،بچوں کے مستقبل کی قبل ازوقت منصوبہ بندی جدیت کے حامل افراد کاطرز عمل مانتے ہیں لیکن مدارس سے فارغین کی اکثریت(58.3٪) اور روایتی اداروں سے فارغین کی33.6٪ایسا خیال نہیں کرتے۔ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے48.9٪طلباء،اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے36.2٪طلباء اور اوسط طبقہ کے 29.1٪طلبایہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ بچوں کے مستقل کی قبل ازوقت منصوبہ بندی صرف جدیت کے حامل افراد کا طرز عمل ہو تا ہے لیکن ان تینوں طبقوں کی اکثریت (63.8٪اعلیٰ،51.1٪ادنیٰ اور70.9٪اوسط)یہ مانتی ہے کہ بچوں کے مستقبل کی قبل ازوقت منصوبہ بندی ایک جدیت کے حامل فرد کرتا ہے۔

Item 28 :- مال ودولت سے جدیدیت کی نمائندگی ہوتی ہے۔

Table: 4.28 Variable-wise Responses to Item # 28

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	108	159	40.4	59.6
		Female عورت	52	98	34.7	65.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	40	32	55.6	44.4
		Conventional روایتی	120	225	34.8	65.2
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	41	94	30.4	69.6
		Average اوسط	54	87	38.3	61.7
		High اعلیٰ	65	76	46.1	53.9

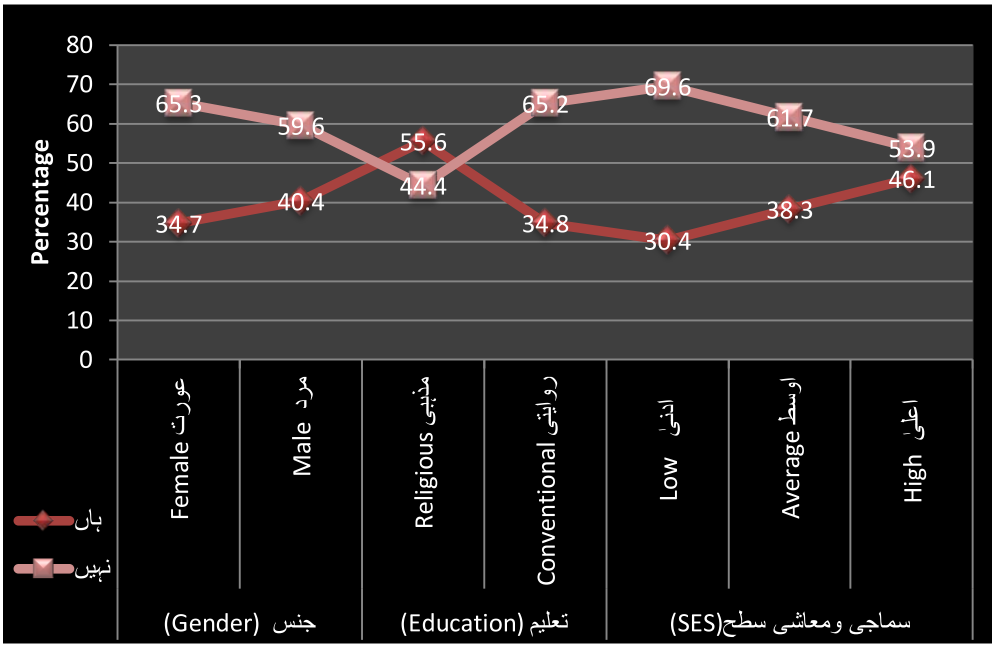

ترسیم 4.28 : ائٹم 28 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.28 سے یہ واضح ہے کہ 65.3٪ طالبات نہیں مانتی کہ مال ودولت سے جدیدیت کی نمائندگی ہوتی ہے جبکہ 34.7٪ طالبات مال ودولت کو جدیدیت کی نمائندگی کرنے کے لئے ضروری سمجھتی ہیں۔ اسی طرح 40.4٪ طلبہ مال ودولت کو جدید ہونے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں جبکہ 59.6٪ طلبہ مال ودولت کو جدیدیت کی نمائندگی کرنے کی دلیل نہیں دیتے۔ مذہبی اداروں سے فارغین کی اکثریت مال ودولت کو جدیدیت کی نمائندگی کرتی ہوئی تصور کرتے ہیں اس کے مقابل فریق کی جماعت 65.2٪ ایسا نہیں مانتے بلکہ کچھ ہی لوگ (34.8٪) جدیدیت کے لئے مال ودولت کو نمائندہ خیال کرتے ہیں۔ سماجی ومعاشی سطح کے اعتبار سے کوئی بھی سطح والے طلباء کی زیادہ تناسب مال ودولت کو جدیدیت کا نمائندہ نہیں تصور کرتے۔ صرف 30.4٪ ادنیٰ سطح کے 38.3٪ اوسط طبقہ کے اور 46.1٪ اعلیٰ سطح کے تصور رکھتے ہیں۔

Item 29 :- جدید ٹکنالوجی ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ ہے۔

Table: 4.29 Variable-wise Responses to Item # 29

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	160	107	59.9	40.1
		Female عورت	30	120	20	80
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	21	51	29.2	70.8
		Conventional روایتی	169	176	49	51
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	81	54	60	40
		Average اوسط	45	96	31.9	68.1
		High اعلیٰ	64	77	45.4	54.6

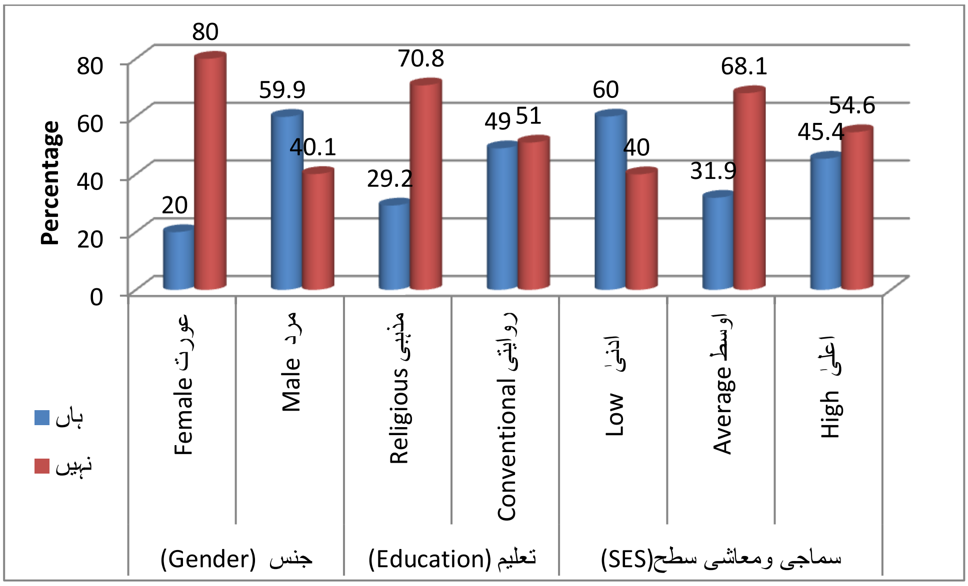

ترسیم 4.29: آئٹم29کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور(فیصد میں)

جدول نمبر4.29سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر طالبات(80٪)طلبہ کی اکثریت(59.9٪)سے اس معاملے میں اختلاف رائے رکھتے ہیں۔80٪طالبات یہ مانتی ہیں کہ جدید ٹکنالوجی ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ نہیں ہے۔ جبکہ 59.9٪طلبہ جدید ٹکنالوجی کو ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ خیال کرتے ہیں۔مذہبی اداروں سے فارغین کی

اکثریت(70.8٪)ذہنی بیماری کی وجہ جدید ٹکنالوجی کو نہیں قرار دیتی اور روایتی اداروں سے فارغین کی ایک بڑی تعداد(51٪) بھی اس بات کی تائید کرتی ہے لیکن جدید ٹکنالوجی کو ذہنی بیماری کی وجہ ماننے والے روایتی اداروں سے فارغین کی تعداد(49٪) نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔اعلیٰ اور اوسط سماجی ومعاشی سطح کے گروہوں کی زیادہ تعداد(اعلیٰ 54.6٪،اوسط 68.1٪) ٹکنالوجی کو ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ محسوس نہیں کرتی لیکن اس کے برعکس ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے طلباء کی قابل لحاظ تعداد(60٪) ٹکنالوجی کو ذہنی بیماری کا بنیادی وجہ محسوس کرتی ہے۔

Item 30 :- اہم فیصلوں میں اولاد کی رائے بھی قابل قبول ہوتی ہے۔

Table: 4.30 Variable-wise Responses to Item # 30

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	237	30	88.8	11.2
		Female عورت	138	12	92	08
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	51	21	70.8	29.2
		Conventional روایتی	324	21	93.9	6.1
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	113	22	83.7	16.3
		Average اوسط	130	11	92.2	7.8
		High اعلیٰ	132	09	93.6	6.4

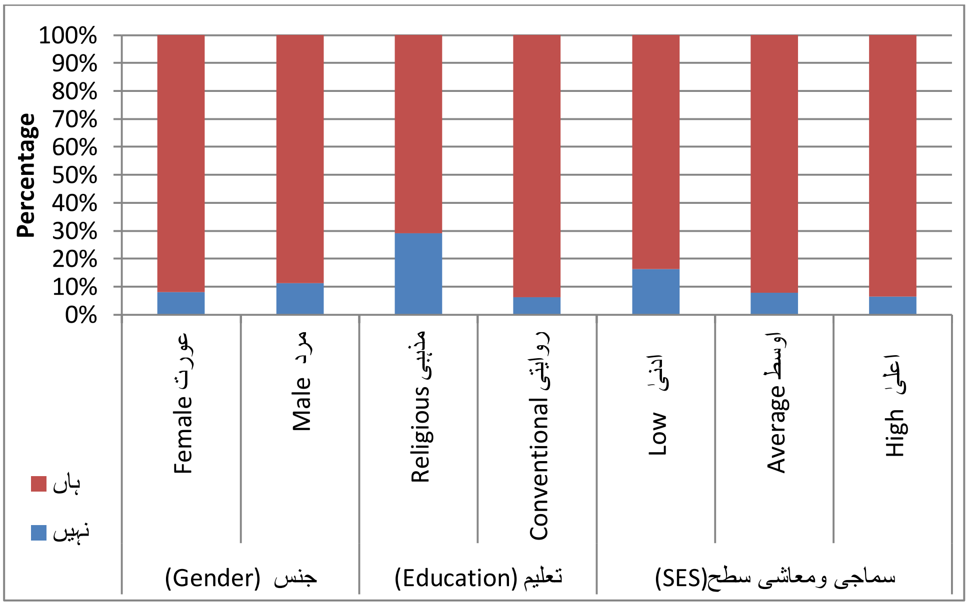

ترسیم 4.30: ائٹم 30 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور(فیصد میں)

جدول نمبر4.30سے یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہے کہ تمام فریق خواہ کسی بھی اعتبار سے ہو سب کی اکثریت اس بات کی بھرپور تائید کرتے ہیں کہ اہم فیصلوں میں والدین یا ذمہ اروں کو اپنی اولاد کی رائے بھی لینی چاہیے اور اس کا لحاظ رکھا جانا چاہیے۔فیصدوں میں اگر ہم اس کا جائزہ لے تو ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ %92طالبات اور%88.8طلبہ اہم فیصلوں میں اولاد کی رائے لینے کی سفارش کرتے ہیں اور اس بات کی تائید%70.8مذہبی اداروں سے فارغین اور%93.9روایتی اداروں سے فارغین بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے%83.7،اوسط طبقہ کے%92.2اہم فیصلے لیتے وقت اولاد کی رائے کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔

Item 31 :- صرف gadgetsلوگوں کی معاشی سطح بہتر بنا سکتے ہیں۔

Table: 4.31 Variable-wise Responses to Item # 31

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	131	136	49.1	50.9
		Female عورت	89	61	59.3	40.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	62	10	86.1	13.9
		Conventional روایتی	157	188	45.5	54.5
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	83	52	61.5	38.5
		Average اوسط	60	81	42.6	57.4
		High اعلیٰ	78	63	55.3	44.7

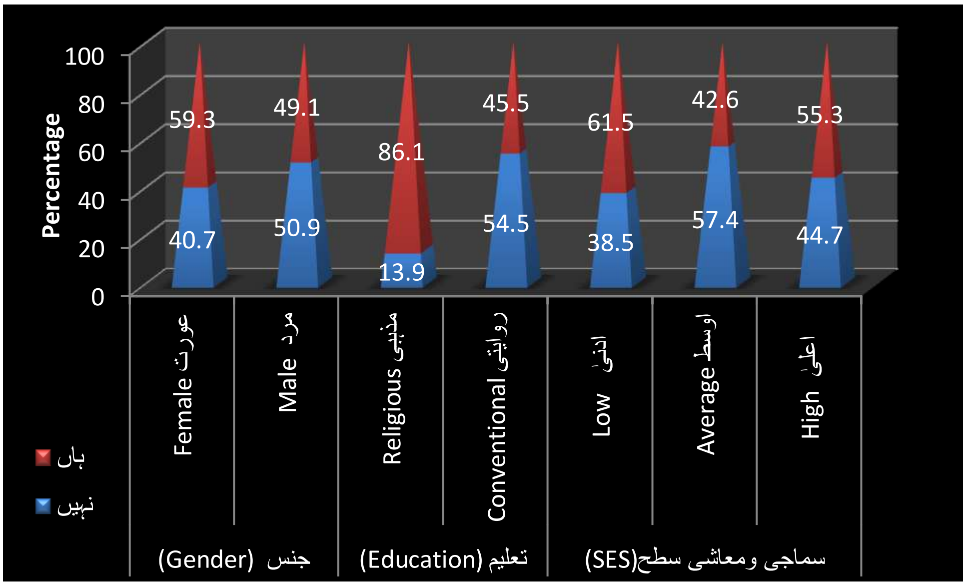

ترسیم 4.31: ائٹم 31 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.31 سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ 59.3٪ طالبات یہ یقین رکھتی ہیں کہ gadgets کے ذریعے لوگوں کے معاشی حالت کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ ان کے مقابل 50.9٪ طلبہ یہ نہیں مانتے کہ گیجٹس کے ذریعہ لوگوں کے معاشی حالت کو بہتر سدھارا جاسکتا ہے۔ ان دونوں گروہوں میں گیجیٹس کو معاشی سطح کو بہتر بنانے میں کارآمد تصور کرنے اور نہ کرنے والوں میں بہت زیادہ تفاوت نہیں ہے۔ مذہبی اداروں سے فارغین کی اکثریت (86.1٪) یہ تصور کرتی ہے کہ gadgets کی وجہ سے معاشی حالت میں بہتری لائی جاسکتی ہے جبکہ ان کے فریق (54.5٪) اس بات سے متفق نہیں ہے۔ اسی طرح ادنیٰ اور اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے اکثریت (ادنی:61.5٪، اعلیٰ:55.3٪) گیجیٹس کو معاشی حالات میں فروغ لانے کے ضامن مانتے ہیں جبکہ اوسط طبقہ کی زیادہ تر (57.4٪) طالبات یہ خیال کرتے ہیں کہ ان سے معاشی سدھار ممکن نہیں۔

Item 32 :- جدیدیت کا عمل معاشرے میں اقدار کے نظام کو تباہ کرتا ہے۔

Table: 4.32 Variable-wise Responses to Item # 32

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	139	128	52.1	47.9
		Female عورت	57	93	38	62
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	43	29	59.7	40.3
		Conventional روایتی	153	192	44.3	55.7
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنٰی	61	74	45.2	54.8
		Average اوسط	62	79	44	56
		High اعلٰی	73	68	51.8	48.2

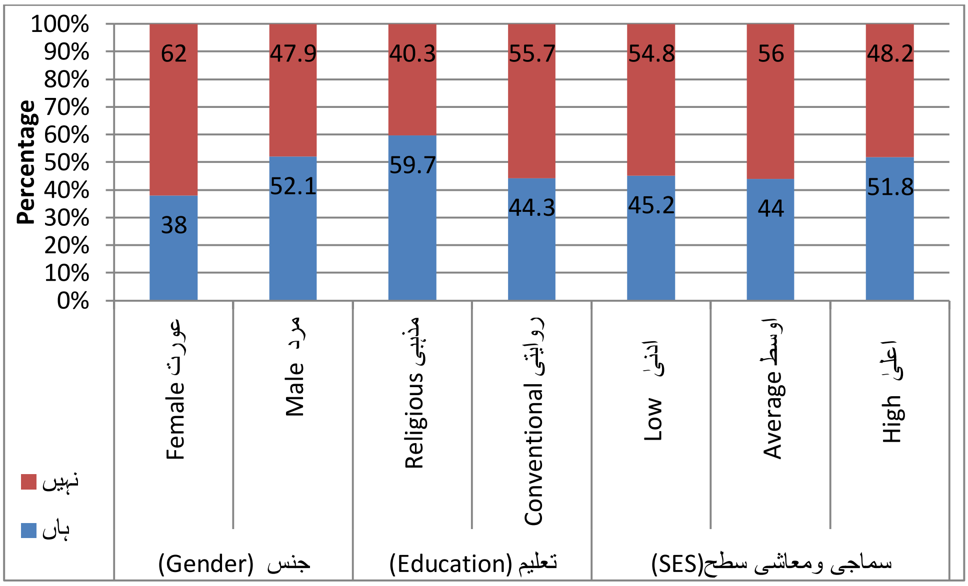

ترسیم 4.32 : ائٹم 32 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.32 سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ 52.1٪ طلبہ اور 38٪ طالبات یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت سے معاشرے میں اقدار کا نظام تباہ ہو جاتا ہے جبکہ 62٪ طالبات اور 47.9٪ طلبہ ایسا تصور نہیں کرتے۔ مجملہ طالبات کی اکثریت یہ مانتی ہے کہ جدیدیت سے اقدار کے نظام میں کوئی تباہی لائق نہیں ہوتی۔اسی طرح

59.7٪ مذہبی اداروں سے فارغین اور 44.3٪ روایتی اداروں سے فارغین جدیدیت کو اقداری نظام کو درہم برہم کرتا محسوس کرتے ہیں جبکہ انھیں اداروں کے بالترتیب 40.3٪ اور 55.7٪ طلباء ایسا محسوس نہیں کرتے۔ جدیدیت کو اقداری نظام کو تباہ کن سمجھنے والوں میں مذہبی اداروں سے فارغین کی تعداد کسی قدر زیادہ ہے۔اسی طرح اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے نہ قابل نظر انداز تعداد(51.8٪)جدیدیت کو اقدار نظام پامال کرتے ہوئے محسوس کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے طبقہ کے لوگوں کی اکثریت ایسا محسوس نہیں کرتے۔

Item 33 :- والدین اور اساتذہ ہمیشہ صحیح نہیں ہوسکتے،بچوں کو ان کی رائے دوبارہ جانچ لینی چاہیے۔

Table: 4.33 Variable-wise Responses to Item # 33

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	165	102	61.8	38.2
		Female عورت	100	50	66.7	33.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	42	30	58.3	41.7
		Conventional روایتی	223	122	64.6	35.4
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	93	42	68.9	31.1
		Average اوسط	73	68	51.8	48.2
		High اعلیٰ	99	42	70.2	29.8

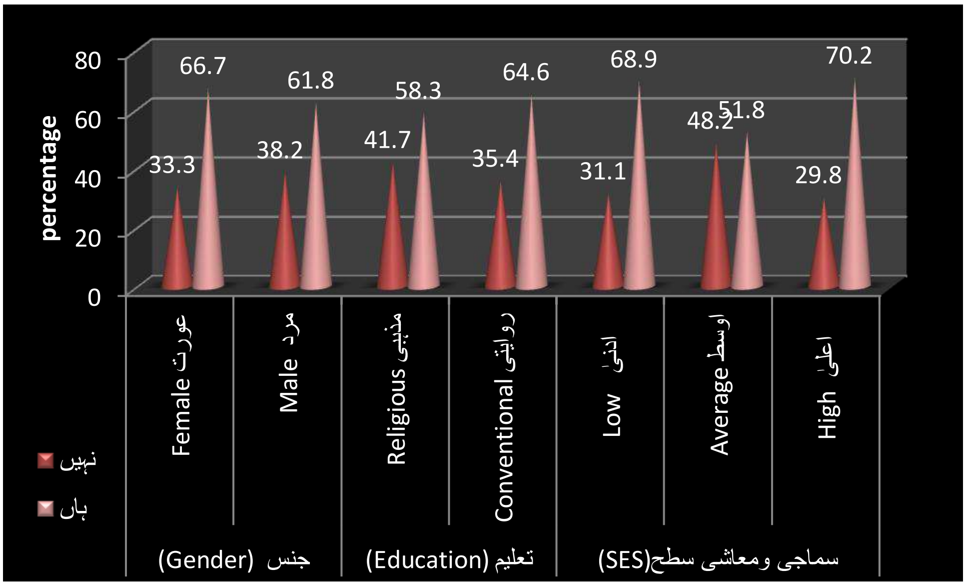

ترسیم 4.33: آئٹم 33 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.33 سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہر سطح کے لوگ بلا تفریق جنس، تعلیمی ادارہ، سماجی و معاشی سطح سب یہ مجموعی رائے رکھتے ہیں کہ والدین اور اساتذہ کی رائے ضروری نہیں کہ ہمیشہ سچ ہو، بچوں کو ان کی رائے کی دوبارہ جانچ بھی کر لینی چاہیے۔ مزید وضاحت کے ساتھ کہا جائے تو %66.7 طالبات اور %61.8 طلبہ یہ مانتے ہیں کہ والدین اور اساتذہ کی رائے ہمیشہ سچ ہونا کوئی ضروری نہیں جبکہ %38.2 طلبہ اور %33.3 طالبات یہ مانتے ہیں کہ والدین اور اساتذہ کی رائے ہمیشہ صحیح ہوتی ہے بچوں کو ان کی رائے دوبارہ جانچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح روایتی اداروں سے اور مذہبی اداروں سے فارغین کی قلیل فیصد بالترتیب %35.4 اور %41.7 یہ مانتے ہیں کہ والدین اور اساتذہ ہمیشہ صحیح ہوتے ہیں۔ اور اس کی تائید سماجی و معاشی سطح کے مختلف گروہوں میں سے صرف قلیل مقدار کرتے ہیں۔

Item 34 :- جدیدیت، معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے معاون ہوتی ہے۔

Table: 4.34 Variable-wise Responses to Item # 34

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	182	85	68.2	31.8
		Female عورت	118	32	78.7	21.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	50	24	66.7	33.3
		Conventional روایتی	251	94	72.8	27.2
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	92	43	68.1	31.9
		Average اوسط	89	52	63.1	36.9
		High اعلیٰ	119	22	84.4	15.6

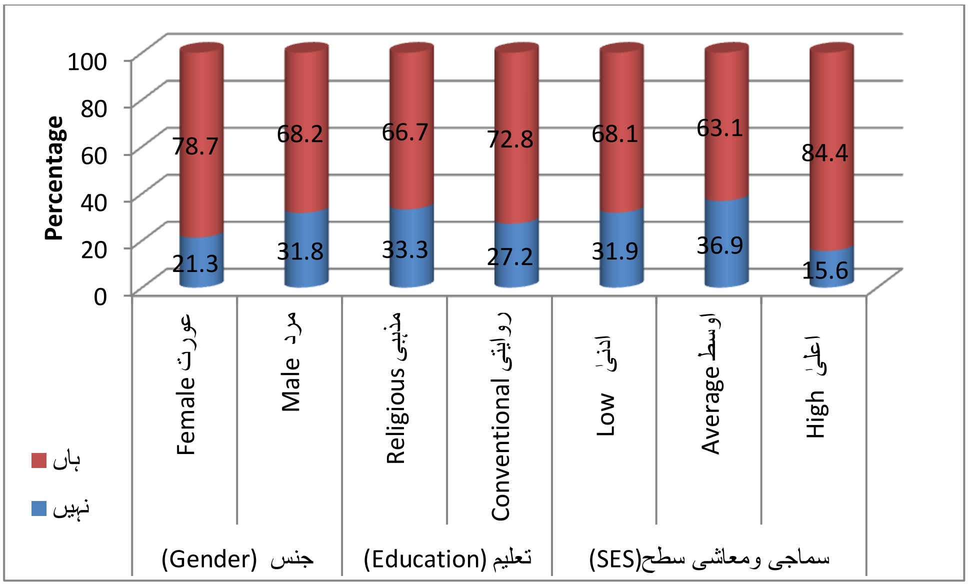

ترسیم 4.34 : ائٹم34کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.34سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تمام فریق یہ مانتے ہیں جدیدیت سے معیار زندگی کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔%78.7طالبات اور %68.2طلبہ معیار زندگی کو بہتر بنانے کے تعلق سے جدیدیت کی حمایت کر تے ہیں۔ جبکہ طلبہ وطالبات کی مختصر سی جماعت ترتیب وار %31.8اور %21.3 یہ نہیں مانتی۔

اسی طرح %66.7مذہبی اداروں سے فارغ ہونے والے اور %72.8روایتی اداروں سے فارغ ہونے والے معیار زندگی کو بہتر بنانے میں جدیدیت کے رول کو تسلیم کرتے ہیں۔ مختلف سماجی ومعاشی سطح کے گروہ بھی جدیدیت کو زندگی کے معیار کو بہتر بنانے والی خیال کرتے ہیں۔ ایسے خیال کرنے والوں میں ادنٰی سطح کے %68.1 طلباء، اوسط طبقہ کے %63.1 طلبا اور اعلیٰ سطح کے %84.4 طلباء ہیں بقیہ ایسا نہیں مانتے۔

Item 35 :- رسمی تعلیمی نظام میں زیر تعلیم طلبا، مذہبی اداروں میں پڑھنے والے طلبا سے زیادہ جدید ہوتے ہیں۔

Table: 4.35 Variable-wise Responses to Item # 35

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	205	62	76.8	23.2
		Female عورت	64	86	42.7	57.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	52	20	72.2	27.8
		Conventional روایتی	217	128	62.9	37.1
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	98	37	72.6	27.4
		Average اوسط	71	70	50.4	49.6
		High اعلیٰ	100	41	70.9	29.1

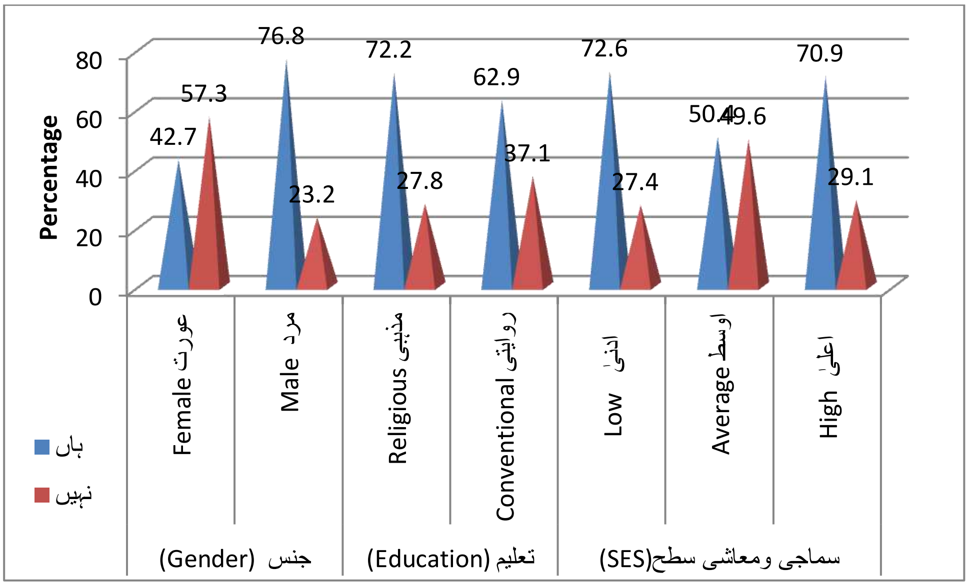

ترسیم 4.35 : ائٹم 35 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.35 سے یہ واضح ہے کہ 57.3٪ طالبات کے علاوہ تمام جواب دہندگان کی اکثریت یہ مانتی ہے کہ رسمی تعلیمی نظام میں زیر تعلیم طلباء مذہبی اداروں میں پڑھنے والے طلباء سے زیادہ جدید ہوتے ہیں یہاں تک کہ یہ رائے مذہبی اداروں میں پڑھنے والے طلباء خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جبکہ 57.3٪ طالبات یہ نہیں مانتی۔ اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے 70.9٪ طلباء اوسط سماجی ومعاشی سطح کے 50.4٪ طلباء اور ادنیٰ سطح کے 62.9٪ طلباء کے خیال

میں مذہبی اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والوں سے روایتی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے زیادہ جدید ہوتے ہیں جبکہ انھیں طبقوں کے بالترتیب %29.1(اعلیٰ)%49.6(اوسط)اور%27.4(ادنیٰ) سطحوں کے لوگ ایسا نہیں خیال رکھتے۔اسی طرح %23.2طلبہ بھی ایسا فرق محسوس نہیں کرتے۔ روایتی اداروں سے فارغ ہونے والے طلباء بھی ان کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں کہ رسمی تعلیم حاصل کرنے والے مذہبی تعلیم حاصل کرنے والوں سے جدید ہونا کوئی ضروری نہیں۔

Item 36 :- ایک مذہبی شخص یا مولوی بھی جدید ہو سکتا ہے۔

Table: 4.36 Variable-wise Responses to Item # 36

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	229	38	85.8	14.2
		Female عورت	118	32	78.7	21.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	42	30	58.3	41.7
		Conventional روایتی	305	40	88.4	11.6
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	124	11	91.8	8.2
		Average اوسط	121	20	85.8	14.2
		High اعلیٰ	103	38	73	27

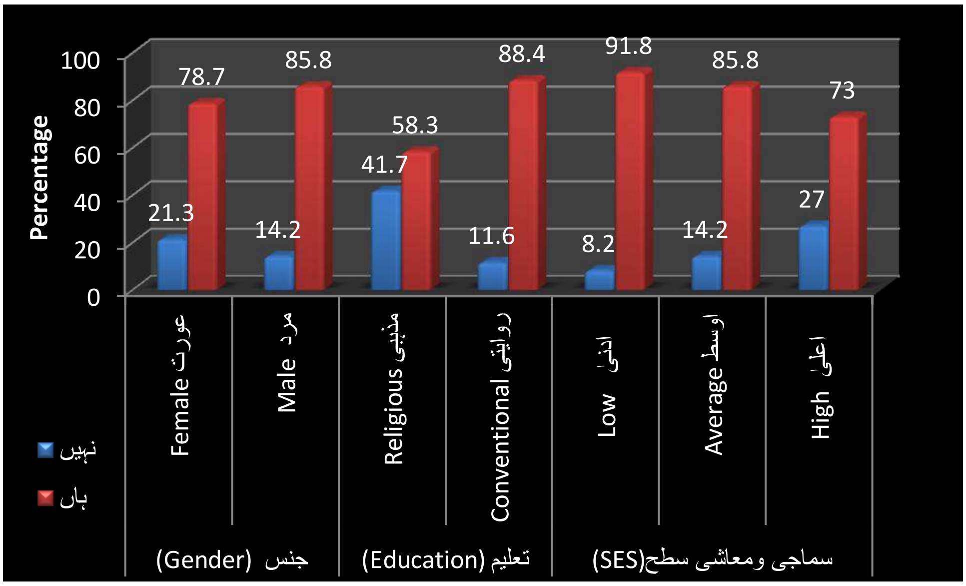

ترسیم 4.36 : ائٹم 36کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.36سے یہ واضح ہے کہ سبھی گروہوں کی اکثریت یہ مانتی ہے کہ ایک مذہبی شخص یا مولوی بھی جدید ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ جدول میں دیکھا یا گیا ہے۔ %78.7 طالبات اور %85.8 طلبہ یہ مانتے ہیں کہ ایک مذہبی آدمی جدید ہو سکتا ہے۔ لیکن %21.3 طالبات اور %14.2 طلبہ ان کے رائے کے مخالف ہیں کہ ایک مذہبی آدمی جدید نہیں ہو سکتا۔

مذہبی اداروں میں تعلیم یافتہ %58.3 اور روایتی اداروں میں تعلیم حاصل کئے %88.4 طلباء مذہبی آدمی کو جدید ہو سکنے کی تائید کرتے ہیں لیکن مذہبی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والا ایک خاطر خواہ حصہ %41.7 خود یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ ان کی احساس کمتری کی دلیل دیتی ہے۔ اسی طرح سماج کے مختلف طبقوں کے طلباء کی اکثریت، اعلیٰ طبقہ سے %73 اوسط طبقہ سے %85.8 اور ادنیٰ سطح سے %91.8 طلباء مذہبی آدمی کا جدید ہو سکنے پر یقین رکھتے ہیں۔

Item 37 :- صحت عامہ کا کم خرچ پر تحفظ جدیدیت کے ذریعہ ممکن ہو سکتا ہے۔

Table: 4.37 Variable-wise Responses to Item # 37

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	174	93	65.2	34.8
		Female عورت	77	73	51.3	48.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	43	29	59.7	40.3
		Conventional روایتی	221	124	64.1	35.9
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنی	81	54	60	40
		Average اوسط	70	71	49.6	50.4
		High اعلی	98	43	69.5	30.5

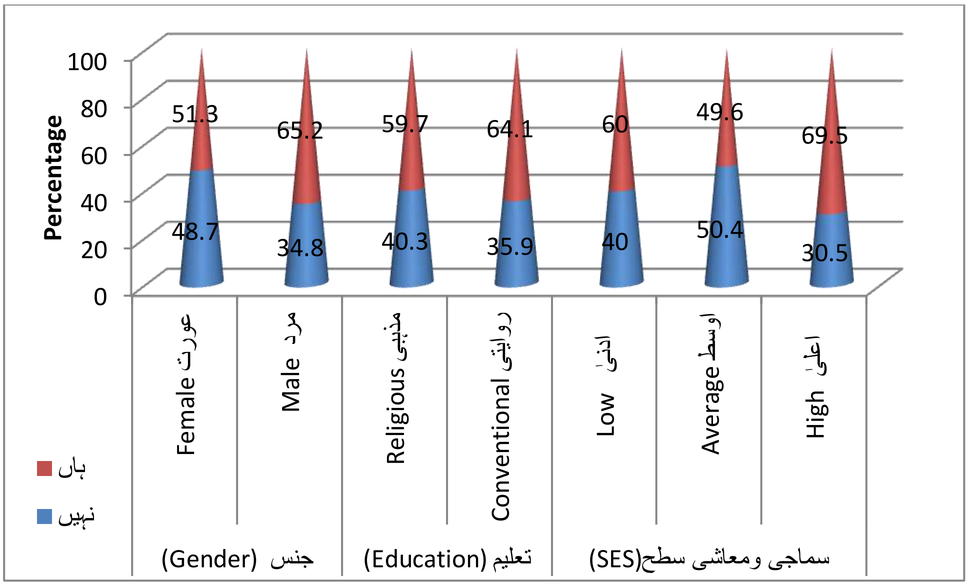

ترسیم 4.37 : ائٹم 37 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.37 سے یہ ظاہر ہے کہ 51.3٪ طالبات اور 65.2٪ طلبہ یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت کی وجہ سے صحت عامہ کا کم خرچ پر تحفظ ممکن ہو سکتا ہے۔ جبکہ 48.7٪ طالبات اور 34.8٪ طلبہ اس بات کو نہیں مانتے۔اسی طرح 64.1٪ روایتی اداروں سے فرغین اور 59.5٪ مذہبی اداروں سے فارغین صحت عامہ کا کم خرچ پر تحفظ جدیدیت کی وجہ سے ممکن ہے مانتے ہیں۔ جبکہ روایتی اداروں اور مذہبی اداروں سے فارغین کی چند تعداد ترتیب وار 35.9٪ اور 40.5٪ ایسا نہیں مانتی۔اعلیٰ اور ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے آدھے سے زیادہ لوگ جدیدیت کی بنا پر صحت عامہ کے ممکن ہونے پر یقین رکھتے ہیں جبکہ اوسط طبقے کے لئے یہ کیفیت دونوں گروہوں کے لئے برابر ہے۔

Item 38 :- جدید شخص بڑوں یابزرگوں کااحترام نہیں کرتا۔

Table: 4.38 Variable-wise Responses to Item # 38

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	55	212	20.6	79.4
		Female عورت	31	119	20.7	79.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	08	64	11.1	88.9
		Conventional روایتی	86	259	24.9	75.1
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	31	104	23	77
		Average اوسط	22	119	15.6	84.4
		High اعلیٰ	36	105	25.5	74.5

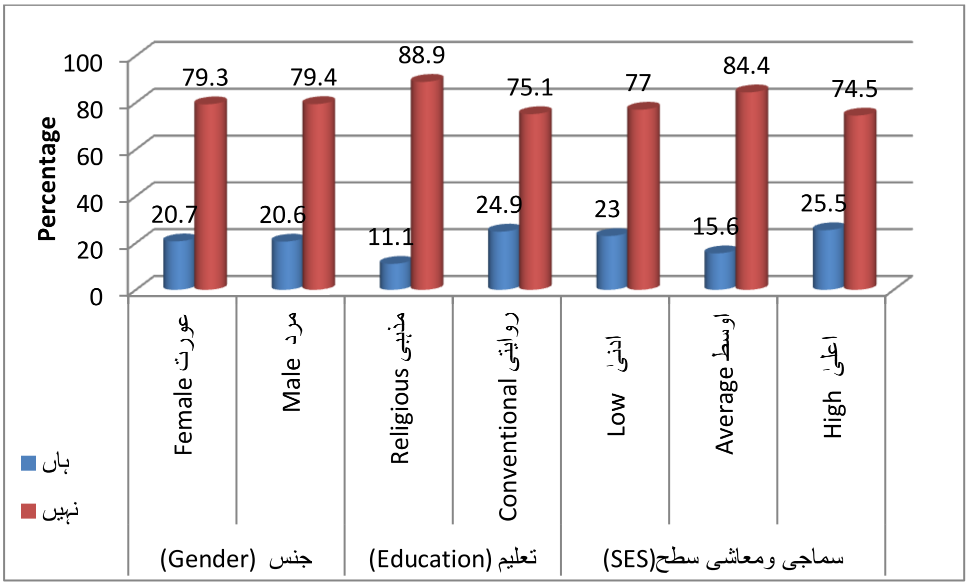

ترسیم 4.38: ائٹم 38کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.38سے یہ عیاں ہے کہ 20.7٪ طالبات اور 20.6٪ طلبہ یہ مانتے ہیں یا یہ تصور رکھتے ہیں کہ ایک جدید شخص اپنے بڑوں یابزرگوں کا احترام نہیں کرتا۔اسی طرح مذہبی اداروں سے فارغین کی اور روایتی اداروں سے فارغین کی بالترتیب 11.1٪ اور 24.9٪ طلباء یہ تصور کرتے ہیں کہ ایک فرد جو جدید ہو وہ اپنے بڑوں اور

بزرگوں کا احترام نہیں کرتا۔ سماجی و معاشی سطح کے مختلف گروہوں کے جائزے سے بھی کچھ اسی طرح کے نتائج سامنے آتے ہیں اعلیٰ سطح کے ٪25.5 اوسط سطح کے ٪15.6 اور ادنی سطح کے ٪23 افراد یہ خیال کرتے ہیں کہ بڑوں یا بزرگوں کے احترام کی توقع جدید شخص سے نہیں رکھی جاسکتی۔ مجملہ مجموعی طور پر ایسا عقیدہ یا تصور رکھنے والوں کی فیصد ہر طبقہ میں کم ہے۔ اس کے بر خلاف اکثریت یہ مانتی ہے کہ ایک جدید فرد کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ وہ اپنے بڑوں کی بے ادبی یا بے حرمت کریں۔

Item 39 :- کسی جدید شخص کے لئے دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ تناول کرنا موزوں نہیں۔

Table: 4.39 Variable-wise Responses to Item # 39

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	129	138	48.3	51.7
		Female عورت	74	76	49.3	50.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	19	53	26.4	73.6
		Conventional روایتی	161	184	46.7	53.3
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	49	86	36.3	63.7
		Average اوسط	69	72	48.9	51.1
		High اعلیٰ	45	96	31.9	68.1

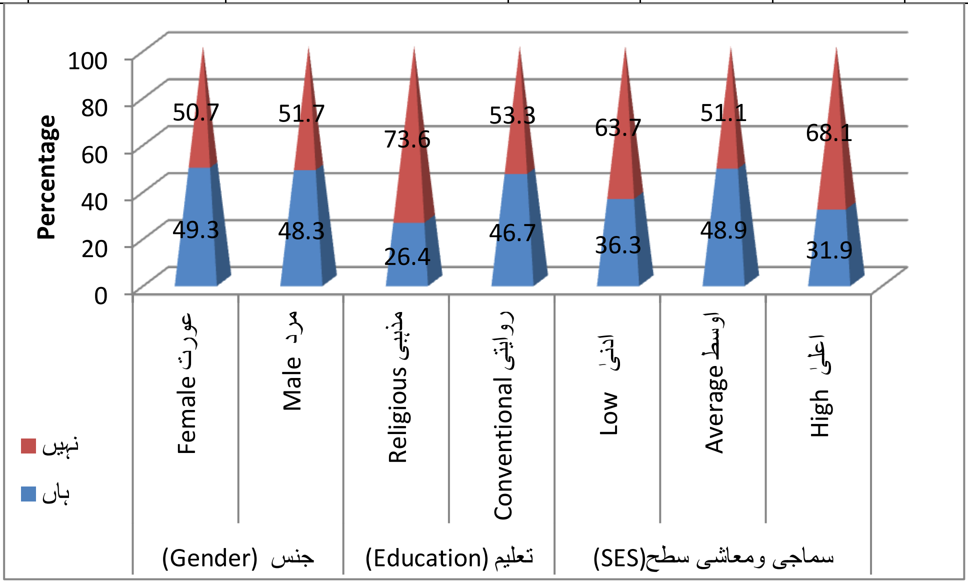

ترسیم 4.39 : ائٹم 39 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.39سے یہ پتہ لگتاہے کہ 50.7%خواتین(طالبات) اور 51.7%حضرات(طلبہ) یہ نہیں مانتے کہ دوسرے مذہب کے لوگوں کے ساتھ تناول طعام کرنا کسی جدید شخص کے لئے موزوں نہیں ہے۔اسی طرح مدارس سے فارغ ہونے والوں کی 73.6% بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جدید شخص کا دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ دستر خان پر بیٹھنا کوئی نامناسب بات نہیں ہے۔جبکہ ان کے ہم منصب 46.7%لوگ اس کو ایک جدید شخص کے لئے نامناسب مانتے ہیں۔ادنیٰ،اوسط اور اعلیٰ ماجی-معاشی سطح کے بالترتیب 63.7%،51.1% اور68.1% یہ مانتے ہیں کہ دوسرے مذہب کے لوگوں کے ساتھ کھانا یا تناول کرنا کوئی بری بات نہیں ہے اور ایک جدید شخص اس کو بُرا نہیں مانتا۔

Item 40 :- نقد رقم کے بجائے e-wallet کے استعمال کو جدید رویہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

Table: 4.40 Variable-wise Responses to Item # 40

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	171	96	64	36
		Female عورت	59	91	39.3	60.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	42	30	58.3	41.7
		Conventional روایتی	188	157	54.5	45.5
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	105	30	77.8	22.2
		Average اوسط	48	93	34	66
		High اعلیٰ	77	64	54.6	45.4

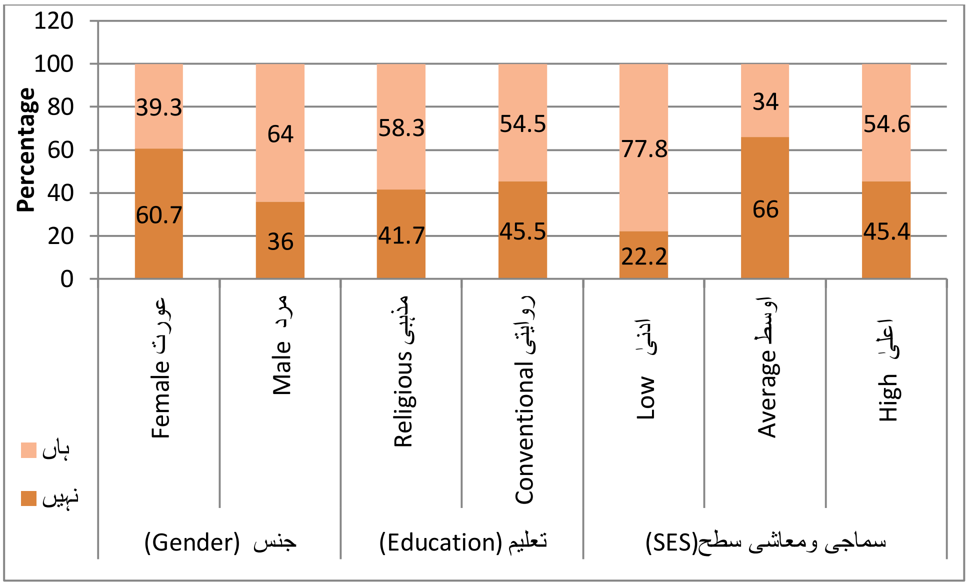

ترسیم 4.40 : ائٹم40کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور(فیصد میں)

جدول نمبر4.40سے یہ اندازہ لگتا ہی کہ ٪64طلبہ e-wallet کے استعمال کو جدید رویہ قرار دیتے ہیں جبکہ طالبات کی کم تعداد(٪39.3)اس بات کو جدید مانتی ہیں۔مذہبی اداروں سے فارغین کی اکثریت(٪58.3) اور روایتی اداروں سے فارغین کی اکثریت(٪54.5)دونوں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بٹوےیا نقد رقم کے بجائے ای ویلٹ کا استعمال کرنا ایک جدید رویہ ہے۔اس بات کو ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے ٪77.8طلباء اور اعلیٰ سماجی و معاشی سطح کے ٪54.6 طلباء بھی قبول کرتے ہیں۔جبکہ اوسط طبقے کے بیشتر افراد(٪66)یہ نہیں مانتے۔

Item 41 :- جدیت کے حامل لوگ خدا پر یقین نہیں رکھتے۔

Table: 4.41 Variable-wise Responses to Item # 41

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	76	191	28.5	71.5
		Female عورت	20	130	13.3	86.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	29	43	40.3	59.7
		Conventional روایتی	66	279	19.1	80.9
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	20	115	14.8	85.2
		Average اوسط	44	97	31.2	68.8
		High اعلیٰ	32	109	22.7	77.3

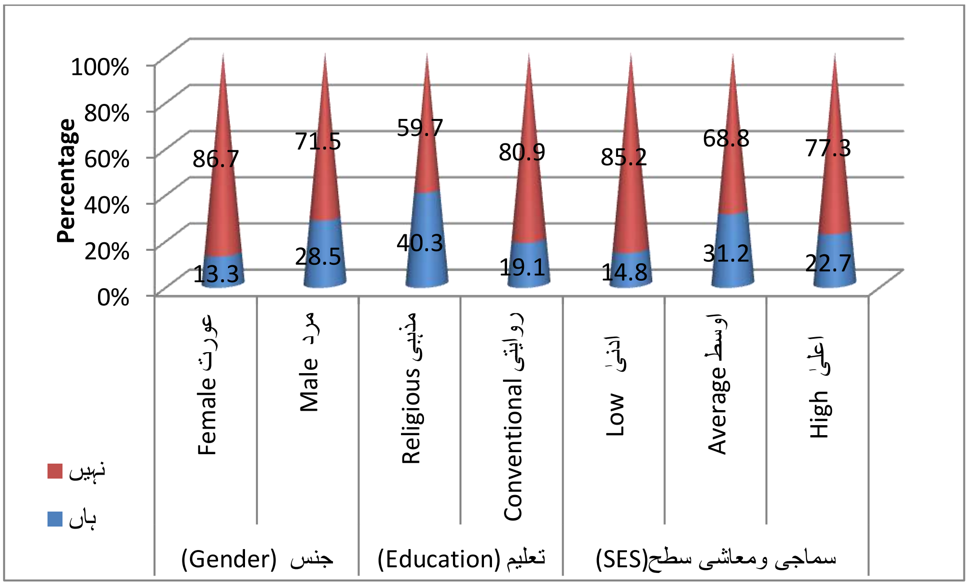

ترسیم 4.41 : ائٹم 41کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.41سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خواتین وحضرات(طالبات وطلبہ) کی اکثریت (طالبات٪86.7اورطلبہ ٪71.5)یہ مانتی ہے کہ جدیت کے حامل لوگ خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ جبکہ کچھ ہی فیصد (طالبات٪13.3اور طلبہ ٪28.5)یہ مانتے ہیں کہ ایک فرد جو جدید ہوتا ہے اس کا خدا پر یقین رکھنا ممکن نہیں۔اسی طرح ٪59.7مذہبی اداروں سے فارغ طلباء اور روایتی اداروں سے فارغ ٪80.9طلباء یہ مانتے ہیں کہ جدید یافتہ لوگ

خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ جبکہ 40.3٪ مذہبی اداروں سے فارغین اور 19.1٪ روایتی اداروں سے فارغین ایسا نہیں مانتے۔ دونوں صورتوں میں مذہبی اور روایتی اداروں کے تصورات میں فرق کسی قدر زیادہ ہے۔ اسی طرح ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے 14.8٪ طلباء اوسط سطح کے 31.2٪ طلباء اور اعلیٰ سطح کے 22.7٪ طلباء یہ مانتے ہیں کہ جدیت کے حامل لوگ خدا پر یقین نہیں رکھتے جبکہ ان تینوں طبقوں کی اکثریت اس بات کو نہیں مانتی۔

Item 42 :- شادی میں بھاری اخراجات ہماری جدیدیت کی سطح کا اظہار کرتی ہیں۔

Table: 4.42 Variable-wise Responses to Item # 42

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	198	69	74.2	25.8
		Female عورت	93	57	62	38
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	62	10	86.1	13.9
		Conventional روایتی	229	116	66.4	33.6
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	107	28	79.3	20.7
		Average اوسط	91	50	64.5	35.5
		High اعلیٰ	93	48	66	34

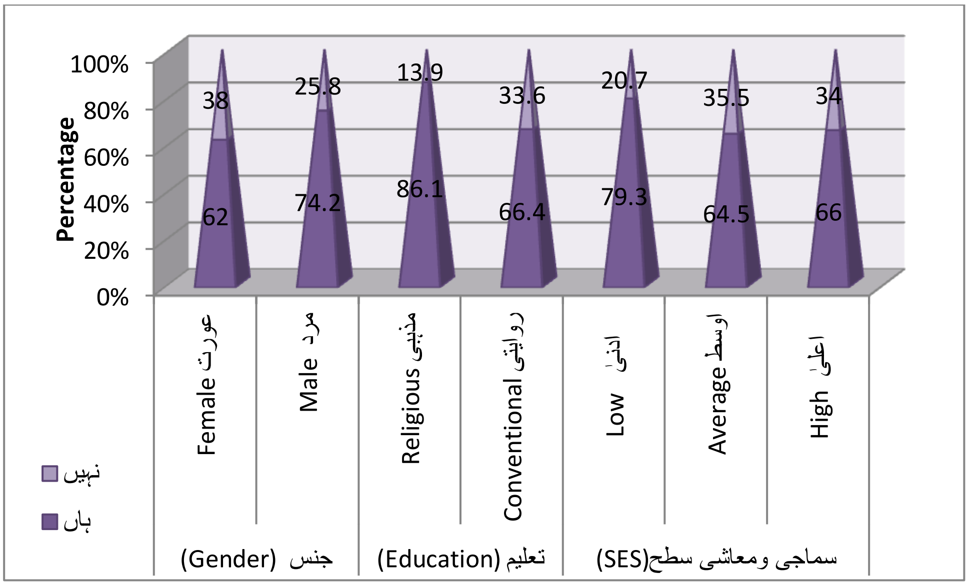

ترسیم 4.42 : آئٹم 42 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.42سے یہ شفاف طور پر نظر آرہا ہے کہ تمام فریق بلا لحاظ جنس، تعلیمی پس منظر اور سماجی ومعاشی سطح سب اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ شادی میں بھاری اخراجات کرنے سے جدیدیت کی سطح ظاہر ہوتی ہے۔62٪طالبات اور 74.2٪طلبہ یہ تصور رکھتے ہیں کہ شادی میں بھاری اخراجات کرنے سے ہماری جدیدیت کی سطح ظاہر ہوتی ہے۔لیکن 38٪طالبات اور 25.8٪طلبہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ شادی میں بھاری اخراجات کرنا کوئی جدید فعل نہیں ہے اور اس سے جدیدیت کی کسی سطح کی اظہار نہیں ہوتی۔اس بات کی تائید مدارس سے فارغین کی 13.9٪اور روایتی اداروں سے فارغین کی 33.6٪ کرتی ہے۔جبکہ اکثریت شادی میں بھاری اخراجات کرنے کو ہی جدیدیت کی سطح کی نمائندگی سمجھتے ہیں۔

مختلف سماجی ومعاشی سطح کے لوگوں میں اکثریت اسی غلط فہمی میں مبتلا ہے جبکہ ادنیٰ سطح کے 20.7٪اوسط طبقہ کے 35.5٪اور اعلیٰ سطح کے 34٪جدیدیت کی اظہار شادی میں بھاری اخراجات سے ہوتی ہے، نہیں مانتے۔

Item 43 :- جدیدیت کا مغربی لباس کے ساتھ غلط تصور جوڑا گیا ہے۔

Table: 4.43 Variable-wise Responses to Item # 43

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	174	93	65.2	34.8
		Female عورت	60	90	40	60
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	32	40	44.4	55.6
		Conventional روایتی	202	143	58.6	41.4
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	103	32	76.3	23.7
		Average اوسط	72	69	51.1	48.9
		High اعلیٰ	59	82	41.8	58.2

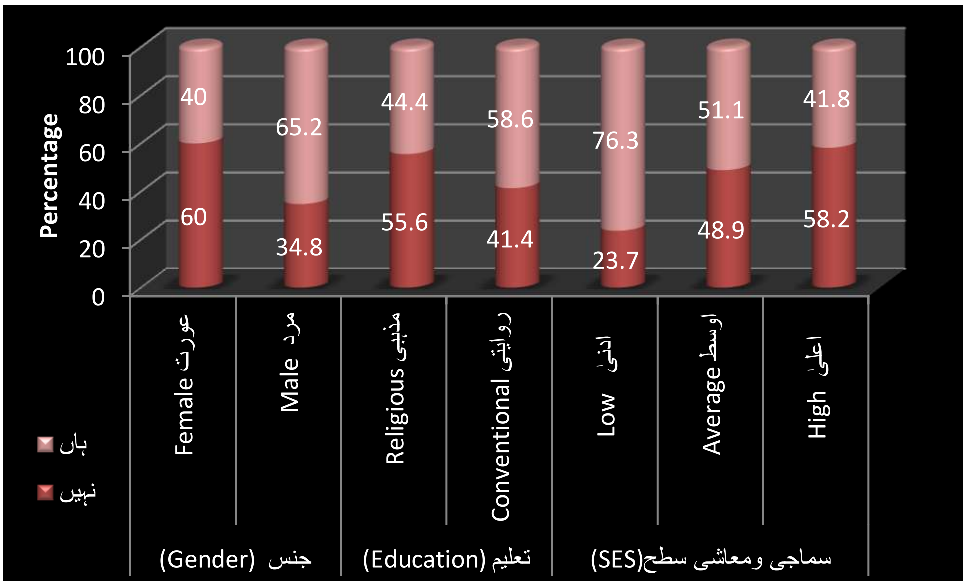

ترسیم 4.43: ائٹم 43کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.43 سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ 65.2٪ طلبہ یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت کا مغربی لباس کے ساتھ غلط تصور جوڑا گیا ہے جبکہ 60٪ طالبات یہ نہیں مانتی۔ اسی طرح روایتی اداروں سے فارغین کی اکثریت (58.6٪) یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت کا مغربی لباس کے ساتھ غلط تصور جوڑا گیا ہے جبکہ مذہبی اداروں سے فارغین کی اکثریت (55.6٪) یہ تسلیم نہیں کرتی۔ 58.2٪ اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے طلباء یہ نہیں مانتے کہ جدیدیت کا مغربی لباس کے ساتھ غلط تصور جوڑا گیا لیکن ادنی سطح کے 76.3٪ اور اوسط سطح کہ 51.1٪ ایسا مانتے ہیں۔

Item 44 :- سوشل میڈیا پر فالواپ کی تعداد ایک شخص کی جدیدیت کے سطح کی نشاندہی کرتی ہے۔

Table: 4.44 Variable-wise Responses to Item # 44

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	164	103	61.4	38.6
		Female عورت	111	39	74	26
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	43	29	59.7	40.3
		Conventional روایتی	232	113	67.2	32.8
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	104	31	77	23
		Average اوسط	72	69	51.1	48.9
		High اعلیٰ	99	42	70.2	29.8

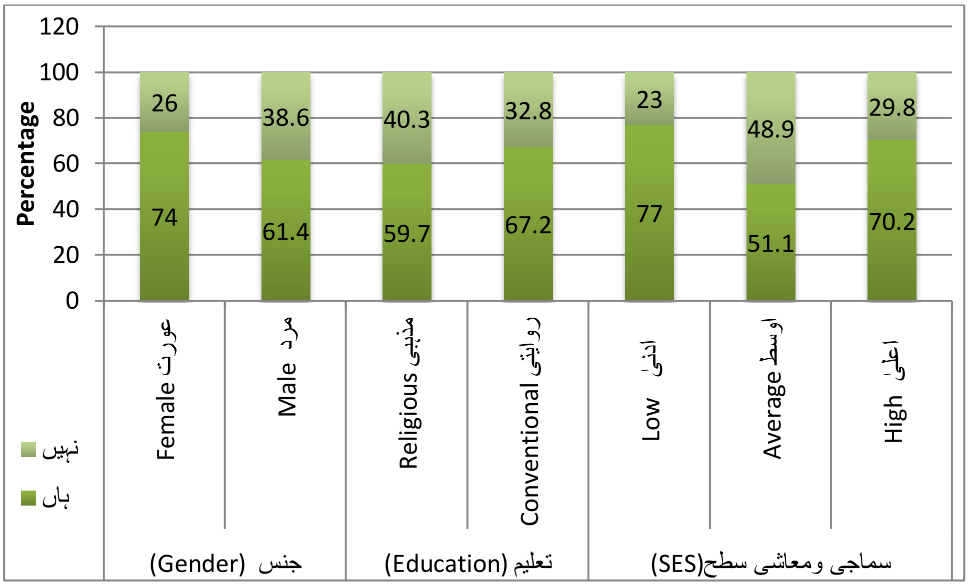

ترسیم 4.44 : ائٹم 44کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.44سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوشل میڈیا پر فالواپ کی تعداد ایک شخص کی جدیدیت کی سطح کی نشاندہی کرتی ہے کے متعلق کی گئی سوال کے لئے ہر گروہ کی اکثریت قبول کرتی ہے۔74٪ طالبات اور 61.4٪ طلبہ اسی طرح مذہبی اداروں سے فارغین کی 59.7٪ اور روایتی اداروں سے فارغین کی 67.2٪ یہ مانتے ہیں

کہ سوشل میڈیا پر ہماری فالواپس ہماری جدیدیت کی سطح کی نشاندہی کرتی ہے۔اسی طرح اعلیٰ،اوسط اور ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے بالترتیب 70.2٪،51.1٪اور77.٪ طلباء شوشل میڈیا پر فالواپس سے جدیدیت کی نشاندہی ہوتی ہے،تسلیم کرتے ہیں۔

Item 45 :- جدیدیت،خواندگی کی شرح اور تعلیمی معیار سے راست منسلک ہے۔

Table: 4.45 Variable-wise Responses to Item # 45

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	217	50	81.3	18.7
		Female عورت	131	19	87.3	12.7
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	42	30	58.3	41.7
		Conventional روایتی	305	40	88.4	11.6
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	113	22	83.7	16.3
		Average اوسط	122	19	86.5	13.5
		High اعلیٰ	113	28	80.1	19.9

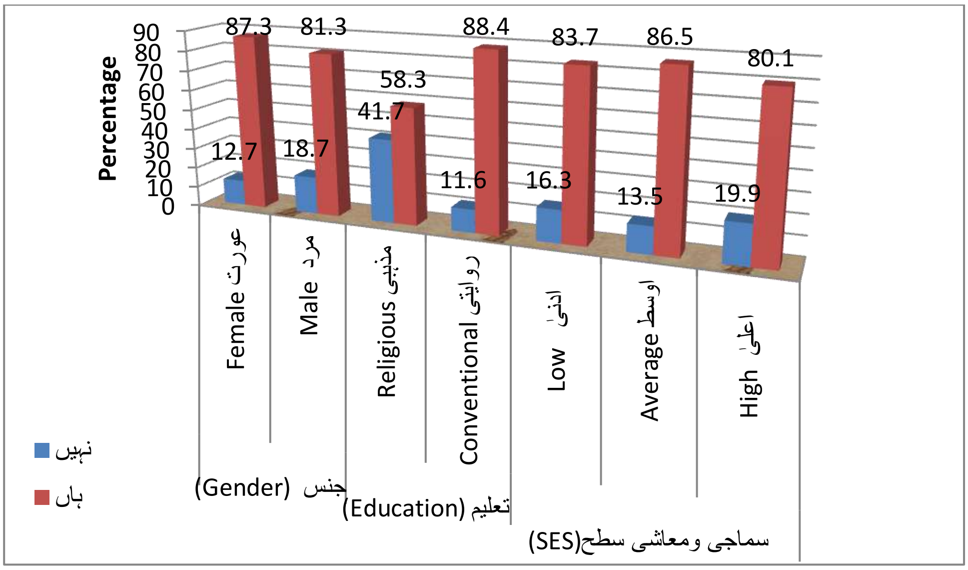

ترسیم 4.45 : ائٹم 45کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.45سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طلباء اکثریت بلا تفریق جنس، ادارے فراغت اور معاشی سطح کہ یہ متفقہ طور پر مانتے ہیں کہ خواندگی کی شرح اور تعلیمی معیار سے جدیدیت کا راست تعلق ہے۔87.3٪طالبات اور 81.3٪طلبہ یہ مانتے ہیں کہ خواندگی کی شرح اور تعلیمی معیار میں بہتری سے افراد کی جدیدیت کی سطح بھی بڑھتی یا فروغ پاتی ہے۔اسی طرح58.3٪مذہبی اداروں سے فارغ ہونے والے طلباء اور 88.4٪روایتی اداروں سے فارغ ہونے والے طلباء خواندگی کی شرح اور تعلیمی معیار کا جدیدیت کے ساتھ راست تعلق محسوس کرتے ہیں۔ادنی سطح کے83.7٪،اوسط سطح کے86.5٪اور اعلیٰ سطح کے80.1٪طلباء بھی اسی قسم کی رائے رکھتے ہیں۔

Item 46 :- جدیدیت، حاصل کردہ حیثیت یعنی ذاتی مہارتیں، صلاحیات اور کوششوں پر زور دیتی ہے۔

Table: 4.46 Variable-wise Responses to Item # 46

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	196	71	73.4	26.6
		Female عورت	138	12	92	08
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	62	10	86.1	13.9
		Conventional روایتی	272	73	78.8	21.2
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	101	34	74.8	25.2
		Average اوسط	110	31	78	22
		High اعلیٰ	123	18	87.2	12.8

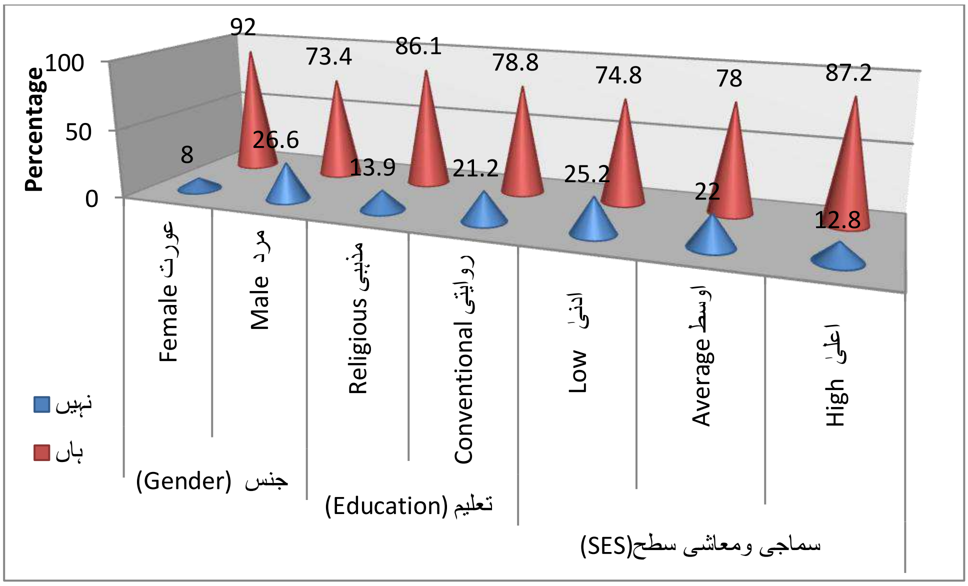

ترسیم 4.46: ائٹم 46 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 46 سے یہ واضح ہے کہ تمام قسم کے گروہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جدیدیت، حاصل کردہ حیثیت یعنی ذاتی مہارتیں،صلاحیات اور کوششوں پر زور دیتی ہے ۔طالبات کی اکثریت (92٪)اور طلبہ کی اکثریت (73.4٪) یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت فرد کی ذاتی مہارتیں،اور کوششوں پر زور دیتی ہے نہ کہ عطا کی گئی یا ورثہ میں ملی۔اسی طرح خیالات روایتی اداروں سے فارغ 78.8٪، مذہبی اداروں سے فارغ 86.1٪ طلباء کے ہیں۔مختلف سماجی ومعاشی سطح کے گروہوں کی اکثریت بھی فرد کی ذاتی مہارتوں اور کوششوں پر جدیدیت کے زور دینے کی تائید کرتے ہیں۔

Item 47 :- ترقی پذیر ممالک اپنے مستقبل کا تصور ترقی یافتہ ممالک سے حاصل کرتے ہیں۔

Table: 4.47 Variable-wise Responses to Item # 47

S.No.	متغیر Variable		Response		% of Response	
			Yes	No	Yes	No
1	جنس Gender	Male مرد	185	82	69.3	30.7
		Female عورت	97	53	64.7	35.3
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	44	28	61.1	38.9
		Conventional روایتی	293	52	84.9	15.1
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	115	20	85.2	14.8
		Average اوسط	100	41	70.9	29.1
		High اعلیٰ	120	21	85.1	14.9

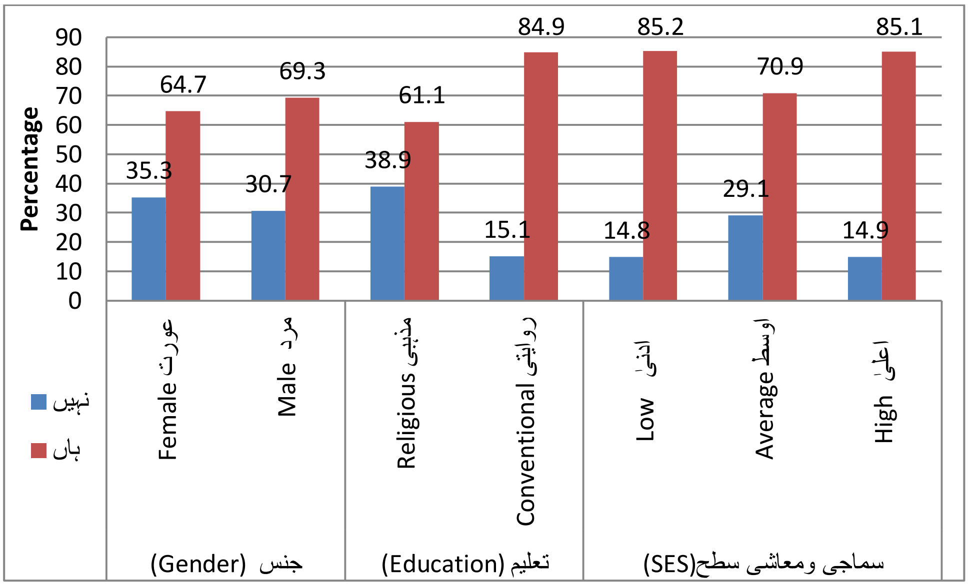

ترسیم 4.47: ائٹم 47 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر 4.47 سے یہ واضح ہے کہ طلباء کی تمام گروہوں کی اکثریت یہ محسوس کرتی ہے کہ ترقی پذیر ممالک اپنے مستقبل کا تصور ترقی یافتہ ممالک سے حاصل کرتے ہیں۔ 64.7٪ طالبات، 69.3٪ طلبہ یہ مانتے ہیں کہ ترقی یافتہ ممالک کے مماثل ترقی پذیر ممالک اپنے مستقبل کا تصور کرتے ہیں۔ جبکہ 35.3٪ طالبات اور 30.7٪ طلبہ ایسا نہیں مانتے۔ اسی طرح مدارس فارغین، اور روایتی اداروں سے فارغین کی بالترتیب 38.9٪ اور 15.1٪ یہ مانتے

ہیں کہ ترقی پذیر ممالک اپنے مستقبل کے لئے ترقی یافتہ ممالک سے اظہار کردہ کی طرح تصور نہیں کرتے بلکہ ان کے دوسرے پیمانے ہیں۔ جبکہ ان کی اکثریت دئے گئے بیان کے موافق ہے۔ اسی طرح تمام سماجی ومعاشی سطحوں کے افراد کی اکثریت یعنی ادنیٰ سطح سے 85.2%، اوسط سطح سے 70.9% اور اعلیٰ سطح سے 85.1% یہ تصور کرتی ہے کہ ترقی پذیر ممالک اپنی ترقی اور اپنے آنے والے کل کو ترقی یافتہ ممالک کے آئینہ میں دیکھتی ہیں۔

Item 48 :- عمر رسیدہ والدین کو اولڈ ایج ہوم کی راہ بتانا ایک جدید فرد کا طرز عمل ہے۔

Table: 4.48 Variable-wise Responses to Item # 48

S.No.	متغیر Variable		Response Yes	Response No	% of Response Yes	% of Response No
1	جنس Gender	Male مرد	121	146	45.3	54.7
		Female عورت	102	48	68	32
2	تعلیمی پسمنظر Educational Background	Religious مذہبی	51	21	70.8	29.2
		Conventional روایتی	172	173	49.9	50.1
3	سماجی ومعاشی سطح SES	Low ادنیٰ	84	51	62.2	37.8
		Average اوسط	90	51	63.8	36.2
		High اعلیٰ	49	92	34.8	65.2

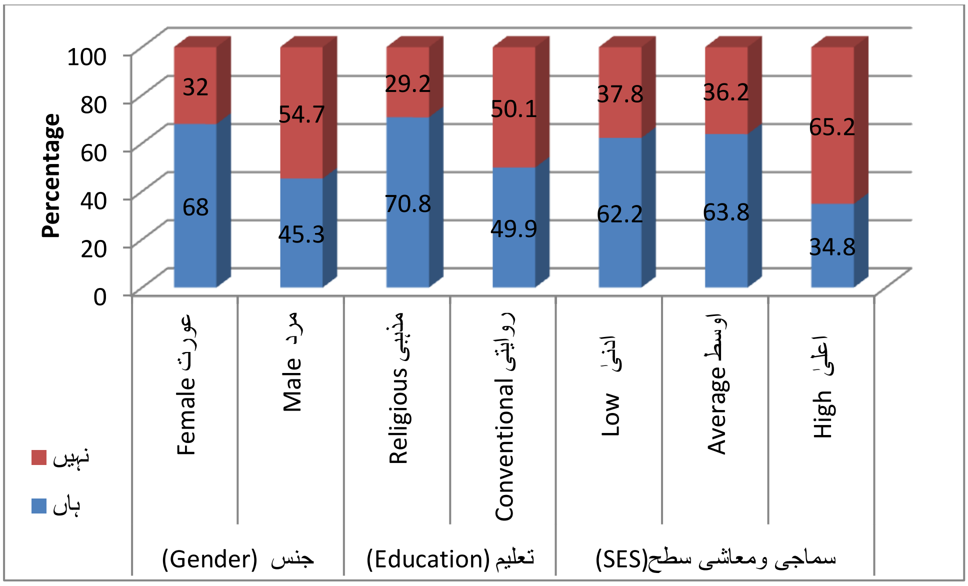

ترسیم 4.48 : ائٹم 48 کے متعلق بی ایڈ کے طلباء کا تصور (فیصد میں)

جدول نمبر4.48 سے یہ واضح ہے کہ کس طرح مختلف فریق اس ائٹم کو لے کر اختلاف رائے رکھتے ہیں۔طالبات کی اکثریت(68%) اور طلبہ کی کچھ فیصد(45.3%) یہ تصور کرتی ہے کہ جدید فرد اپنے بوڑھے والدین کو اولڈ ایج ہوم کے حوالے کرتا ہے۔نیز آدھے سے زائد طلبہ (54.7%)اس رائے سے متفق نہیں ہے۔

مذہبی اداروں کے فارغین کی اکثریت(70.8%)اور روایتی اداروں کے 49.9% بھی یہ مانتے ہیں عمر رسیدہ لوگوں کو اولڈ ایج ہوم روانہ کرنا جدید افراد کا طرز عمل ہے۔مختلف سماجی و معاشی سطحوں کے اعتبار سے ہم جائزہ لے تے ہیں تو ہمیں یہ انکشاف ہوتا ہے کہ اس طرح کا خیال کہ عمر رسیدہ والدین کو اولڈ ایج ہوم میں شریک کرنا ایک جدید فرد کا طرز عمل ہے، اکثر ادنیٰ اور اوسط طبقہ لوگوں کے ہیں۔جبکہ اعلیٰ سطح کی اکثریت اس طرح نہیں خیال کرتی۔

مقصد دوم:- بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا جنسی اعتبار سے جائزہ لینا۔

مفروضہ:- بی ایڈ کے طلبہ وطالبات کی جدیدیت کے متعلق تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

جنس (Gender)	تعداد (N)	اوسط (Mean)	معیاری انحراف (SD)	ٹی کی قدر (t-value)
عورت (Female)	150	31.81	6.14	4.228*
مرد (Male)	267	29.20	5.98	

* Significant at the 0.05 level.

جدول 4.49 : طلبہ وطالبات کے جدیدیت کے تئیں تصورات

جدول 4.49 کے ٹی کی قدر 0.05 سطح پر معنی خیز ہے۔اس لئے Null hypothesis کو مسترد کیا جاتا ہے۔اس کا یہ مطلب ہوا کہ طلبہ وطالبات کے جدیدیت کے تئیں تصورات یا احساسات میں قابل لحاظ فرق ہے۔ جدول کے اوسط کے ذریعہ یہ پتہ چلتا ہے کہ طالبات، طلبہ کے مقابلے میں جدیدیت کے تئیں زیادہ مثبت تصورات رکھتی ہیں۔ان دونوں گروہ کے اوسطوں کا فرق مندرجہ ذیل ترسیم سے مزید واضح ہوتا ہے۔

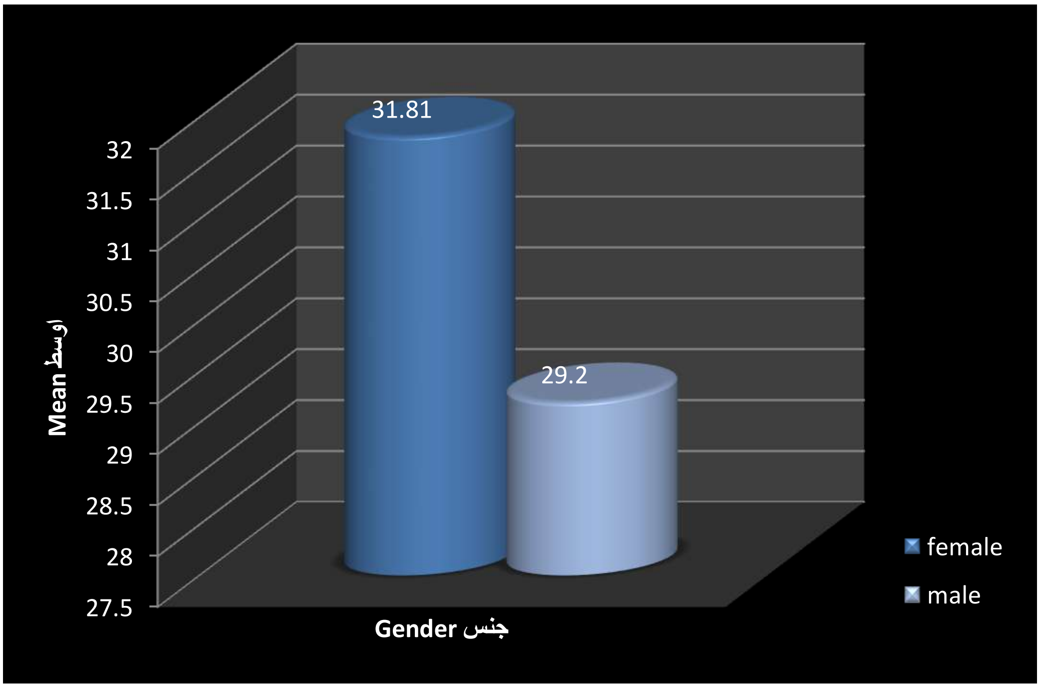

ترسیم 4.49 : طلبہ وطالبات کے جدیدیت کے تئیں تصورات

مقصد سوم:۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا تعلیمی پس منظر کے مناسبت سے جائزہ لینا۔

مفروضہ:۔ مذہبی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء اور روایتی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے تعلق سے تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

تعلیمی پس منظر (Educational Background)	تعداد (N)	اوسط (Mean)	معیاری انحراف (SD)	ٹی کی قدر (t-value)
مذہبی تعلیم (Religious Education)	72	28.08	3.02	3.148*
روایتی تعلیم (Conventional Education)	345	30.57	6.55	

* Significant at the 0.05 level.

جدول 4.50 : مذہبی اور روایتی تعلیمی پس منظر رکھنے والے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات

جدول۔4.50 میں مذہبی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء اور روایتی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات کے لئے اوسط، معیاری انحراف اور ٹی کی قدر دی گئی ہے۔ٹی کی قدر(3.148*)، 0.05 سطح پر معنی خیز ہے۔ اس لئے Null hypothesis کو رد کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں گروں کے جدیدیت کے تئیں تصورات میں قابل لحاظ فرق ہے۔ اوسط سے یہ معلوم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی کہ کس گروں کے تصورات زیادہ مثبت ہیں۔یعنی واضح طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ روایتی تعلیمی اداروں سے فراغت کے بعد بی ایڈ کے کورس میں شریک ہونے والے طلباء کے تصورات مذہبی تعلیمی اداروں سے فارغ ہونے کے بعد بی ایڈ کورس میں داخلہ لینے والے طلباء کے بہ نسبت کسی قدر زیادہ مثبت تصورات رکھتے ہیں۔ذیل کے گراف سے بھی اس کی وضاحت ہو سکتی ہے۔

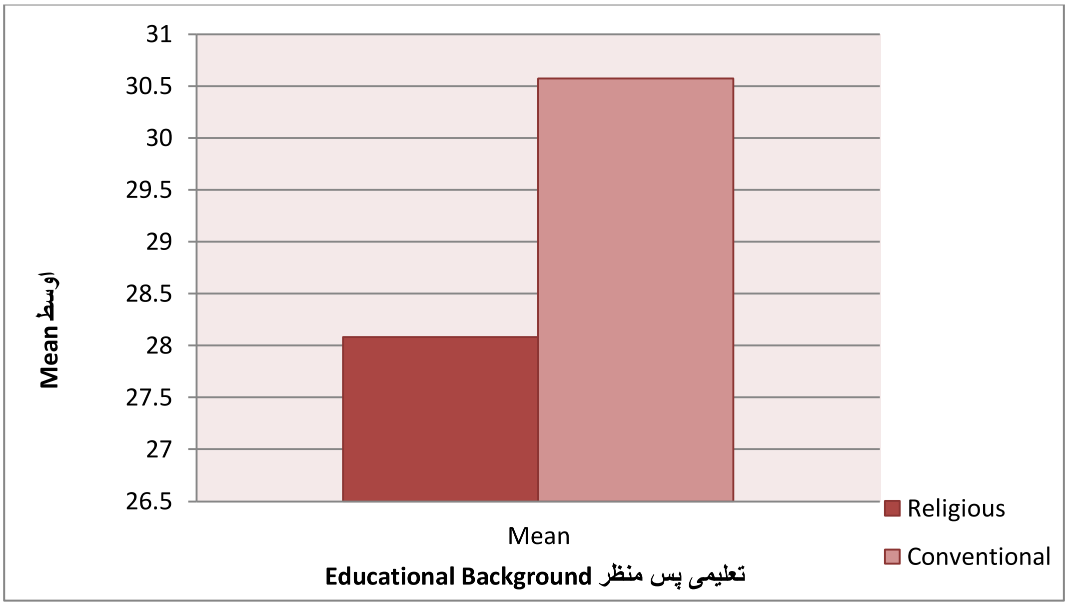

ترسیم 4.50 : مذہبی اور روایتی تعلیمی پس منظر رکھنے والے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات

مقصد چہارم:۔　بی ایڈ کے طلباء کے جدیدیت کے متعلق تصورات کا سماجی و معاشی پس منظر کے لحاظ سے جائزہ لینا۔

مفروضہ:۔　اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ سماجی و معاشی پس منظر والے بی ایڈ کے طلباء کے جدیدیت کے متعلق تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

معیاری انحراف (SD)	اوسط (Mean)	سماجی و معاشی سطح (SES)	شمارہ نمبر
5.796	30.20	ادنیٰ (Low)	1
7.759	28.60	اوسط (Average)	2
3.960	31.62	اعلیٰ (High)	3

جدول 4.51 : مختلف سماجی و معاشی سطح والے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات

سماجی ومعاشی سطح (Socio-economic status)	مربعوں کا جمع (Sum of the Squares)	df	اوسط مربع (Mean Square)	ایف کی قدر (F-Value)
گروہ کے درمیان (Between Groups)	647.30	2	323.649	8.859*
گروہ کے اندر (Within Groups)	15124.64	414	36.53	

* Significant at the 0.05 level.

جدول 4.52 : مختلف سماجی ومعاشی سطح والے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات

جدول۔4.51 میں مختلف سماجی و معاشی سطح رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے تئیں تصورات کا اوسط اور معیاری انحراف دیا گیا ہے اور جدول 4.52 میں ان گروہ کے درمیان اور گروہ کے اندر مربعوں کے جمع ،اوسط مربع اور ایف کی قدریں دی گئی ہیں۔ایف کی قدر (*8.859) 0.05 سطح پر انتہائی معنی خیز ہے۔اس لئے Null hypothesis کو رد کیا جاتا ہے۔یعنی مختلف سماجی و معاشی سطح رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات میں قابل لحاظ فرق ہے۔یہ پتہ لگانے کے لئے کہ کون سے دو گرہوں میں معنی خیز فرق ہے، پوسٹ ہاک ٹیسٹ کیا گیا اور جدول کو ذیل میں پیش کیا گیا۔

Post Hoc Tests-Multiple Comparisons (Scheffe Method)

Dependent Variable: Perception Score

(I)Socio-economic Status	(J)Socio-economic Status	Mean Difference (I-J)	Std. Error	Sig.	95% Confidence Interval	
					Lower Bound	Upper Bound
Low	Average	1.604	.728	.089	-.18	3.39
	High	-1.424	.728	.149	-3.21	.36
Average	Low	-1.604	.728	.089	-3.39	.18
	High	-3.028*	.720	.000	-4.80	-1.26
High	Low	1.424	.728	.149	-.36	3.21
	Average	3.028*	.720	.000	1.26	4.80

*** The mean difference is significant at the 0.05 level**

جدول 4.53 : مختلف سماجی ومعاشی سطح والے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات

پوسٹ ہاک ٹیسٹ کے بعد جدول نمبر 4.53سے یہ عیاں ہو تاہے کہ ادنیٰ اور اوسط سماجی ومعاشی سطح رکھنے والے طلباء کے تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے جبکہ اوسط اور اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح رکھنے والے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات میں معنی خیز فرق ہے۔اور درجہ ذیل گراف سے یہ واضح ہے کہ اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح رکھنے والے بی ایڈ کے طلباءاوسط سماجی ومعاشی سطح رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء سے کسی قدر زیادہ مثبت تصورات رکھتے ہیں۔

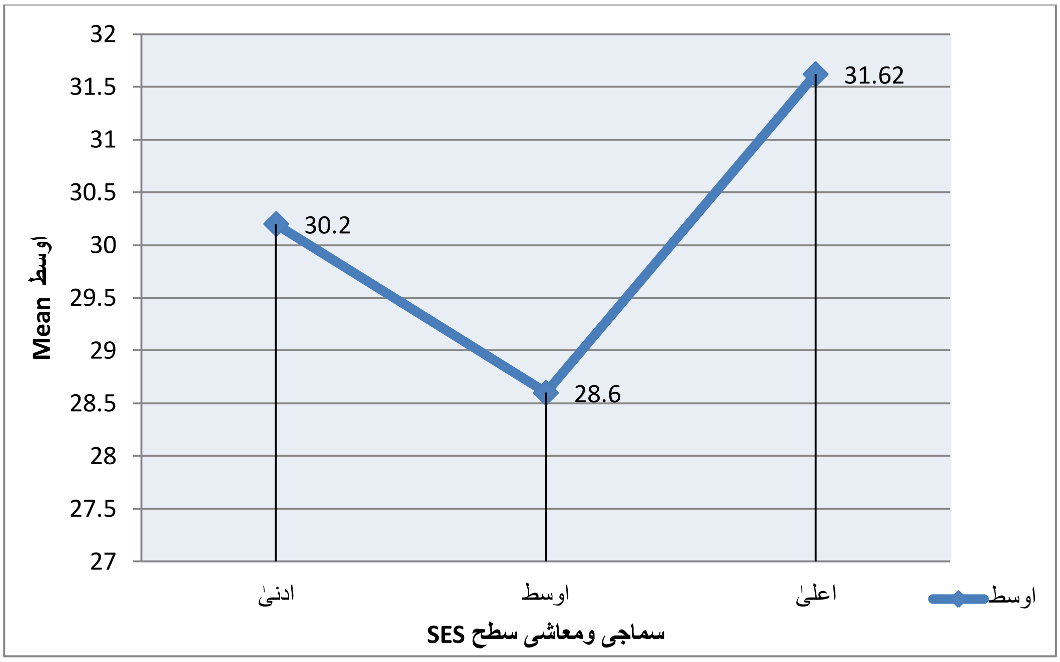

ترسیم 4.51 : مختلف سماجی ومعاشی سطح والے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات

باب پنجم

خلاصہ، نتائج اور تجاویز

اس باب میں مطالعہ کا خلاصہ اور محاصلات کو اختصار کے ساتھ پیش کیا گیاہے۔ساتھ ہی ساتھ مطالعہ کے تعلیمی مضمرات اور مستقبل میں مزید تحقیق کے لئے تجاویز کو بھی شامل کیا گیا۔

5.1 خلاصہ (Summary)

مطالعہ کے خلاصہ میں مقالہ کی ساخت، مطالعہ کی افادیت، مسئلہ کا بیان، تحقیقی مطالعہ کے مقاصد، مطالعہ کے مفروضات، اصطلاحات کی کارکرد تشریحات، منحصر اور آزاد متغیرات، مطالعہ کا طریقہ کار، آبادی، نمونہ بندی اور اسکی تکنیک، تحقیقی آلات، معطیات کے تجزیہ کے لئے استعمال شدہ شماریاتی تکنیک وغیرہ شامل ہیں۔بعد ازاں مطالعہ کے محاصلات، تعلیمی مضمرات، مطالعہ کے تحدیدات اور مزید تحقیق کے لئے تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں۔

مقالہ کی ساخت Structure of the Thesis

باب اول : تمہید

اس باب میں جدیدیت اور اس کے ذیلی عنوان جیسے جدیدیت کے معنی ومفہوم، نظریات، اس پر اثرانداز ہونے والے عوامل، مغربیت اور جدیدیت میں فرق، جدیدیت اور عالم گیریت، جدیدیت اور ہندوستانی مسلمانوں پر تبصرہ کیا گیاہے۔اسی طرح تعلیم کے معنی ومفہوم،اس کے اقسام، تعلیم کا جدیدیت کے ساتھ رشتہ، اساتذہ کی تعلیم،

اور سماجی و معاشی سطح کے متعلق وضاحت کی گئی ہے۔اس باب کے اخیر میں موجودہ مسئلہ کے متعلق تفصیلات دی گئی ہیں۔

باب دوم: متعلقہ مواد کا جائزہ

اس باب کے تحت موجودہ تحقیق کے متعلق سابقہ مطالعات کا جائزہ پیش کیا گیاہے۔ حاصل کی گئی مطالعات کے اہم نکات جیسے مقاصد،طریقہ کار، نمونہ بندی کی تکنیک، تحقیقی آلات، شماریاتی تکنیک اور نتائج مختصر طور پر پیش کیا گیاہے جن کی مدد سے محقق کو اپنے تحقیقی کام کے لئے راہ ہموار ہوئی۔ ان مطالعات میں اندرون ملک مطالعات اور بیرون ملک مطالعات بھی شامل ہیں۔حاصل شدہ معلومات کو صعودی ترتیب میں رکھا گیا۔

باب سوم: طریقہ ٔکار

اس باب میں محقق نے مطالعہ کا خاکہ، مطالعہ کا طریقہ کار، آبادی، نمونہ بندی اور اسکی تکنیک، تحقیقی آلات، سوالنامہ کی تشکیل، استعمال کی گئی شماریاتی تکنیک کا تذکرہ کیاہے۔

باب چہارم: معطیات کا تجزیہ اور تشریح

اس باب میں محقق نے حاصل کئے گئے معطیات کا تجزیہ IBM SPSS V23 کے ذریعہ، شماریاتی تکنیک فیصد، اوسط، معیاری انحراف، ٹی ٹیسٹ، ایف کی قدر معلوم کر کے کیا۔ بعد ازاں محقق نے ان کو جدولی شکل دی۔ ان جدولوں کے لئے Microsoft office 2010 کے Excel کے ذریعہ Charts تیار کیا گیا۔ اس کے بعد جدولی قدروں کی تشریح کو آسان اور عام فہم پیش کیا گیا۔

باب پنجم

اس باب میں مطالعہ کا خلاصہ اور محاصلات کو اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہوئے مطالعہ سے متعلق تعلیمی مضمرات اور مستقبل میں تحقیق کے لئے تجاویز کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

مطالعہ کی افادیت (Need and Importance of the study)

ہندوستانی مسلمانوں کو روز بروز حیران کرنے والے نئے نئے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے حکومت ہند کی جانب سے سال 2006 میں قائم کردہ اعلیٰ سطحی کمیٹی جس کی صدارت جسٹس راجندر اسچر کو سونپی گئی تھی اس رپورٹ نے منظر عام پر آنے کے بعد ہندوستانی مسلمانوں کی یقینی صورت حال سے متعارف کرایا جس سے ہندوستانی مسلمانوں کے خیمہ میں کھلبلی سی پیدا ہوگئی اور اس رپورٹ کی بنیاد پر آگے کا لائحہ عمل طے کیا گیا۔ (سچر رپورٹ 2006) ان اعداد وشمار کے مطابق مسلمان اس ملک کی آزادی کے 70 سال بعد بھی سب سے زیادہ دبے کچلے اور سب سے زیادہ پسماندہ قوم ہے۔ جس کے ذمہ دار خود مسلمان ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ تعلیم سے دوری بنائی رکھی جیسے غربت، والدین کا نابلد ہونا، لڑکیوں کو تعلیم سے روکنا، کم عمری میں لیبر مزدوری کرانا وغیرہ وغیرہ۔ ان سارے اسباب وعلل کی بنیاد پر محقق نے موضوع "بی ایڈ کے طلباء کی تعلیمی، سماجی ومعاشی پس منظر کے حوالے سے جدیدیت کے متعلق تصورات -ایک مطالعہ " کا انتخاب کیا ہے۔

مسئلہ کا بیان (Statement of the Problem)

بی ایڈ کے طلباء کی تعلیمی، سماجی و معاشی پس منظر کے حوالے سے جدیدیت کے متعلق تصورات - ایک مطالعہ

Perceptions of B.Ed. students towards Modernization in relation to their Educational and Socio-economic background-A study

تحقیقی مطالعہ کے مقاصد (Objectives of the Study)

1۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کو معلوم کرنا۔

2۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا جنسی اعتبار سے جائزہ لینا۔

3۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا تعلیمی پس منظر کے مناسبت سے جائزہ لینا۔

4۔ بی ایڈ کے طلباء کی جدیدیت کے متعلق تصورات کا سماجی و معاشی پس منظر کے لحاظ سے جائزہ لینا۔

مطالعہ کے مفروضات (Hypotheses of the study)

1۔ بی ایڈ کے طلبہ وطالبات کا جدیدیت کے متعلق تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

There is no significant difference in the perceptions of male and female B.Ed. students towards modernization.

2۔ مذہبی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء اور روایتی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء کے جدیدیت کے تعلق سے تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

There is no significant difference in the perceptions of B.Ed. students with religious educational background and conventional educational background towards modernization.

3۔ اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ سماجی و معاشی پس منظر والے بی ایڈ کے طلباء کا جدیدیت کے متعلق تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔

There is no significant difference in the perceptions of B.Ed. students of high, average and low socio-economic background towards modernization.

5.2 مطالعہ کے اہم نتائج (Major Findings of the study)

1) زیادہ تر طلبہ وطالبات متفقہ طور پر یہ محسوس کرتے ہیں کہ فرد کی غربت اسکی جدیدیت کی سطح میں خواطر خواہ اثر انداز ہوتی ہے۔ مذہبی اور روایتی اداروں کے فارغین کی رائے غربت کے متعلق یکساں ہے کہ غریب یا امیر ہونے یا

نہ ہونے کی وجوہات کی بناپر فرد کی جدیدیت کی سطح متاثر ہوتی ہے۔ متوسط(79.4٪) اور ادنیٰ(63٪) سطح کے طلباء مال ودولت کو جدیدیت کی سطح کا پیمانہ قرار دیتے ہیں جبکہ اعلیٰ سطح کے نہیں۔

2) طلبہ (82 فیصد) یہ مانتے ہیں کہ گھریلو خواتین کے مقابلے میں ملازمت کرنے والی خواتین جدید ہوتی ہیں جبکہ طالبات کی اکثریت (52٪) یہ نہیں مانتی۔ مذہبی اداروں سے فارغین (58.3٪) کے بہ نسبت روایتی اداروں سے فارغین کی اکثریت (72.2٪) ملازمت کرنے والی خواتین کو گھریلو خواتین کے مقابلے میں زیادہ جدید تصور کرتے ہیں۔ سماج کے تینوں سطحوں کے طلباء خواہ وہ اعلیٰ، متوسط یا ادنیٰ سطح کے ہوں، سب کی اکثریت اسی بات کو مانتی ہے کہ ملازم خواتین گھریلو خواتین سے زیادہ جدید ہوتی ہیں۔

3) تمام گروہوں خواہ جنسی، مذہبی یا معاشی ہوں سبھی کی اکثریت جہیز کی مخالفت کرنے کو جدید امر محسوس کرتی ہے۔

4) ہر زمرہ سے تمام فریق یہ تصور کرتے ہیں کہ بیرونی ممالک میں زیر تعلیم گریجویٹس، ہندوستانی گریجویٹس سے زیادہ جدید ہوتے ہیں۔

5) 86.7٪ طالبات یہ مانتی ہیں کہ کسی شخص کے جدیدیت کی سطح کا تعین صرف اس کے تعلیمی سطح سے نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ دوسرے بھی کئی عناصر ہوتے ہیں۔ انکے ہم منصبوں میں یہ فرق اتنا واضح نہیں ہے۔ مذہبی اداروں اور روایتی اداروں سے فارغین کی اکثریت بھی صرف تعلیم ہی کو جدیدیت کی سطح کا آلہ نہیں قرار دیتی۔ اسی قسم کی رائے ادنیٰ سماجی و معاشی سطح کے افراد کی ہے جبکہ دیگر گروہوں میں یہ فرق اتنا واضح نہیں ہے۔

6) مردوں (طلبہ) کی بہ نسبت خواتین (طالبات) لڑکی کی تعلیم کو شادی کے مقابلے میں زیادہ اہم مانتی ہیں اور ان دونوں گروہوں کا فرق 14.9٪ ہے۔ مذہبی اداروں سے فارغ التحصیل طلباء کی اکثریت (87.5٪)، روایتی اداروں

سے فارغ ہونے والے (73.3٪) طلباء کے مقابلے میں لڑکی کی شادی کی بہ نسبت تعلیم کو اہمیت دینا جدید طرز عمل مانتے ہیں۔ عمومی طور پر تمام گروہ (جنس، مختلف تعلیمی پس منظر، مختلف سماجی و معاشی سطح) لڑکی کی تعلیم کے حق میں ہیں۔

7) مجموعی طور پر تینوں قسم کے گروہوں کی اکثریت جدید فرد کو لبرل رویوں کا حامل تصور کرتے ہیں۔

8) 58.8 فیصد طلبہ اور 65.3 فیصد طالبات جینس پہننا جدیدیت کی علامت محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح کے خیالات 56.9 فیصد مذہبی اور 62 فیصد روایتی اداروں سے فارغین طلباء کے ہیں۔ مختلف سماجی و معاشی گروہ بالترتیب اعلیٰ (65.2٪)، اوسط (50.4٪) اور ادنیٰ (68.1٪) بھی اس امر کو جدید تصور کرتی ہیں۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمام گروہوں کے لوگوں کی اکثریت جینس پہننے کے فعل کو جدید تصور کرتے ہیں۔

9) طلبہ وطالبات کے دونوں گروہوں کے تقابل سے ہمیں یہ دلچسپ اور تعجب کن نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی کہ طالبات کی اکثریت (52٪) اپنے نجی معاملات میں والدین کی مداخلت کو پسند نہیں کرتی جبکہ طلبہ کی اکثریت (54.7٪) والدین کے فیصلہ پر منحصر ہونا یا اہمیت دینا پسند کرتی ہے۔ مذہبی اداروں سے فارغ ہونے والوں کی اکثریت (70.8٪) یہ تصور کرتی ہے کہ جدیدیت بالغ اولاد کے معاملے میں دخل دینے سے والدین کو روکتی ہے۔ان کے ہم منصبوں کے خیالات ان سے کچھ مختلف ہیں یعنی روایتی اداروں سے فارغ التحصیل کی اکثریت (57.1٪) یہ نہیں مانتی کہ جدیدیت والدین کی مداخلت کو بالغ اولاد کے معاملہ میں روکتی ہے۔ اعلیٰ سماجی و معاشی سطح کی اکثریت اپنے معاملات میں والدین کی مداخلت پسند نہیں کرتی جبکہ اوسط اور ادنیٰ سطح کے لوگ بالغ ہونے کے باوجود اپنے والدین کے فیصلہ پر منحصر ہونا یا اہمیت دینا پسند کرتے ہیں۔

10) 18.7٪ طالبات پردہ کو جدیدیت کے عمل میں حائل خیال کرتی ہیں۔ روایتی اداروں سے فارغ ہونے والے 74.2٪ طلباء مانتے ہیں کہ پردہ کا نظام جدیدیت کے عمل میں رُکاوٹ نہیں ہے جب ہم ان کے ہم منصب مذہبی اداروں سے فارغ ہونے والوں کی رائے کا جائزہ لیتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ 58.3٪ پردہ کو جدیدیت کے عمل میں رُکاوٹ خیال کرتے ہیں۔ شاید ان کے تصور میں جدید لوگ پردہ نہیں کرتے۔ اگر ان کا خیال اس طرح کا ہو تو وہ جدیدیت اور مغربیت میں کنفیوز ڈ ہیں۔

11) ادنیٰ سماجی و معاشی سطح کے لوگ (45.9٪)، اوسط (29.8٪) اور اعلیٰ (19.1٪) سطحوں کے مقابلے میں پردے کو جدیدیت کے عمل میں رکاوٹ تصور کرتے ہیں۔

12) متوسط طبقے کے جدید ہونے کے حوالے سے جنسی اعتبار سے کوئی مخالف رائے نہیں ہے لیکن تعلیمی پس منظر اور سماجی و معاشی سطحوں کے اعتبار سے رائے میں اختلافات ہیں۔ ہمیں یہ جان کر تعجب ہوتا ہے کہ خود متوسط طبقے کے لوگ (66٪) اپنے آپ کو جدیدیت کا حامل نہیں تصور کرتے جبکہ ان کے دوسرے فریق یعنی اعلیٰ اور ادنیٰ سماجی و معاشی سطح کے (بالترتیب 71.6٪ اور 61.5٪) لوگ یہ مانتے ہیں کہ متوسط طبقے کے لوگ بھی جدید ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح مذہبی اداروں سے فارغ التحصیل طلباء (83.3٪) بھی متوسط طبقے کے لوگوں کو جدید خیال نہیں کرتے جبکہ روایتی اداروں سے فارغ زیادہ تر لوگ (63.8٪) متوسط طبقے کے افراد کو بھی جدید ہوسکنے پر یقین رکھتے ہیں۔

13) 44.9 فیصد طلبہ اور 14 فیصد طالبات یہ مانتے ہیں کہ مرد یا عورت جو ازدواجی زندگی میں یقین نہیں رکھتے وہ جدید ہوتے ہیں۔ 70.8 فیصد مذہبی اداروں سے فارغ طلباء اس غلط فہمی میں ہے کہ جو لوگ جدید ہوتے ہیں وہ ازدواجی زندگی میں یقین نہیں رکھتے۔ اوسط طبقہ کی اکثریت (51.8٪) بھی اسی طرح کی خیال رکھتی ہے۔

14) سبھی زمروں کی اکثریت ڈیٹنگ کو جدیدیت کی علامت تصور کرتی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بی ایڈ سطح کے طلبہ وطالبات چاہے وہ کسی بھی سماجی ومعاشی سطح کے ہوں یا کسی بھی قسم کے ادارے سے فارغ ہوں، ان کی اکثریت جدیدیت اور مغربیت میں کوئی قابل لحاظ فرق نہیں کرتی۔ وہ مغربیت اور جدیدیت میں کئی بار یکسانیت کا خیال کرتے ہیں۔

15) بی ایڈ کے طلباء کی ایک قلیل تعداد مذہب کو جدیدیت کے راستہ کی رکاوٹ خیال کرتی ہے۔ جس میں 27.3 فیصد طالبات اور 36 فیصد طلبہ شامل ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ مذہبی اداروں سے فارغ 45.8 فیصد طلباء بھی مذہب کو جدیدیت کے راستہ میں رُکاوٹ خیال کرتے ہیں۔

16) تمام قسم کے گروہ کے طلباء کی اکثریت جدید ٹکنالوجی کا زندگی کے مختلف شعبوں میں استعمال کرنا ایک جدید عمل تصور کرتی ہے۔

17) مذہبی اداروں سے فارغین کی اکثریت (81.9٪) تصور کرتی ہے کہ عورت نوکری کا بوجھ اٹھا کر اپنی زندگی ہلاکت میں ڈال رہی ہے۔ اسی گروہ کے کچھ افراد (18.1٪) یہ مانتے ہیں کہ عورت کے نوکری کرنے سے اس کی زندگی نہیں بگڑتی۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ بی ایڈ کرنے والی خواتین کی کچھ ہی تعداد سہی (6.7٪) عورت کا

نوکری کرنا خود کی زندگی بگاڑ لینا تصور کرتی ہیں۔اس سے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے بی ایڈ کورس میں داخلہ کس غرض سے یا کن وجوہات کی بنا پر لیا؟ متوسط سطح کا ایک بڑا طبقہ (79.4٪) بھی اسی طرح کا فہم رکھتا ہے۔

18) طلبہ (49.8٪) وطالبات(33.3٪) کی نا قابل نظر انداز تعداد جدیدیت کے عمل میں طرز پوشاک کو اہم مانتی ہے۔مذہبی اداروں سے فارغ اکثر لوگوں(68.1٪) اور 38.8 فیصد روایتی اداروں سے فارغین کی یہی رائے ہے۔سماجی ومعاشی سطح کی رو سے اوسط(57.5٪)اور اعلیٰ(63.8٪) سطح کی اکثریت یہ نہیں مانتی کہ طرز پوشاک کی جدیدیت کے عمل میں کوئی اہمیت ہے جبکہ ادنیٰ سطح کے طلباء(53.3٪)یہ مانتے ہیں کہ طرز پوشاک کو جدیدیت کے عمل میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

19) طالبات میں سے 72فیصد یہ چاہتی ہیں کہ وہ اپنی زندگی کے ہم سَفر کا خود انتخاب کریں جبکہ 28فیصد طالبات اس کا فیصلہ اپنے والدین پر چھوڑتی ہیں۔طلبہ کی اکثریت(79.8٪) بھی اپنی شریک حیات کو خود منتخب کرنا پسند کرتے ہیں صرف ٪20.2 طلبہ شادی کے معاملہ میں اپنے والدین کی رائے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔مذہبی اداروں سے فارغ طلباء کی کثیر تعداد(94.4٪)اپنے شریک حیات کو خود منتخب کرنا چاہتے ہیں یہی کیفیت روایتی اداروں سے فارغ72.2فیصد طلباء کی بھی ہے۔ادنیٰ (75.6٪)،اوسط(84.4٪)اور اعلیٰ(70.9٪) تینوں سماجی ومعاشی حیثیت رکھنے والے طلباء اپنی شادی کے لئے لڑکا یا لڑکی کے انتخاب کا اختیار اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔

20) مذہبی اداورں سے فارغ تمام طلباء اس بات کو پختہ طور پر مانتے ہیں کہ جدیدیت جنسی مساوات کو یقینی بناتی ہے۔طلبہ (76.4٪) وطالبات(80.7٪) کی اکثریت جنسی مساوات کے تیقن کو جدیدیت کی علامت مانتی ہے۔

21) 20.7 فیصد طالبات اور 32.2 فیصد طلبہ یہ غلط تصور رکھتے ہیں کہ تمبا کو نوشی، شراب نوشی اور حد درجہ سنورنے کا رجحان فرد کو جدید بناتے ہیں اسی طرح کے تصورات 24.6 فیصد روایتی اداروں سے فارغ طلباء اور 44.4 فیصد مذہبی اداروں سے فارغ طلباء کی ہیں اور وہ ان عادات والے افراد کو جدید تصور کر تے ہیں۔ ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے 33.3 فیصد، اعلیٰ سطح کے 14.9 فیصد اور اوسط سطح کے 36.2 فیصد طلباء بھی ان عادات یا رجحانات کو جدیدیت کا نام دیتے ہیں لیکن ان تینوں گروہوں کی اکثریت اسے نہیں مانتی۔

22) تمام زمروں کے فریق یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت، سیاست میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ طالبات کی اکثریت یہ ماننے کے باوجود کہ جدیدیت سیاست میں خواتین کی شراکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جبکہ اس فیصلہ پر نہ اترنے والے یا اس بات کو نہ ماننے والے طالبات (38.7٪) کی رائے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

23) عمومی طور پر تمام جواب دہندگان اس بات سے متفق ہیں کہ جدیدیت کے عمل کے دوران تعلیم کے میدان میں تبدیلی لازمی ہے۔

24) اس سوال کے لئے کہ پیشہ وارانہ طور پر مردوں کو خواتین کے تحت کام کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے، یہ دلچسپ نتائج سامنے آتے ہیں کہ اکثر مرد (82٪) پیشہ وارانہ طور پر خواتین کے تحت کام کرنے سے انکار نہیں کرتے لیکن 21.3 فیصد خواتین (طالبات) مردوں کو اپنے تحت کام کروانا پسند نہیں کرتیں جبکہ 78.7 فیصد طالبات پیشہ میں مردوں کا ماتحت بننا غلط تصور نہیں کرتیں۔ روایتی اداروں سے فارغ 17.7 فیصد اور مذہبی اداروں سے فارغ 16.6 فیصد طلباء (طلبہ وطالبات) خواتین کے تحت کام کرنا نہیں چاہتے۔

25) اوسط طبقہ کی اکثریت(51.1٪) قدامت پسند ہے۔ وہ تبدیلی سے کسی قسم کا ڈر یا خوف محسوس کرتی ہے جبکہ دیگر تمام فریق کی اکثریت یہ تسلیم کرتی ہے کہ قدامت پسند خیالات میں تبدیلی اور روایتی معاشرے کی تنظیم نو جدیدیت کی علامت ہے۔

26) روایتی اداروں سے فارغ طلباء(81.7٪)سے مذہبی اداروں سے فارغ زیادہ تر طلباء(87.5٪)جدید تکنیکی ترقی کو ایک تحفہ تصور کرتے ہیں۔ طلبہ وطالبات کی مختصر سی جماعت بالترتیب 15.3٪اور18.4٪ تکنیکی ترقی کو لعنت محسوس کرتی ہے چاہے اس کی کوئی بھی وجہ ہو۔

27) تمام گروہوں کی اکثریت یہ مانتی ہے کہ جدیت کے حامل افراد کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی معاملہ میں صرف اپنی ہی رائے کو حتمی قرار نہیں دیتے بلکہ اپنے سے اختلاف رائے میں بھی یقین رکھتے ہیں۔اس کی تائید اعلیٰ اور اوسط طبقوں کے طلباء کے مقابلہ میں ادنیٰ سماجی ومعاشی سطح کے لوگ مضبوطی سے کرتے ہیں۔

28) تمام گروہوں کی اکثریت اور مذہبی اداروں سے فارغین کی 41.7فیصد یہ قبول کرتی ہے کہ بچوں کے مستقبل کی قبل ازوقت منصوبہ بندی جدیدیت کے حامل افراد کا طرز عمل ہوتا ہے۔

29) 34.7٪ طالبات اور 40.4٪طلبہ یہ سمجھتے ہیں کہ مال ودولت سے کسی فرد کے جدیدیت کی نمائندگی ہوتی ہے۔اسی طرح کے خیالات مذہبی اداروں سے فارغین کی اکثریت (55.6٪)کے بھی ہیں۔ سماج کے اعلیٰ سطح کے طلباء کی ایک خاطر خواہ تعداد(46.1٪)اس غلط فہمی میں ہے کہ ان کا مال ان کے جدید ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔

30) طالبات (20٪) کے مقابلہ میں تین گنا طلبہ(59.9٪)جدید ٹکنالوجی کو ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ خیال کرتے ہیں۔اسی طرح مذہبی اداروں سے فارغ طلباء(29.2٪)کے مقابلے میں روایتی اداروں سے فارغ زیادہ تر

طلباء(49%)ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ جدید ٹکنالوجی کو قرار دیتے ہیں۔ادنیٰ معاشی سطح کے اکثر طلباء(60%) بھی جدید تکنالوجی کو ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ تصور کرتے ہیں۔

31) بلا لحاظ جنس، تعلیمی پس منظر اور سماجی ومعاشی سطح سبھی فریق اسکی پوری طرح تائید کرتے ہیں کہ اہم فیصلوں میں والدین یا ذمہ داروں کو اپنی اولاد کی رائے بھی لینی چاہیے اور اس کا لحاظ رکھا جانا چاہیے۔

32) بی ایڈ کے لگ بھگ 50 فیصد طلبہ وطالبات کی رائے میں صرف گیجیٹس(Gadgets) کی وجہ سے لوگوں کی معاشی سطح کو بہتر نہیں بنایا جاسکتا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ روایتی اداروں سے فارغین کی بہ نسبت مذہبی اداروں سے فارغین کی اکثریت(86.1%)یہ مانتی ہے کہ گیجیٹس کے ذریعہ ہی معاشی حالت میں بہتری لائی جاسکتی ہے جبکہ اوسط طبقہ کی اکثریت ایسا تصور نہیں کرتی۔

33) 52.1%طلبہ اور 38%طالبات یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت سے معاشرے میں اقدار کا نظام تباہ ہو جاتا ہے۔جدیدیت سے متعلق اقداری نظام کو تباہ کن سمجھنے والوں میں مذہبی اداروں سے فارغین کی تعداد(59.7%) کسی قدر زیادہ ہے۔اسی طرح اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کے متعدد افراد (51.8%) جدیدیت کو اقداری نظام کو پامال کرتے ہوئے محسوس کرتے ہیں۔

34) ہر سطح کے لوگ بلا تفریق جنس، تعلیمی ادارہ، سماجی ومعاشی سطح سب یہ مجموعی رائے رکھتے ہیں کہ والدین اور اساتذہ کی رائے ضروری نہیں کہ ہمیشہ صحیح ہو،بچوں کو ان کی رائے کبھی کبھی دوبارہ جانچ بھی لینی چاہیے۔اس کے باوجود 36 فیصد طلباء ہمیشہ والدین اور اساتذہ کی رائے میں یقین رکھتے ہیں۔

35) جدیدیت معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے معاون ہوتی ہے اس بات سے تمام فریق اکتفا کرتے ہیں۔

36) 57.3 فیصد طالبات کے علاوہ تمام جواب دہندگان کی اکثریت یہ تصور رکھتی ہے کہ رسمی تعلیمی نظام میں زیر تعلیم طلباء مذہبی اداروں میں پڑھنے والے طلباء سے زیادہ جدید ہوتے ہیں حیرت کی بات یہ ہے کہ مذہبی اداروں میں پڑھنے والے طلباء خود اپنے آپ کو جدید تصور نہیں کرتے ہیں۔

37) عمومی طور پر بیشتر طلباء یہ مانتے ہیں کہ ایک مذہبی آدمی بھی جدید ہو سکتا ہے، لیکن مذہبی اداروں سے فارغ 41.7 فیصد طلباء مذہبی آدمی کے جدید ہوسکنے پر یقین نہیں رکھتے۔

38) طلباء کی اکثریت اس بیان کی تائید کرتی ہے کہ صحت عامہ کا کم خرچ پر تحفظ جدیدیت کے ذریعہ ممکن ہو سکتا ہے۔

39) 21 فیصد طلباء یہ تصور رکھتے ہیں کہ جدید شخص اپنے بڑوں یا بزرگوں کا احترام نہیں کرتا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ مذہبی اداروں سے فارغین (11.1٪) کے بہ نسبت روایتی اداروں سے فارغین (24.9٪) کی اکثریت اس طرح کا تصور رکھتی ہے۔ اس کے بر خلاف اکثریت یہ مانتی ہے کہ ایک جدید فرد کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ وہ اپنے بڑوں کی بے ادبی یا بے حرمتی کرے۔

40) مدارس سے فارغ ہونے والے 73.6٪ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جدید شخص کا دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھنا کوئی نامناسب بات نہیں ہے۔ جبکہ ان کے ہم منصب 46.7٪لوگ اس کو ایک جدید شخص کے لئے نامناسب تصور کرتے ہیں۔ ادنیٰ اور اعلیٰ سطح کے لوگوں کے مقابلے میں اوسط طبقہ کے زیادہ تر طلباء بھی اس قسم کا غلط خیال رکھتے ہیں کہ ایک جدید شخص دوسرے مذہب کے لوگوں کے ساتھ تناول نہیں کر سکتا۔ عمومی طور پر نصف سے زائد طلباء اس طرح کا غلط تصور قائم کئے ہوئے ہیں۔

41) طلبہ (28.5٪) وطالبات (13.3٪) جن میں مذہبی اداروں سے فارغ 40.3 فیصد اور روایتی اداروں سے فارغ 19.1 فیصد شامل ہیں جو یہ تصور رکھتے ہیں کہ جدیت کے حامل لوگ خدا پر یقین نہیں رکھتے۔ سماجی و معاشی سطح کے لحاظ سے ادنیٰ سطح کے 14.8٪ طلباء، اوسط سطح کے 31.2٪ طلباء اور اعلیٰ سطح کے 22.7٪ طلباء یہ خیال کرتے ہیں کہ جدیت کے حامل لوگ خدا پر یقین نہیں رکھتے جبکہ ان تینوں طبقوں کی اکثریت اس بات کو نہیں مانتی۔

42) تمام فریق بلالحاظ جنس، تعلیمی پس منظر اور سماجی و معاشی سطح سبھی کی بیشتر تعداد اس غلط فہمی کا شکار ہے کہ شادی میں بھاری اخراجات کرنے سے جدیدیت کی سطح ظاہر ہوتی ہے۔

43) 65 فیصد طلبہ اور 40 فیصد طالبات یہ مانتے ہیں کہ جدیدیت کا مغربی لباس کے ساتھ غلط تصور جوڑا گیا ہے جن میں روایتی اداروں سے فارغ 59 فیصد اور مذہبی اداروں سے فارغ 44 فیصد شامل ہیں۔ اعلیٰ سطح کے 58 فیصد ایسا نہیں مانتے۔

44) ہر گروہ کی اکثریت یہ تصور کرتی ہے کہ سوشل میڈیا پر فالو اپ کی تعداد کسی شخص کے جدیدیت کی سطح کی نشاندہی کرتی ہے۔

45) طلباء کی اکثریت بلا تفریق جنس، ادارہ، فراغت اور معاشی سطح یہ متفقہ طور پر مانتے ہیں کہ خواندگی کی شرح اور تعلیمی معیار سے جدیدیت کا راست تعلق ہے۔

46) تمام قسم کے گروہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جدیدیت، حاصل کردہ حیثیت یعنی ذاتی مہارتیں، صلاحیتوں اور کوششوں پر زور دیتے ہیں۔

47) طلباء کی تمام گروہوں کی اکثریت یہ محسوس کرتی ہے کہ ترقی پذیر ممالک اپنے مستقبل کا تصور ترقی یافتہ ممالک سے حاصل کرتے ہیں۔

48) بیشتر طلبہ (45%) وطالبات (68%) یہ تصور رکھتے ہیں کہ جدید افراد اپنے بوڑھے والدین کو اولڈ ایج ہوم کے حوالے کرتے ہیں۔ مذہبی اداروں کے فارغین کی اکثریت (70.8%) اور روایتی اداروں کے 49.9% بھی ایسا مانتے ہیں۔ مختلف سماجی و معاشی سطحوں کے مناسبت جائزہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس طرح کا خیال کہ عمر رسیدہ والدین کو اولڈ ایج ہوم میں شریک کرنا ایک جدید فرد کا طرز عمل ہے، اکثر ادنیٰ اور اوسط طبقہ کے لوگوں کے ہیں، جبکہ اعلیٰ سطح کی اکثریت اس طرح نہیں خیال کرتی۔

49) طلبہ وطالبات کے جدیدیت کے تئیں تصورات یا احساسات میں قابل لحاظ فرق ہے۔ طالبات طلبہ کے مقابلے میں جدیدیت کے تئیں زیادہ مثبت تصورات رکھتی ہیں۔

50) مذہبی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء اور روایتی تعلیمی پس منظر رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات میں قابل لحاظ فرق ہے۔ روایتی تعلیمی اداروں سے فراغت کے بعد بی ایڈ کے کورس میں شریک ہونے والے طلباء کے تصورات مذہبی تعلیمی اداروں سے فارغ ہونے کے بعد بی ایڈ کورس میں داخلہ لینے والے طلباء کی بہ نسبت کسی قدر زیادہ مثبت ہیں۔

51) ادنیٰ اور اوسط سماجی و معاشی سطح رکھنے والے طلباء کے تصورات میں کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے، جبکہ اوسط اور اعلیٰ سماجی و معاشی سطح رکھنے والے طلباء کے جدیدیت کے تئیں تصورات میں معنی خیز فرق ہے۔ مزید یہ کہا جا سکتا

ہے کہ اعلیٰ سماجی و معاشی سطح رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء اوسط سماجی و معاشی سطح رکھنے والے بی ایڈ کے طلباء سے کسی قدر زیادہ مثبت تصورات رکھتے ہیں۔

5.3 اختتامیہ Conclusions

بی ایڈ سطح پر ریاست تلنگانہ کے کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والے تمام فریق یہ متفق رائے رکھتے ہیں کہ جدیدیت معیار زندگی کو بہتر بنانے میں معاون ہوتی ہے۔ لیکن ان کے خیال میں ایک غریب آدمی جدید نہیں ہو سکتا۔ متوسط طبقہ کے لوگ خود کو جدید محسوس نہیں کرتے، حالانکہ ادنیٰ اور اعلیٰ سطح کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک اوسط سطح کا فرد بھی جدید ہو سکتا ہے۔ طلباء کی خاطر خواہ تعداد (38%) یہ تصور رکھتی ہے کہ جو شخص مال دار ہوتا ہے وہ جدید بھی ہوتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہونا کوئی ضروری نہیں ہے۔

بی ایڈ کے طلباء یہ بھی مانتے ہیں کہ جدیدیت کے عمل کے دوران تعلیم کے میدان میں تبدیلی لازمی ہے اور خواندگی کی شرح اور تعلیمی معیار کا جدیدیت سے راست تعلق ہے۔ صرف ڈگری حاصل کر لینا جدید کہلانے کے لئے کافی نہیں اور وہ اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ جدیدیت، فرد کی ذاتی مہارتیں اور صلاحیتوں پر زور دیتی ہے نہ کہ عطا کی گئی یا ورثہ میں ملی حیثیت پر۔ ان تمام مثبت پہلوؤں کے باوجود وہ یہ تصور بھی رکھتے ہیں کہ جو لوگ بیرون ملک تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ اندرون ملک تعلیم حاصل کرنے والوں سے زیادہ جدید ہوتے ہیں۔ اسی طرح روایتی اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والے مذہبی اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والوں سے زیادہ جدید ہوتے ہیں یہاں تک کہ مذہبی اداروں سے فارغ افراد خود اپنے آپ کو جدید تصور نہیں کرتے۔ خواہ اس کی وجوہات جو بھی ہوں۔

بی ایڈ کے طلباء یہ مانتے ہوئے بھی کہ جدید ٹکنالوجی کو زندگی کے مختلف شعبوں میں استعمال کرنا ایک جدید عمل ہے، جدید ٹکنالوجی کو 59.9 فیصد طلبہ ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ قرار دیتے ہیں جبکہ مذہبی اداروں سے فارغ طلباء کی اکثریت جدید ٹکنالوجی کو ایک تحفہ سے کم تصور نہیں کرتی۔بی ایڈ کے طلباء میں جدیدیت سے متعلق ایک غلط تصور یہ بھی ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر فالواپ کی تعداد کو جدیدیت کی نشانی سمجھتے ہیں،یعنی جس قدر فالواپ ہو گا وہ فرد اتنا ہی جدید ہو گا بی ایڈ کے طلبا ایسا تصور کرتے ہیں۔

عمومی طور پر بیشتر طلباء یہ مانتے ہیں کہ ایک مذہبی آدمی بھی جدید ہو سکتا ہے لیکن مذہبی اداروں سے فارغ 41.7 فیصد طلباء کسی مذہبی فرد کے جدید ہوسکنے پر یقین نہیں رکھتے۔ان کے خیال میں جدید یافتہ لوگ خدا پر یقین نہیں رکھتے اور مذہب کو جدیدیت کے راستے میں حائل تصور کرتے ہیں۔جبکہ یہ لوگ یہ مانتے ہیں کہ دوسرے مذہب کے لوگوں کے ساتھ کھانا یا ایک ہی دستر خوان پر تناول کرنا کوئی نامناسب بات نہیں ہے۔مذہبی اداروں سے فارغ 59.7 فیصد یہ تصور کرتے ہیں جدیدیت معاشرے میں اقدار کے نظام کو پامال کرتی ہے۔دیگر گروہوں کے بہ نسبت اعلیٰ معاشی سطح کے طلباء کی اکثریت بھی اسی طرح خیال کرتی ہے کہ جدیدیت سے معاشرے میں اقدار کا نظام درہم برہم ہوتا ہے۔تمام فریقوں کی اکثریت یہ تسلیم کرتی ہے کہ قدامت پسند خیالات میں تبدیلی اور روایتی معاشرے کی تنظیم نو جدیدیت کی علامت ہے لیکن اوسط طبقہ کی اکثریت(51.1٪) قدامت پسند ہے وہ تبدیلی سے کسی قسم کا ڈر یا خوف محسوس کرتی ہے۔

اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ بی ایڈ کے طلباء جدیدیت کے حامل فرد کو لبرل رویوں کا حامل، کثرت رائے میں یقین رکھنے والا سمجھتے ہیں، اور وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ جدیدیت کا مغربیت سے غلط تصور لیا جارہا ہے۔اس کے

باوجود وہ خود یہ سوچتے ہیں کہ جینس پہننا جدیدیت کی علامت ہے اور اسی طرح اس گروہ کا ایک طبقہ یہ خیال کرتا ہے کہ تمباکو نوشی، شراب نوشی اور حد درجہ سنورنے سے فرد کی جدیدیت کے سطح کی نشاندہی ہوتی ہے۔ان کی اکثریت جدیدیت سے مراد ظاہری لباس، صورت وشکل سے لیتی ہے جبکہ جدیدیت کا تعلق ظاہر سے زیادہ باطن سے ہے۔

تمام گروہوں کی اکثریت یہ مانتی ہے کہ جنسی مساوات میں یقین رکھنا، سیاست میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرنا جدیدیت میں شامل ہے اور پردہ کسی بھی طرح سے جدیدیت کے عمل میں حائل نہیں ہے لیکن 18.7 فیصد طالبات پردہ کو جدیدیت کے عمل میں رکاوٹ خیال کرتی ہیں۔اکثر طلبہ پیشہ میں خواتین کے تحت کام کرنا غلط تصور نہیں کرتے لیکن 21.3 فیصد طالبات، مردوں کا اپنے تحت کام کرنا پسند نہیں کرتے۔مذہبی اداروں سے فارغین کی اکثریت(81.9%) یہ تصور رکھتے ہیں کہ عورت نوکری کا بوجھ اٹھا کر اپنی زندگی ہلاکت میں ڈال رہی ہے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ بی ایڈ پڑھنے والی خواتین کی کچھ تعداد ہی سہی (6.7%)عورت کا ملازمت کرنا خود کی زندگی بگاڑ لینا خیال کرتی ہیں۔اس سے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے بی ایڈ کورس میں داخلہ کس غرض یا کن وجوہات کی بنا پر لیا ہوگا؟ طلبہ کی اکثریت(82%) ملازم خواتین کو گھریلو خواتین سے زیادہ جدید تصور کرتے ہیں جبکہ طالبات کی اکثریت(52%) ایسا محسوس نہیں کرتی۔

اکثر طلباء لڑکی کی شادی کے مقابلہ میں لڑکی کی تعلیم کو، ٹھیک اسی طرح جہیز کے مخالفت کو جدید فعل مانتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈیٹنگ(Dating) کو بھی جدیدیت کا حصّہ تصور کرتے ہیں۔مزید یہ خیال کرتے ہیں کہ جدیدیت کے حامل لوگ ازدواجی زندگی میں تیقن نہیں رکھتے۔اس طرح خیال کرنے والوں میں مذہبی اداروں

سے فارغین کی فیصد 70.8 ہے اور اوسط طبقہ کے 51.8 فیصد ہے۔ شادی میں بھاری اخراجات کرنا اور اصراف بھی جدیدیت کی نشانی سمجھتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ شادی کے معاملہ میں سبھی فریق اپنے شریک حیات کا انتخاب خود کرنا پسند کرتے ہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ طلبہ (52٪) کے بہ نسبت طالبات کی اکثریت (54.7٪) اپنے نجی معاملات میں والدین کی مداخلت کو پسند نہیں کرتی۔ اسی طرح اعلیٰ سماجی ومعاشی سطح کی اکثریت بھی اپنے نجی معاملات میں والدین کی مداخلت گوارہ نہیں کرتی۔ سبھی فریق بلالحاظ جنس، تعلیمی پس منظر اور سماجی ومعاشی سطح اس کی پوری تائید کرتے ہیں کہ والدین یا ذمہ داروں کو اہم فیصلے لیتے وقت اپنی اولاد یا ماتحتوں کی رائے بھی لینی چاہیے اور یہ بھی رائے رکھتے ہیں کہ والدین اور اساتذہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ صحیح ہوں، بچوں کو ان کی رائے کبھی کبھی دوبارہ جانچ لینی چاہئے۔ بیشتر طلبہ وطالبات یہ تصور رکھتے ہیں کہ جدیدیت کے حامل افراد اپنے بچوں کے مستقبل کی قبل ازوقت منصوبہ بندی تو کرلیتے ہیں لیکن وہ اپنے والدین کے ساتھ سوتیلا سلوک کرتے ہیں وہ اپنے ضعیف والدین کو اولڈ ایج ہوم کے حوالے کرتے ہیں۔ اس طرح کے خیال رکھنے والوں کی اکثریت مذہبی اداروں سے فارغ لوگوں کی اور سماج کے اوسط اور ادنیٰ سطح کے لوگوں کی ہے۔ 21 فیصد طلباء یہ تصور رکھتے ہیں کہ جدیت کے حامل اشخاص اپنے بڑوں یا بزرگوں کا احترام نہیں کرتے۔

5.4 تعلیمی مضمرات Educational Implications

موجودہ مطالعہ کے نتائج سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اکثر بی ایڈ کے طلباء جدیدیت کے متعلق منفی تصورات قائم کئے ہوئے ہیں۔ اس بات کے قائل ہونے کے باوجود کہ تعلیم اور ٹکنالوجی جدیدیت کے عمل میں نمایاں رول ادا کرتی ہے، وہ مادہ پرستی کو جدیدیت کا لازمی آلہ قرار دیتے ہیں۔ عادات واطوار جیسے خود کو سنوارنا، سگریٹ نوشی، شراب نوشی، ڈیٹنگ اور شادی بیاہ وغیرہ جیسے رسومات میں بے حد اصراف جیسے افعال کو جدیدیت کی علامت خیال کرتے ہیں جو کہ انتہائی مہلک تصورات ہیں۔ چونکہ بی ایڈ کے طلباء مستقبل کے اساتذہ ہونگے اور شاگرد اساتذہ کا عکس ہوتے ہیں جس سے ان عادات کا عین تبادلہ طلباء میں بھی ممکن ہے۔ چنانچہ

- حکومت اور پالیسی میکرس بی ایڈ کے طلباء میں جدیدیت کے غلط تصورات کے وجوہات جاننے کی کوشش کرتے ہوئے انھیں جدیدیت کی طرف راغب کر کے قوم کی تعمیر میں اثاثہ بنانے میں مدد کر سکتے ہیں۔

- والدین اپنے بچوں کو بلا تفریق جنس دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے بھی آراستہ کریں تاکہ وہ جدیدیت اور مغربیت میں فرق واضح کر سکیں اور اپنے آپ کو Mainstream سے جوڑ سکیں۔

- اساتذہ پر یہ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اگلی نسل میں بھی جدیدیت کے متعلق مثبت تصورات کو فروغ دیں اور ان کا مستقبل سنواریں تاکہ وہ اپنی زندگی کو معیاری بنانے کے ساتھ ساتھ ایک بہتر شہری بن کر اپنے قوم اور ملک کی ترقی میں دیگر اقوام کے ساتھ نمایاں رول ادا کر سکیں۔

- نصاب ڈیزائنر یہ خیال رکھے کہ اسکول کے نصاب کی تیاری میں جدید اقدار جیسے نئے تجربات کے لئے آمادگی، ایجادات اور تبدیلی کے لئے تیاری، انتہائی تازہ طریقہ کار، ٹکنالوجی، فکر، سازوسامان کا بر محل استعمال، توہم پرستی کو مسترد کرنا، سائنسی نقطہ نظر رکھنا، کسی بھی مسئلہ میں رائے کے تنوع میں یقین رکھنا وغیرہ کی خصوصیات نمایاں ہوں۔

- بی ایڈ پڑھنے والے طلباء میں جدیدیت کے تعلق سے جو تصورات قائم ہوئے ہیں ظاہر ہے وہ اچانک رونما نہیں ہوئے بلکہ انکے سابقہ تجربات کا سلسلہ ہے۔ اس لئے اسکولی انتظامیہ اسکول کے ماحول کو ہر اعتبار سے بہتر بنائے جس سے طلباء میں مثبت تصورات فروغ پاسکیں۔

مستقبل کے اساتذہ جو قوم کے معمار ہیں، اگر جدیدیت اور مغربیت میں فرق نہ کر سکیں اور مغربیت کو جدید اور بہتر تصور کریں تو اگلی نسلوں کا کیا حال ہو گا؟ اس لئے تربیتی ادارے اس بات کو یقینی بنائیں کہ طلباء جدیدیت اور مغربیت میں واضح فرق کو محسوس کر سکیں۔

5.5 مزید مطالعہ کے لئے تجاویز Suggestions for further Study

1. اوسط طبقہ کے طلباء کیوں اس احساس کمتری میں مبتلا ہیں کہ وہ جدید نہیں ہوسکتے۔ ایک غریب آدمی جدید نہیں ہوسکتا کن وجوہات کی بنا پر بی ایڈ کے طلباء یہ تصور کرتے ہیں مزید جاننے کی ضرورت ہے۔

2. آخر کیا وجہ ہے کہ بی ایڈ کے طلبہ وطالبات بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے والوں کو اندرون ملک تعلیم حاصل کرنے والوں سے، اسی طرح روایتی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو مذہبی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والوں سے زیادہ جدید تصور کرتے ہیں۔اس سلسلہ میں مزید مطالعہ کی ضرورت ہے۔

3. کیوں کر طلبہ جدید ٹکنالوجی کو ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ تصور کرتے ہیں اور طالبات کیوں نہیں؟ ٹکنالوجی اور جدیدیت سے متعلق مزید کیا غلط فہمیاں ان کے ہاں پائی جاتی ہیں اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

4. مذہبی اداروں سے فارغ زیادہ تر طلباء کیوں ایسا سوچتے ہیں کہ ایک جدیت کے حامل فرد مذہبی نہیں ہوتا اور خدا پر یقین نہیں رکھتا اور اعلیٰ معاشی سطح کے طلباء بھی ایسا کیوں محسوس کر رہے ہیں مزید مطالعہ کی ضرورت ہے۔اوسط طبقہ کے لوگ تبدیلی یا جدیدیت سے گھبرائے ہوئے کیوں ہیں اس کا بھی مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔اُن کے اس احساس کمتری کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

5. اس طرح کے تصورات کہ جدید لوگ ازدواجی زندگی میں یقین نہیں رکھتے یا شادی نہ کرنا جدید بناتا ہے یا جدید بننے کے لئے ڈیٹنگ کی عادت ڈالنی ہوگی، انتہائی نقصان دہ ہیں۔ان غلط تصورات کو بدلنے کی ضرورت ہے۔شادی میں بھاری اخراجات کرنا جدیدیت کا حصّہ نہیں بلکہ یہ تو ایک سماجی برائی ہے اس کے خاتمہ کی کوشش کرنی چاہیے اور اس طرح کے خیال کو کس طرح بدلا جاسکتا ہے اس سلسلہ میں مزید تحقیق کی جاسکتی ہے۔

6. سماج کے اوسط اور ادنیٰ سطح کے لوگ اس طرح کا خیال کیوں رکھتے ہیں کہ جدیدیت کے حامل افراد اپنے بوڑھے والدین کو اولڈ ایج ہوم کے حوالے کرتے ہیں۔اس سلسلے میں مزید تحقیق کی جاسکتی ہے۔

7. تحتانوی اور اعلیٰ تعلیمی سطح کے زیر تربیت اساتذہ اور بر سر خدمت اساتذہ کی بھی جدیدیت کے متعلق تصورات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

8. مزید سماج کے دوسرے طبقوں کے ساتھ بھی جدیدیت کے تئیں تصورات کے متعلق تقابلی مطالعات کئے جاسکتے ہیں۔

9. دوسرے ریاستوں میں بھی اس قسم کی تحقیق کی جاسکتی ہے اور ان کے نتائج کا تقابل موجودہ مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے۔

Bibliography **حوالہ جات**

Ahluwalia, S. P. (1971, 1977). "*Modernisation in India and the Role of Education: A select Bibliography".* (Ed.) R. N. Melhotra and S.N. Katiyar.

Basu, Tara, Krishna. (1962). *"The Bengal Peasants from Time to Time".* Asia Publishing House, Calcutta, 89.

Bhatnagar, G.S.(1972). *"Education and Social Change"*. Calcutta: The Minvera Associates.

Derebello, Dephne, M. (1979). *"Formal Schooling and Personal Efficacy."* New Delhi : Sterling Publishers, Pvt Ltd.

Desh pande. S & Desh Pande. LK (1993), Gender based discrimination in the urban labour market, ch.10 in popola and Sharma, 1993.

Ernest R. H & Willard B.S. (2002). Educational psychology, International edition, prentice-hall pvt. Ltd. New Delhi.

French, Howard W. (2005). A continent for the taking: the tragedy and hope of Africa (1. Vintage books ed.). New York, NY: Vintage Books. ISBN 978-1-4000-3027-9.

Gardels, Nathan (2011). *"The West No Longer Owns Modernity"*. New perspect (Malden, MA: Wiley-Blackwell) 28 (3): 61-64.

Gore, M.S. (1971). "*Education and Modernization."* (Ed.) A.R. Desai, Essays of Modernization of Underdeveloped Societies, The Thacker and Co., Bombay Ltd. 2, 228-239

Gore, M.S., Desai, I.P., Chitnis, Suma. (1970). *"Field Studies in Sociology of Education."* National Council of Educational Research and Training, New Delhi. 33-51.

Griffin and Pareekh. (1970). "*Directory of Behavioural Science Research in India."* Acharan Shankar Science Research in India. A directory, Vol 2. Ed. Delhi 1925-65.

Hooker, Richard. (1995). "Modernity in 20th Century America." A Study on Internet: World Cultures Home Page, C 1995.

International Dictionary of Education. (1977). Page, G.Terry, J.B. Thomas with A.R. Marshalled, Kogan Page, London.

Jeremiah I. Dibua (2006). Modernization and the Crisis of Development in Africe: The Nigerian Experience. Ashgate. pp.20-22. ISBN 9780754642282.

Jindal, B. L. (1981). *"Schooling and Modernity".* New Delhi: Inter-India Publications.

Koul, L. (2000). Methodology of Educational Research. Vikash Publishing House Pvt. Ltd., New Delhi.

Kuppuswamy, B. (1980). Advanced Educational Psychology. Sterling Publishers Pvt. Ltd., New Delhi.

Mangal, S.K. (2005). Advanced Educational Psychology. Prentice Hall of India Pvt. Ltd., New Delhi.

Marx, Karl.(1954). "Capital", Vols 1-3. Moscow: Progress Publishers.

Pandey, R.S. (1977). *"Child Socialization in Modernization."* New Delhi, Somaiya Publications, Pvt Ltd.

Rostow W.(1960). The Stages of Economic Growth: A Non-Communist Manifest, Cambridge University Press.

Saunders, John, V. D. (1969). *"Education and Modernization in Brazil",* in Eric.N. Barklanoff (Ed.). The shopping of Modern Brazil, Baton Rouge: Lousiana State University Press.

Sharma, S. L. (1979*). "Modernizing Effects of University Education."* New Delhi: Allied Publishers Private Limited.

Sharma, S.L. (1995). *"UGC Professional Competency in Higher Education".* (Ed.) N.K. Oberoi, Centre for Professional Development in Higher Education, University of Delhi, 80-86.

Singh, Yogendra. (1973*). "Modernization of Indian Tradition."* Delhi. : Thomson Press (India) Limited.

Smelser N.(1969). Mechanisms of and adjustments to change, T. Burns (ed.), Industrial Man, Penguin.

Sodhi, T.S. (1972). *"Impact of Religious Education on Personality Patterns of Students."* A Comparative Study, Mukund Publication, Ludhiana, 219.

Sullivan. (1968). *"Education in Social Change."* Bombay: Asia Publishing house.

Tiwari B.N. (2014), selected information on school education 2011-12, MHRD, statistics division, New Delhi.

Weber, Marx (1947). *"The Theory of Social and Economic Organisation."* Translated by A.M. Henderson and Talcott Parsons, (Ed.). Talcott Parsons. NewYork: Free Press of Glancoe.

Adams, Richard, E. (1973). *"Education and Attitude Towards the Family in India -A study in Vishakhapatnam, Andhra Pradesh"*. Dissertation Abstract International, 35(2-A), 881.

Ahmad, A. (1973). "*A Study of Relationship between Values and Modernity with*

SpecialReferences to College girls". Ph.D. thesis, Dept. of Psychology, Patna University, in : M.B.Buch, Second Survey of Research in Education, 1972-1978.

Ahsan, S. K. (1987). *"Socio-Economic Status and Modernity in Tribal Christians".* Ph.D. thesis, Dept. of Psychology, University of Ranchi.

Alamdar Hussain, Naveed Ahmad, Raghib Manzoor, & Mehtab Hameed. (2015). *"Impact of Modernization on Gender Roles-A Study of Advocates in Muzaffar Garh"*. International Letters of Social and Humanistic Sciences; Vol.52 May, 2015, PP-15-22.

Al-Khazraji, M. G. (1967). *"Expansive Attitudes Influencing Modernization and their Sociological Correlates: An Exploratory Study in Developing Nation",* Unpublished Ph.D. Thesis.

Almutuwa, Mohammed A. (2002). *"Values Change and its Effect on Women Status in the U.A.E. Society: Comparative field study on a sample of Educated Working and Non-working Women".* Journal of the Social Sciences, *30(2):* 347-79.

Beim Präsidenten, Emeriti Projekte. (2004). Paper presented to the conference *"Comparing Processes of Modernization".* University of Potsdam, December 15-21, 2003.

Bhasin, Meena. (1978-79). *"Attitude of the University Students Towards Social Change (Radicalism-conservatism). A comparative Study"*. Field Work Monograph, M.A. Dept of Sociology, Panjab University.

Bhushan, A. (1979). *"Values across Sex and Family Vocation",* in: M.B. Buch, Third Survey of Research in Education, NCERT 1978-83, 93.

Carr-BM, R., Okech, A., Katahoire, A., Kakooza, T., Ndidde, A. & Oxenham, J. (2001). *Adult Literacy Programs in Uganda*, Washington D.C. Human Development Africa Region, The World Bank.

Chase-Dunn, Christopher, Yukio Kawano & Benjamin D. Brewer. (2000). *'Trade Globalization since 1795: Waves of Integration in the World-System'.* American Sociological Review 65(1), pp. 77-95.

Chawla, R. (1995). *"Socio-Psychological Correlates of Modernity: It's Implications for the Enrichment of the Intellectual Climate of Panjab University*". Unpublished Ph.D. Thesis, Dept. of Education, Panjab University, Chandigarh.

Chhaju, Ram, (1992). *"Western Education and its Social Impact on the Punjab: 1849-1904".* Ph.D. Thesis, Dept. of Education, Panjab University, Chandigarh.

Cunningham, Ineke. (1973). *"The Relationship between Modernity of Students in a Puerto Rican High School and Their Academic Performance, Peers and Parents".*

International Journal of Comparative Sociology, XIV (3-4).

Damle, Y.B. (1966). *"College Youth in Poona: A study of Elite in the making"*. Mimeographed. Poona: Deccan College 1952.

Davine, Valerie, R. (1994). *"Multicultural instruction and attitude change"*. Ph.D. thesis, The University of Iowa, in: Dissertation Abstracts International, 55(12).

Desai, N. (1972). *"The Socio-Economic Element in Fertility Patterns in a Typical Community of Kaira District"*. Journal of Family Welfare, 18(4), 29-35.

Desai, U. S. (1984). *"Change and Traditionalism Among College Girls."* Ph.D Thesis, Dept. of Sociology, Gujarat, in: M.B. Buch, Fourth Survey of Research in Education, (1983-88), I (143).

Dubey, Darrell, Lee. (1972). "*Educational Institutionalization."* The Effects of Schooling in Two Societies on Civic Attitudes. Stanford Univ. Doctoral dissertation.

Ejide, Ben, Obidi. (1994). "*An investigation of the impact of socioeconomic status, gender, and religious views on attributional patterns of high school students in Nigeria"*. Ph.D. thesis, Loyota University of Chicago, in: Dissertation Abstracts International, 55(4).

Fant, E. Kombian. (2008). *"Education and Girl-Child Empowerment: The Case of Bunkpurugu/Yunyoo District in Northern Ghana"*. Ph.D. Thesis, Norway: University of Tromso.

Garg, Joginder Pal. (1976). "*College Education and Student Modernity in a Rural Setting"*. Fieldwork Monograph (Mimeographed), Chandigarh: Punjab University.

Gastil, John, Webster. (1994). "*Democratic citizenship and the National Issues Forums"*. Ph.D. Thesis, The University of Wiscnosin -Madison, in: Dissertation Abstracts International, 55(7).

Ghaban, M.A. (1986). *"Education and Individual Modernity among Saudi Students: A study of the impact of formal and cross cultural education on modernizing, attitudes and values"*. A doctoral dissertation, in Dissertation Abstracts International, 1987, 47(9), 3295-A.

Gombo, Ugen. (1985*). "Tibetan refugees in Tibetan Valley: A study of Socio-Cultural Changes and Continuity and the adaptation of a population in exile"*. in : Dissertation Abstract International, 1986, 46 (9).v

Goswamy, P.C. (1967). *"A study in Rural Change in Assam: A Report on Socio-Economic Research of a Village in Kamrup District."* A doctoral dissertation.

Holsinger, Donald, B. (1973). "*The Elementary School as Modernizer: A Brazilian Study."*

International Journal of Comparative Sociology, XIV, (3-4), 180-202.

Hu, Alfred, Ko-Wei. (1995). "*Ethnicity and the changing pattern of educational attainment in Taiwan, 1945-1990.*" Ph.D thesis, University of Chicago, in: Dissertation Abstracts International, 56 (5).

Hunter, James, Davision. (1996). *"After Modernity What? A Post Modernity Project."* University of Virginia. A Study on Internet: The Colloquium/Research Fellows /University of Virginia Home Page.

Inkeles, Alex and David, H. Smith. (1974). "*Becoming modern: Individual Change in Six Developing Countries"*. Cambridge Harvard Univ. Press.

Inkeles, Alex. (1969). "*Making Men Modem: On the Causes and Consequences of Individual Change in Six Developing Countries",* American Journal of Sociology, 75 (2), 208-225.

Iram Feroz; Asma Parveen.*"Age, Education and SocioEconomic Status as Related to Modernism among Women".* Indian Journal of Health and Wellbeing; Vol.2 No.2, 2011, PP343344.

Jabeen, Zehra. (1996). *"Education and Social Change: A Case Study of Middle Class Muslim Women in Hyderabad"*. Ph.D. Thesis. University of Hyderabad.

Jeanne, Calyen, Barbara. (1993). *"Russian (r) evolution. The process of change in the Russian educational system: A case study of four schools".* University of La Verne, in: Dissertation Abstracts International, 54(10), 1994.

Jetley, S. (1977). *"Modernizing Indian Peasants: A Study of Six Villages in Eastern U.P., Delhi."* Asia Educational Services, India.

Jha, L. N. (1970*). "A factorial study of some areas of adjustment in adolescent boys of Dharbanga District with special reference to their SES background and scholastic achievement."* Unpublished M. Ed. Dissertation, University of Delhi.

Jolly K.G. (1989). *"Pattern of Family Planning Performance in Relation to Socio-Economic Development - at the State Level",* in: S.N. Singh. M.K. Premi., P.S. Bhatia and A Bose, (Eds.), Population Transition in India, I, New Delhi, 193-201.

Kadritht, Marii Paškov.(2013). *"Education Matters, but who can Attain It? Attitudes towards Education and Educational Attainment in Estonia"* .Studies of Transition States and Societies; Vol.5 No.2, Nov, 2013.

Kahl, Joseph A. (1968). *"The Measurement of Modernism: A Study of Values in Brazil and Mexico."* Austin and London: University of Texas Press.

Kaplan, H.B. (1972). *"Self Derogation and school position: Interactional effects of Sex,*

Education, Race and Age." Social Psychology, B (2).

Kaur. J. (2012). *"Impact of socio-economic status on academic achievements of secondary school students".* Researcher's Tandem, 3(9), p.57-62.

Kawagley, Angayuqaq, Oscar. (1993*). "A Yupiaq world view: Implications for cultural, educational, and technological adaptation in a contemporary world."* Ph.D. thesis. The university of British Columbia (Canada), 1993.

Khatun, R. (1986*). "Education and Modernization. A comparative study of two Villages of Bangladesh."* Unpublished Ph.D. thesis, in: M.B. Buch, Fourth Survey of Research in Education, 1983-88,1, 162.

Klineberg, Stephen. L. (1972). *"The Relative Contribution of Parents and Schools to the Modernization of Adults: A study in Tunisia."* Paper Presented at the 67 Annual Meeting of the American Sociological Association, New Orleans.

Kulkami, M.G. (1960). "*Family Patterns in Gokak Taluka*: Sociological Bulletin, Vol. IX, 1(3).

Kurien, Prema, Ann. (1993). *"Ethnicity, migration and social change: A study of Three Emigrant Communities in Kerala, India."* Ph.D. thesis. Brown University. Dissertation Abstracts International, 65(10), 1194.

Lemer, Daniel. (1963). *"The Passing of Traditional Society: Modernizing the Middle East."* Glencoe, III: Press.

Malik, Yogendra K. and Jesse F. Marquette. (1974). *"Changing Social Values of College Students in Punjab".* Asian Survey, 14A, 795.

Manveen Sandhu. (2002). *"Effect of Education and Socio-economic Status on Modernization."* Department of Education, Panjab University, Chandigarh.

Mathur. K. (1963). "*Effects of socio-economic status on achievement and behaviour of higher secondary school students".* Ph.D. (psycho), Agra University.

Mehdi, Abbas, Salih. (1988). *"Modernization in the Egyptian Communities."* Unpublished Ph.D thesis, Ohio State University. Dissertation Abstracts International, 48.

Michael, Eugene. (1994). *"Cultural reproduction in Egypt's private university."* Ph.D. Thesis, University of Kentucky, in: Dissertation Abstracts International, 56 (3).

Micheal, Armer and Robert, Youtz. (1971). *"Formal Education and Individual Modernity in an African Society."* American Journal of Sociology, 76 (4).

Mikati, Jamileh Fouad. (1988). *"The extent of Sex-Role Modernity Viewed by Text Books for*

Elementary School Children: The case of Lebanon". Unpublished Ph.D. Thesis, The Florida State University, Dissertation Abstracts International, 48(12).

Mukherjee, S. (1977*). "Students Anomie and Social Change."* In M.B. Butch, Third Survey of Research in Education, 1978-83, 93.

Munendra Kumar. (2014*). "A study of interaction effect of some personality correlates and socio-economic status on vocational aspiration and occupational choices of professional college students".* Dept. of education, Chaudhary Charan sing Uni.

Murthy, Radha, Srinivas. (1977). *"Convent Education and Student Modernity."* Field work Monograph, Chandigarh, Panjab University.

Odutolu.O.,Adebola, A., Baruwa, O., Olatidoye, F. (2003). Economic Empowerment and Reproductive Behaviour of Young Women in Osun State, Nigeria. African Journal of Reproductive Health*, 7(3):* 92-100.

Oppenheim, A.N. (1956). Quoted by Spencer, C.P. in: *"Selective Secondary education, social class and the development of adolescent subcultures."* The British Journal of Educational Research, 42 (I), 1-11.1972.

Owensby, Brian, Philip. (1994). *"Stuck in the middle: Middle class and class society is modem Brazil, 1850 to 1950."* I and II. Ph.D. Princeton University. Dissertation Abstracts International, 54 (10).

Pande, Manju. (1990). *"Child Care Modernity in Tribals of Kanke."* Social Change, 20(3), 81-91.

Pant, S. C. (1981). *"A study of the Impact of Education on the Attitudes, Beliefs and Behaviour of Muria School going children of Bastar."* Ph.D. Thesis, in: M.B.Buch, Third Survey of Research in Education, 93.

Parmar, Shil, Nhadra Singh. (1976). *"Rural Hindu Family in Continuity and Change."* Ph.D. Thesis, University of Kanpur.

Portes, A. (1973). *"The Factorial Structure of Modernity: Empirical Replications and a Critique".* American Journal of Sociology.

Prajapati, G. K. (1982). *"Impact of Education on Social, Economic and Political Changes among Scheduled Castes: a case study of Danapore Sub-division",* in: M.B. Buch, Third Survey of Research in Education, 78-83, 93.

Qian Chengdan, *"Constructing a New Disciplinary Framework of Modern World History Around the Theme of Modernization."* Chinese Studies in History Spring 2009, Vol. 42#3 pp 7-24; in EBSCO

Qudah, Ibrahim, Salman. (1994). *"Relationship between family socioeconomic status and the academic achievement of students in Jordan state universities."* Ph.D. Thesis, University of North Texas, in: Dissertation Abstracts International, 55(4).

Raghuvanshi, M. S. (1980). *"Formal Education and Individual Modernity Among RuraL Youth."* Indian Journal of Social Research, XXI (1), 8-19.

Rai, Sanjevkumar. (2012). *"Children and school in a society in transition: a study of Nepal."* Dept. of Education, University of Delhi.

Rajyaguru, H. M. (1981). *"Socio-Economic Status, Individual Modernity and Acceptance of Family Planning: A Study of the Mother's of Children, who attended Baroda Municipal Corporation Balwadis during the year 1978."* Unpublished Ph.D. Thesis submitted to M.S. University, Baroda, 1981.

Ramana, P.V.L. (1985*). "Modernist Orientation and Role Performance of Lady Teachers of Visakhapatnam Municipal Schools."* Unpublished Ph.D Thesis, Dept. of Sociology, Andhra University.

Rameshwari. R. (2014). Impact of education on the socio-economic status of women in Tamilnadu with special reference to Madurai city, Dept. of economics, Madurai Kamaraj University, Tamilnadu.

Rao, V.V. and Rao, V. Nandini, (1976). *"Arranged Marriages: An Assessment of the Attitudes of the College Students in India*." Journal of Comparative Family Studies, 7(3), 433-453.

Robinson-pant, A. (2001). *Why Eat Green Cucumber at the Time of Dying? Exploring the Link between Women's Literacy and Development: A Nepal perspective.* Hamburg: UNESCO Institute for Education.

Saila, A. (1993). *"Modernization and crisis of educational orientation,"* The Finnish Journal of Education. Kasvatus, 24 (2), 115-125.

Saran, G. (1969). *"Impact of Education on the Social Structure of Some Punjab Villages."* Doctoral Thesis. Department of Sociology, Panjab University, Chandigarh.

Satyanardam B.D. (1979*). "Socio-economic status and Achademic Achievement".* Journal of Education and Social change, Pune, may 1969.

Saxena, G. (1972). *"Social background, values and aspirations of students in an Indian Town",* in: M. B. *Buch,* Third Survey of Research in Education, 93.

Sayed, Abdur, Rafique. (1968). *"Education and Modernisation in India: A group Mediated Analysis".* Doctoral Dissertation in Education, University Kentucky, 231.

Schnaiberg, A. (1970-71). *"Measuring Modernism: Theoretical and Empirical Explorations."* American Journal of Social Psychology, 76(11), 399-425.

Shah, B.V. (1964). *"Social Change and college students of Gujarat Baroda."* Maharaj Shivajirao University.

Shah, Rummana. (2007). *Impact of Higher Education on Earnings of Women in the Public Sector Educational Institutions in Pakistan*. International Business and Economics Research Journal, <5(11):117-124.

Shaheen Parveen. (2007). *"To study the relationship between socio-economic status and attitude of high school students towards education in Aurangabad district".* Dept. of education, Dr. Babasaheb Ambedkar Marathwada university, Maharastra.

Shakeel Ahmed; Malika Mistry. (2010*). "Modern Education and Socio Economic Change."* Researchers World - Journal of Arts Science and Commerce; Vol.I No.1, Oct, 2010, PP-139-149.

Sharma, A.K. (1984). *"Schooling and Modernity in Hills."* M.Phil. Dissertation, Panjab University, Chandigarh.

Sheri Berman. (2001). *"Modernization in Historical Perspective: The Case of Imperial Germany."* World Politics, Volume 53, Number 3, pp. 431-462 DOI: 10.1353/wp.2001.0007

Shireen T. Hunter. (2004*)."Modernization and Democratization in the Muslim World Obstacles and Remedies".* Center for Strategic and International Studies, Washington, D.C.

Shivakumar S., Chengti.(1993). Impact of Education on individual modernity, Department of psychology, Karnataka University.

Singh (Mrs.) K.P. (1974). *"Women's Age at Marriage".* Sociological Bulletin, 23(2), 236.

Singh, A. K. (1982). *"Development of Religious Identity, Prejudice in Indian Children."* Deptartment of Psychology, Ranchi University, in: M.B. Buch, Survey of Research in Education I, 201.

Singh, Satvir, V.V. Upmanyu and Ramneek. (1982). *"Psychometric Correlates of Modernity",* Social Change, 2.

Singh, Yogendra. (1972*). "Academic Role-Structure and Modernization: A study of the University Teachers."* Beyond the Village: Sociological Explorations, (Ed.) Satish Sabberwal, Indian Institute of Advanced Study, Simla.

Srivastava. (1982). *"The process of Modernization among Educated Rural Youth,"* in M.B. Buch, Third Survey of Research in Education, 223.

Sutcliffe, Claud, R. (1978). *"Education as a Dependent Variable in Process of Modernization."* Journal of Social Psychology, 104.

Suzman, Richard, M. (1973*). "Psychological Modernity."* International Journal of Comparative Sociology, XIV (3 - 4).

Sylvia Walby. (2013). *"Modernities/Globalisation/Complexities".* School of Sociology and Social Policy, University of Leeds, LS2 9JT, UK.

Thakar, A.S. (1975). *"Attitudes of Late Adolescents and Early Adult College Females Towards Marriage and Related Problems",* in: M.B. Buch, Third Survey of Research in Education, 1993.

Thomas, Sabrina, Lynette. (1994). *"The development of academic efficacy among Asian, Hispanic, Black, and White high school students."* Ph.D. thesis, The University of North Carolina of Greensboro, in: Dissertation Abstracts International, 55(9).

Tsomo, Phurbu. (1992*). "A Study of Religiosity and Modernity in Tibetan Students of Secondary Schools in Himchal Pradesh."* Unpublished, Ph.D. Thesis, Deptartment of Education, Panjab University, Chandigarh.

Ugai, G. A. (1983). *"A Cross Cultural Study of Modernity amongst Nigerian and Indian College Students in Relation to Need Achievement, Intelligence and Certain Demographic Variables."* Unpublished Ph.D. Thesis, Dept. of Psychology, Panjab University, Chandigarh, 1983.

Verghese, S. (1977). *"Modernization and Alienation; Their Empirical Structure and Relationship with Education."* In M. B. Buch. Fourth Survey of Research in Education, 212-213.

Waisenen, F.B. and Hideya, Kumata. (1972). *"Education, Functional Literacy, and Participation in Development."* International Journal of Comparative Sociology, XIII(1), 21-35.

Williamson, Robert C. (1970). *"Modernism and Related Attitudes: An International Comparison among University Students."* International Journal of Comparative Sociology, X 1 (2), 130-145.

Williamson, Robert. C. (1968). *"Social Class and Orientation to Change-Some Relevant Variables in a Bagota Sample."* Social Forces, 46(3).

Zhang, X., Zheng, X., Wang, L. (2003). Comparative Research on Individual Modernity of Adolescents between Town and Countryside in China. Asian Journal of Social Psychology, 6:61-73.

Ashley Crossman & Nicki Lisa Cole, Understanding Modernization Theory, http://sociology.about.com/od/M_Index/g/Modernization-Theory.htm

Dr. Muneer uzama muneer.(2015) *“Jadidiyath 1960 ke baad”*. Roznama siasat, sep.18, 2015. http://urdu.siasat.com/news/

Ghulam Rasool, *'Hindustani madaris ka nisab aur nizame taaleem'* http://www.hamariweb.com/articles/article.aspx?id=58071

http://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/modernization>

http://ncert.nic.in/ncert/collection/

http://shodhganga.inflibnet.ac.in/

http://sociology.about.com/od/Research/a/Surveys.htm

http://www.javedahmadghamidi.com/ishraq/view/Bar-e-Sagir-Main-Islami-Jeedad-Key-Makhz-1

https://en.wikipedia.org/wiki/Modernization_theory>

https://ur.wikipedia.org/wiki/تعلیم

https://www.britannica.com/topic/modernization>

Imtiyaz Abdul Qader. (2016). *"Islam, Jadidiyath aur mabad jadiditath"*. Kashmir uzma daily, 8 august 2016. http://kashmiruzma.net/full_story.asp?Date=14_6_2013&ItemID=51&cat=5#.V6ilQtJ97IU

Mohammed John Rahamat John. (2012). *“Tasawur e Jadeed”*. pamir times urdu. http://pamirtimes.net/2012/02/22/

Mohammed Ziaulla Nadvi. (2016). *“Hindustani madaris tanqeed wa tawaquath ke tanazur me”*. http://mazameen.com/politics/milli-issues/

Moulana Hafiz Mohammed Siddique al-mimini. (2010). *‘ Deeni Uloom ki Azmath aur Fazeelath’*. Isalmi taleemath ki aqlaqi aur tahzeebi Khadre, Monthly, Darululoom, Volume:94. http://www.darululoom-deoband.com/urdu/magazine/new/tmp/02-Dini%20Uloom%20Ki%20Azmat%20aur%20Fazilat_MDU_08_August_10.htm>

Moulana Mohammed Tareeq Nauman. (2013). *‘Gadangi, ilm ki ahmiyath aur fazilat’*, Juma, 22februlary, 2013. http://www.express.pk/story/93903/

Nasir Ali Mirza. (2014). *“islam our asr hazir”*. urdu mahefil forum, 22 june. http://www.urduweb.org/mehfil/threads/

Saiyed Hasan. *“Ilm ki ahmiyath aur us ki Zaroorath :Quran wa Hadees ki roshnime”.* http://www.express.pk/story/93903/

Seyyed Hossein Nasr, *"Islam and the Plight of Modern Man"* http://www.albasirah.com/ur/articles/social/341-islam-or-maghrib.html

Shakeel Ahmed Chauhan.(2012*). Iqbal aur jadeediyath*, Iqbal forum. http://sirallamaiqbalforum.blogspot.in/2012/03/blog-post_676.html>

Yevgeniya Baraz, 2010, Islamic Modernism: Responses to Western Modernization in the Middle East - Student Pulse. Vol. 2 No. 05 | pg. 1/1 http://www.studentpulse.comarticles248islamic-modernism-responses-to-western-modernization-in-the-middle-east

Aminrad, Zarrintaj Z., Sharifah, B., Zakaria, S. & Hadi, Abdul, S. (2012). *International Conference: Innovative Research in a Changing and Challenging World* (IRCCW). Phuket, Thailand, 16-18 May 2012.

Javed Ahmad Ghamidi. 2009. *"Bar-e-Sagir-Main-Islami-Jeedad-Key-Makhz-1*". Ishraq monthly, January 2009.

Junto. (2010). *'Globalization versus Global Modernization'* http://writing.wikinut.com/Globalization-versus-Global-Modernization/1b87818p/

Khalid Baig. (2013). ‘murawiza nizame taleem…dawat-o-fikr’. Taleem o tadrees.Urdu mahefil. P1-6. https://www.urduweb.org/mehfil/threads/
Md Azeemuddin.(2014) *'miyar-e-taleem, masail aur hal'*, Rafeeqe manzil. http://rafeeqemanzil.com/

Robinson Rojas. (1996). Modernization theory and the laws of social change. http://www.rrojasdatabank.info/capital8.htm

Zafar Aaga. (2016).*'musalmano ki gurbat ka sabab asri uloom se doori'* http://urdu.siasat.com/, 31st july 2016.

ضمیمہ - I

نمونہ کے لئے منتخب اقلیتی کالجوں کی فہرست

1. ال مدینہ کالج آف ایجوکیشن، محبوب نگر
2. نور کالج آف ایجوکیشن، شاد نگر، محبوب نگر
3. گجویل کالج آف ایجوکیشن، ورنگل
4. دکن کالج آف ایجوکیشن، ورنگل
5. نیشنل کالج آف ایجوکیشن، کونڈاپور، میدک
6. ریمن کالج آف ایجوکیشن، سنگاریڈی، میدک
7. ہولی فیتھ مئنارٹی کالج آف ایجوکیشن، کھمم
8. ایم ای ایس کالج آف ایجوکیشن، کھمم
9. سوگرہ کالج آف ایجوکیشن، دیور کونڈہ، نلگونڈہ
10. ثنا کالج آف ایجوکیشن، کوداڈا، نلگونڈہ
11. شادان کالج آف ایجوکیشن، حیدرآباد
12. پرنسس دریشہوار کالج آف ایجوکیشن، حیدرآباد
13. مغل کالج آف ایجوکیشن، حیدرآباد
14. اسلامیہ کالج آف ایجوکیشن، حیدرآباد
15. رائل کالج آف ایجوکیشن، چیویلا

ضمیمہ - II

<u>سوال نامہ برائے تصوراتِ جدیدیت کے زمرے وار ائٹمس کی فہرست</u>

I. <u>معاشی سطح</u>

1. ترقی پذیر ممالک اپنے مستقبل کا تصور ترقی یافتہ ممالک سے حاصل کرتے ہیں۔
2. جدیدیت، معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے معاون ہوتی ہے۔
3. صحت عامہ کا کم خرچ پر تحفظ جدیدیت کے ذریعہ ممکن ہو سکتا ہے۔
4. مال و دولت سے جدیدیت کی نمائندگی ہوتی ہے۔*
5. غربت کسی فرد کی جدیدیت میں حائل ہوتی ہے۔*
6. ایک متوسط طبقہ کے فرد کو جدیدیت کا حامل نہیں قرار دیا جاسکتا۔*

II. <u>تعلیم</u>

7. بیرونی ممالک میں زیر تعلیم گریجویٹس، ہندوستانی گریجویٹس سے زیادہ جدیدیت کے حامل ہوتے ہیں۔*
8. رسمی تعلیمی نظام میں زیر تعلیم طلبا، مذہبی اداروں میں پڑھنے والے طلبا سے زیادہ جدید ہوتے ہیں۔*
9. کسی فرد کے جدیدیت کی سطح کا تعین صرف اس کے تعلیمی سطح سے کیا جاسکتا ہے۔*
10. جدیدیت، خواندگی کی شرح اور تعلیمی معیار سے راست منسلک ہے۔
11. جدیدیت، حاصل کردہ حیثیت یعنی ذاتی مہارتیں، صلاحیات اور کوششوں پر زور دیتی ہے۔
12. تعلیم کے میدان میں تبدیلی جدیدیت کے عمل کا حصہ ہے۔

III. <u>ٹکنالوجی</u>

13. جدید ٹکنالوجی ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ ہے۔*
14. صرف گیجٹس (gadgets) لوگوں کی معاشی سطح بہتر بنا سکتے ہیں۔
15. جدید تکنیکی ترقی ایک لعنت ہے۔*
16. جدیدیت سے مراد زندگی کے مختلف شعبوں میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال ہے۔

17. نقد رقم کے بجائے ای ویلٹ کے استعمال کو جدید رویہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

18. سوشل میڈیا پر فالو اپ کی تعداد ایک شخص کی جدیدیت کے سطح کی نشاندہی کرتی ہے۔*

IV. سماجی و مذہبی

19. کسی جدید شخص کے لئے دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ تناول کرنا موزوں نہیں۔*

20. قدامت پسند خیالات میں تبدیلی اور روایتی معاشرے کی تنظیم نو جدیدیت کی نشانی ہے۔

21. جدیدیت یافتہ لوگ خدا پر یقین نہیں رکھتے۔*

22. ایک مذہبی شخص یا مولوی بھی جدید ہو سکتا ہے۔

23. مذہب، جدیدیت کے راستہ میں رُکاوٹ ہے۔*

24. جدیدیت کا عمل معاشرے میں اقدار کے نظام کو تباہ کرتا ہے۔*

V. طرز زندگی

25. ایسا فرد جو کسی بھی معاملہ میں رائے کی کثرت یا تنوع کی اجازت دیتا ہو، وہ جدیدیت کا حامل ہے۔

26. جدیدیت کے عمل میں طرز پوشاک اہم ہوتا ہے۔*

27. تمباکو نوشی، شراب نوشی اور حد درجہ سنورنے کا رجحان فرد کو جدید بناتے ہیں۔*

28. جدیدیت کا مغربی لباس کے ساتھ غلط تصور جوڑا گیا ہے۔

29. جدید لوگ لبرل رویوں کے مالک ہوتے ہیں۔

30. جینس پہننا جدیدیت کی ایک علامت ہے۔*

VI. خواتین کی حیثیت

31. جنسی مساوات میں تیقن جدیدیت کی علامت ہے۔

32. پیشہ وارانہ طور پر مَردوں کو خواتین کے تحت کام کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

33. ایک عورت کے لئے نوکری کرنے سے مراد زندگی بگاڑ لینا ہے۔*

34. ملازم خواتین، گھریلو خواتین کے مقابلے میں زیادہ جدید ہوتی ہیں۔*

35. پردہ کا نظام جدیدیت کے عمل میں ایک رُکاوٹ ہے۔*

36. جدیدیت، سیاست میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

VII. شادی

37. مرد یا عورت جو ازدواجی زندگی میں یقین نہیں رکھتے جدید ہوتے ہیں۔*

38. لڑکے اور لڑکیوں کو شادی کے لئے زندگی کے ساتھی کے انتخاب میں آزادی ہونی چاہیے۔

39. شادی میں بھاری اخراجات ہماری جدیدیت کی سطح کا اظہار کرتے ہیں۔*

40. مخالفتِ جہیز ایک جدید کاروائی ہے۔

41. لڑکی کی شادی کی بہ نسبت لڑکی کی تعلیم کو زیادہ اہمیت دینا جدید طرز عمل ہے۔

42. ڈیٹنگ جدیدیت کی ایک علامت ہے۔*

VIII. والدین اور اولاد کا رشتہ

43. جدید شخص بڑوں یا بزرگوں کا احترام نہیں کرتا۔*

44. بالغ اولاد کے معاملات میں والدین کی مداخلت کو جدیدیت روکتی ہے۔

45. عمر رسیدہ والدین کو اولڈ ایج ہوم میں شریک کرنا ایک جدید فرد کا طرز عمل ہے۔*

46. اہم فیصلوں میں اولاد کی رائے بھی قابل قبول ہوتی ہے۔

47. والدین اور اساتذہ ہمیشہ صحیح نہیں ہو سکتے، بچوں کو ان کی رائے دوبارہ جانچ لینی چاہیے۔

48. بچوں کے مستقبل کی قبل از وقت منصوبہ بندی جدیدیت یافتہ افراد کا طرز عمل ہوتا ہے۔

मौलाना आज़ाद नेशनल उर्दू यूनिवर्सिटी مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY

(A Central University established by an Act of Parliament in 1998)

(Accredited "A" Grade by NAAC)

DEPARTMENT OF EDUCATION & TRAINING

سوال نامہ برائے تصوراتِ جدیدیت

برائے مہربانی مندرجہ ذیل معلومات فراہم کیجئے: تاریخ-------------------

نام:--

والد کا نام:--

عمر:------------ جنس : مذکر ☐ مونث ☐

تعلیمی قابلیت:--

طرز تعلیم: مدرسہ ☐ اسکول ☐

پتہ برائے رابطہ:--

ضمیمہ : III

ہدایات

اس سوالنامہ کا مقصد جدیدیت کے متعلق تصورات کی پیمائش ہے۔ یہ سوالنامہ 48 آسان بیانات پر مشتمل ہے جو جدیدیت کے متعلق تصورات کے مختلف پہلوؤں پر ہے۔ ہر ایک بیان کو احتیاط سے پڑھیے اور ہاں کے لئے (√) نشان لگائیے اور نہیں کے لئے (X) نشان لگائیے۔ برائے مہربانی **کوئی سوال خالی نہ چھوڑیں۔**

اگر آپ کو کوئی شک ہو تو وضاحت حاصل کریں۔ آپ نے سمجھ لیا ہو کے کیا کرنا ہے تو کام شروع کریں۔ اس میں وقت کی کوئی قید نہیں، تاہم غیر ضروری تاخیر نہ کریں۔ آپ کے جوابات خفیہ رکھے جائینگے اور صرف تحقیق کے مقصد کے لئے استعمال کئے جائیں گے۔

1. غربت کسی فرد کی جدیدیت میں حائل ہوتی ہے۔* ( )
2. ملازم خواتین، گھریلو خواتین کے مقابلے میں زیادہ جدید ہوتی ہیں۔* ( )
3. مخالفتِ جہیز ایک جدید کاروائی ہے۔ ( )
4. بیرونی ممالک میں زیر تعلیم گریجویٹس، ہندوستانی گریجویٹس سے زیادہ جدیدیت کے حامل ہوتے ہیں۔* ( )
5. کسی فرد کے جدیدیت کی سطح کا تعین صرف اس کے تعلیمی سطح سے کیا جاسکتا ہے۔* ( )
6. لڑکی کی شادی کی بہ نسبت لڑکی کی تعلیم کو زیادہ اہمیت دینا جدید طرز عمل ہے۔ ( )
7. جدید لوگ لبرل رویوں کے مالک ہوتے ہیں۔ ( )
8. جینس پہننا جدیدیت کی ایک علامت ہے۔* ( )
9. بالغ اولاد کے معاملات میں والدین کی مداخلت کو جدیدیت روکتی ہے۔ ( )
10. پردہ کا نظام جدیدیت کے عمل میں ایک رُکاوٹ ہے۔* ( )
11. ایک متوسط طبقے کے فرد کو جدیدیت کا حامل نہیں قرار دیا جاسکتا۔* ( )

صفہ 1 پر اسکور ☐

12. مرد یا عورت جو ازدواجی زندگی میں یقین نہیں رکھتے جدید ہوتے ہیں۔* ( )

13. ڈیٹنگ جدیدیت کی ایک علامت ہے۔* ( )

14. مذہب، جدیدیت کے راستہ میں رُکاوٹ ہے۔* ((

15. جدیدیت سے مراد زندگی کے مختلف شعبوں میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال ہے۔ ( )

16. ایک عورت کے لئے نوکری کرنے سے مراد زندگی بگاڑ لینا ہے۔* ( )

17. جدیدیت کے عمل میں طرز پوشاک اہم ہوتا ہے۔* ( )

18. لڑکے اور لڑکیوں کو شادی کے لئے زندگی کے ساتھی کے انتخاب میں آزادی ہونی چاہیے۔ ( )

19. جنسی مساوات میں تیقن جدیدیت کی علامت ہے۔ ( )

20. تمباکو نوشی، شراب نوشی اور حد درجہ سنورنے کا رجحان فرد کو جدید بناتے ہیں۔* ( )

21. جدیدیت، سیاست میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ ( )

22. تعلیم کے میدان میں تبدیلی جدیدیت کے عمل کا حصہ ہے۔ ( )

23. پیشہ وارانہ طور پر مَردوں کو خواتین کے تحت کام کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ ( )

24. قدامت پسند خیالات میں تبدیلی اور روایتی معاشرے کی تنظیم نو جدیدیت کی نشانی ہے۔ ( )

25. جدید تکنیکی ترقی ایک لعنت ہے۔* ( )

26. ایسا فرد جو کسی بھی معاملہ میں رائے کی کثرت یا تنوع کی اجازت دیتا ہو، وہ جدیدیت یافتہ ہے۔ ( )

27. بچوں کے مستقبل کی قبل از وقت منصوبہ بندی جدیدیت یافتہ افراد کا طرز عمل ہوتا ہے۔ ( )

28. مال و دولت سے جدیدیت کی نمائندگی ہوتی ہے۔* ( )

29. جدید ٹکنالوجی ذہنی بیماری کی بنیادی وجہ ہے۔* ( )

30. اہم فیصلوں میں اولاد کی رائے بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ ( )

31. صرف gadgets لوگوں کی معاشی سطح بہتر بنا سکتے ہیں۔ ( )

32. جدیدیت کا عمل معاشرے میں اقدار کے نظام کو تباہ کرتا ہے۔* ( )

33. والدین اور اساتذہ ہمیشہ صحیح نہیں ہو سکتے، بچوں کو ان کی رائے دوبارہ جانچ لینی چاہیے۔ ( )

34. جدیدیت، معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے معاون ہوتی ہے۔ ( )

35. رسمی تعلیمی نظام میں زیر تعلیم طلبا، مذہبی اداروں میں پڑھنے والے طلبا سے زیادہ جدید ہوتے ہیں۔* ( )

36. ایک مذہبی شخص یا مولوی بھی جدید ہو سکتا ہے۔ ( )

37. صحت عامہ کا کم خرچ پر تحفظ جدیدیت کے ذریعہ ممکن ہو سکتا ہے۔ ( )

38. جدید شخص بڑوں یا بزرگوں کا احترام نہیں کرتا۔* ( )

39. کسی جدید شخص کے لئے دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ تناول کرنا موزوں نہیں۔* ( )

40. نقد رقم کے بجائے e-wallet کے استعمال کو جدید رویہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ( )

41. جدیدیت یافتہ لوگ خدا پر یقین نہیں رکھتے۔* ( )

42. شادی میں بھاری اخراجات ہماری جدیدیت کی سطح کا اظہار کرتی ہیں۔* ( )

43. جدیدیت کا مغربی لباس کے ساتھ غلط تصور جوڑا گیا ہے۔ ( )

44. سوشل میڈیا پر فالو اپ کی تعداد ایک شخص کی جدیدیت کے سطح کی نشاندہی کرتی ہے۔* ( )

45. جدیدیت، خواندگی کی شرح اور تعلیمی معیار سے راست منسلک ہے۔ ( )

46. جدیدیت، حاصل کردہ حیثیت یعنی ذاتی مہارتیں، صلاحیات اور کوششوں پر زور دیتی ہے۔ ( )

47. ترقی پذیر ممالک اپنے مستقبل کا تصور ترقی یافتہ ممالک سے حاصل کرتے ہیں۔ ( )

48. عمر رسیدہ والدین کو اولڈ ایج ہوم کی راہ بتانا ایک جدید فرد کا طرز عمل ہے۔* ( )

صفحہ 2 پر اسکور [ ]

Consumable Booklet of PTMQ

मौलाना आज़ाद नेशनल उर्दू यूनिवर्सिटी مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی
MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY
(A Central University established by an Act of Parliament in 1998)
(Accredited "A" Grade by NAAC)
DEPARTMENT OF EDUCATION & TRAINING

Please fill up the following informations: **Date**__________

Name ____________________

Father's Name ____________________

Age ______ **Gender: Masculine** ☐ **Feminine** ☐

Educational Qualifications ____________________

Background: **Madrasa** ☐ **School** ☐

Address ____________________

Instructions

The purpose of this scale is to measure your perceptions towards modernization. The questionnaire is comprised of 48 statements on different dimensions of Perceptions towards modernization. Read each statement carefully and put a tick mark (√) for YES and cross mark (X) for NO. Please **do not** leave any of the statements unanswered.

If you have any doubt, get it clarified. In case you have understood as to what has to be done, start working. There is no time limit, yet don't make unnecessary delay.

Your responses shall be kept confidential and used for research purpose only.

1. Wealth is an indicator of modernization.* ( )
2. Working women are more modernized than housewives.* ( )
3. Opposing dowry is a modern act. ( )
4. Graduates who study abroad may be more modernized than those who study in India.* ( )
5. A person's level of modernity can be judged by means of his educational status only.* ( )
6. Giving more importance to girl education than to marriage is a modern behaviour. ( )
7. Modern people possess liberal attitudes. ( )
8. Wearing jeans is a symbol of modernization.* ( )
9. Modernization limits parental interference with the matters of their offspring's, when they grownup. ( )
10. Parda system (veil) is a hindrance in the process of Modernization.* ( )
11. Middle class person can't be modernized.* ( )
12. Men/women who do not believe in marital system are modern.* ( )
13. Dating is a sign of modernization.* ( )
14. Religion is a barrier in the way of modernization.* ( )

Score on Page 1 ☐

15. Modernization is application of upto date technology in various fields of life. ( )
16. For a woman, doing job means spoiling her life. * ( )
17. Dressing style very much matters in the process of modernization.* ( )
18. Boys and girls should have freedom in selecting a life partner for marriage. ( )
19. Belief in gender equality is a sign of modernization. ( )
20. Smoking, drinking and sporting trendy attire makes one modern.* ( )
21. Modernization encourages participation of women in politics. ( )
22. Change in education is a part and parcel of modernization process. ( )
23. Professionally men should not refuse to work under women. ( )
24. Change in conservative ideas and disorganization of traditional society is a sign of modernization. ( )
25. Modern technical progress is a curse.* ( )
26. One who allows diversity of opinion on any issue is modernized. ( )
27. Pre planning for the future of the children is modernized persons behaviour. ( )
28. A poor person can never be modernized.* ( )
29. Modern technology is the root cause of mental illness.* ( )
30. Children's view/opinions must also be taken in to account while taking important decisions. ( )
31. Only gadgets can improve economic status of people. ( )
32. The process of modernization destroys the value system in society.* ( )
33. Parents and teachers may not always be correct; children need to reexamine their opinions. ( )
34. Modernization makes possible to improve standards of living. ( )
35. Graduates of conventional education system are more modernized than students studying in religious institutions.* ( )
36. A religious person/priest may also be modernized one. ( )
37. Affordable (or free) access to quality healthcare can be possible by modernization. ( )
38. A modern person don't show respect towards elders.* ( )
39. The act of dining with the people of other religion may not be appreciable for a modern person.* ( )
40. Using e-wallets instead of cash can be termed a modern behaviour. ( )
41. Modernized people have no belief in God.* ( )
42. Huge expenditure in marriage indicates our levels of modernization.* ( )
43. Modernization is miss-conceptualized with western clothing. ( )
44. Number of follow-ups on social media indicates a person's modernity.* ( )
45. Modernization is directly linked with levels of literacy and educational standards. ( )
46. Modernization emphasizes on achieved status i.e. personal skills, abilities and efforts. ( )
47. Developing countries envisage their future as shown by developed countries. ( )
48. Directing aged parents to old age homes be a modern person's behaviour.* ( )

Score on Page 2